

Cal. Coll. 194

شنوئی ہمال

سے

نرم وصال

جسے ایک شاعر عجم نے بفضاحت کلام و مضامین محسب نظم کیا
اور سفیر با توقیر انگلستان مقیم دار السلطنت ایران فرگورنٹ ہند
کو بطور تحفہ کے بھیجا اور ایک بڑے ذی علم انگریز نے اس پر تقریظ
لکھی اور اس کی بہت تعریف کی اور فرگورنٹ سے حکم ہوا کہ یہ شنوئی
تمام احاطہ نہیں شائع کی جائے

لہذا

مسب الایامیے جناب مستطاب علی القاب کلن انوار بر ونگت
بہادر ایم اے ڈاکٹر شری شریہ تعلیم اودہ

مطبع منشی نوکشور مقام کنشویچھی

۱۸۷۴ء

۱۰۰
۱۹

تقریظ بزم وصال مع فصاحت

ہوئی چپ کی تیار بزم وصال	زہی بارک اللہ نظم خیال
عجب تمنوی یہ دل آویز ہے	کہ ہر مصرعہ معشوق نوخیز ہی
ہر اک شعرا کا ہی شعری شعار	ہر اک لفظ اس کا گل نو بہار
بیان ہی کہ ہی اک بیان طلسم	نیا ہی کیا گستاخ طلسم

یہ ہے جان فزاوستان سخن
کہ ہے باعث عطف ہمدان سخن

سبحان اللہ یہ وہ کتاب ہے جسکی جی جان سے صاحب زبان قدر
کہتے ہیں یعنی اہل ایران قدر کرتے ہیں ہمیں نظر وزیر مملکت
واقع طہران دار السلطنہ ایران نے ازراہ قدر دانی حضور
گورنر جنرل کے پاس سہجوائی اور حضور مدوح نے صیفہ تعلیم
کے تمام سرشتون میں پڑھنے پڑھانے کی بابت ہدایت فرمائی
اول یہ کتاب عجائب خانہ ہندوستان میں رکھی گئی اور بنظر
استفادہ عام اطلاع دی گئی کہ جو شخص چاہے اسکی نقل کر سکتی ہے
اے سی سیلی صاحب بہادر سی ایس آئی سکریٹری گورنمنٹ آف انڈیا
کی چٹی جو بنام صاحب چیف کسٹرن بہادر ملک اودہ وصول ہوئی
اوس سے اور نیز انتخاب کتاب سے صاف عیاں ہے کہ یہ کتاب
کس تہہ کی ہے اور اسکے مصنف عالی دماغ کا کیا پایہ و شان ہے
اس امر کا بجا فرما کر جناب شی فو لکشنور صاحب مالک مطبع
اودہ اخبار نے تجویز کی کہ ایسی بے مثل کتاب کا چھوٹا ایک

دریائے فیض کا بہانا ہے لہذا حسب صلاح جناب فیضیاب اگر سر پہا
 سرشتہ تعلیم صوبہ اودھ کے نقشبندی صاحب عالی ہمت نے اس کتاب
 اور دلکش مثنوی کی طبع کا بیڑا اوٹھایا اور نہایت درجہ کی
 تصحیح کے ساتھ عمدہ کاغذ پر خوشخط چھپوایا الحمد للہ کہ درنہو لایہ گنجینہ
 فراست و خبرت بکمال آب و تاب قابل طبع سے مجھے ہو کر نایاب ہوا
 اور جو ہم شوق کی گرمی بازار سے خریدار اس کا ایک جہان ہوا
 واضح ہو کہ یہ کتاب بزبان فارسی نظم میں لکھی گئی ہے اور اس میں چار
 پان سو اشعار سے کچھ زیادہ ہیں بزم وصال اسکا نام ہے جو
 اسم با سمی ہے ہر چند مصنف نے تیش زبم یعنی مجالس پر اس کو
 تمام کیا ہے اور ۳۶۔ بیان ہیں لیکن صاف صاف ذکر صرف
 ۱۶۔ بزم کا ہے اور ۲۵۔ بیان کے اخیر میں سلسلہ حکایت کا
 منقطع ہو کر مصنف ایک اور حال بیان کرتا ہے۔ اب ہم
 مختصر طور پر ایک تھوڑا سا ذکر اس کے مختلف بیانوں کا حوالہ ظم
 کرتے ہیں جس سے ناظرین کو اس کتاب کی اجمالی کیفیت حاصل
 ہوگی (یاد رہے) انتخاب کا لقب باب ہے جو گورنمنٹ ہند میں کیا گیا تھا)

بیان اول

بہارِ مقل و دل محمد خدا و نعت نبی مقبوت علی کریم کتاب کو شروع کیا ہے۔

بیان دوم

سبب تالیف کتاب بیان کیا ہے جس سے عام مصنفوں نے
 موافق مصنف نے دو باتوں کی آرزو کی ہے۔
 اول یہ کہ یہ کتاب یادگار رہے۔

دوم۔ جن عمدہ باتوں کے مصنف نے اوپر عادات اور قواعد
شایان نامہ آرا اور بزرگان کبار کے بیان کیا ہے اوس سے
معرض یہ ہے کہ اسکو پڑھ کر لوگ نصیحت حاصل کریں اور خاص کر
رٹکے نیک آدمیوں کی پیروی کریں اور بری باتوں سے باز رہیں

بیان سوم

اسمین مصنف کے بعض بعض عزیزوں اور دوستوں کا حال اور
ایک سفر کا مذکور ہے۔

بیان چہارم

اسمین بھی ایک سفر کی کیفیت ہے اور غارت گردوں کے حملہ کرنے
اور قافلہ سالار کی جو اندری سے اونکو زک دینے کا واقعہ حوالہ
قلم ہے۔ یہ فسر مصنف کا دوست ہے اور اوسکی تعریف شاعرانہ
طور پر بہت خوب کی گئی ہے۔ یہ شخص ہر ایک دن کے تین چھ
کرتا ہے اور ہر ایت کرتا ہے کہ ایک حصہ کاروان کی سفر لڑیکا
ہے اور دوسرا حصہ واسطے رفع ماندگی اور کسل راہ دور کرنے
کے اور تیسرا حصہ صنائع حقیقی کے صنائع و بدائع کا حال دریافت
کرنے اور مختلف اشیاء موجودات کی تحقیقات کے لیے ہے۔
یہ شخص مصنف کی طرف مخاطب ہو کر درخواست کرتا ہے کہ تم
اس بنام میں جو کچھ کہتے دیکھا ہے بیان کرو پس مصنف خوش ہو کر
ایک سنجیدگی اور عمدگی کے ساتھ اقسام انصاف کا حال بیان کرتا ہے

بیان پنجم

اسمین ایک عمدہ نتیجہ عمل انصاف کا مرقوم ہے۔

بیان ششم

کاروان ایک چھوٹی سی گائون موسومہ جواگ کو جانا ہے جہاں پر
 رہنمائے کاروان ایک پسندیدہ سبقت انصاف کا بڑا نوکرتا ہے
 باشندہ اس گائون کے مسافروں کے پاس بعد از عظم
 بزم میں جمع ہوتے ہیں اور مصنف سے درخواست کیجاتی ہے
 کہ صاحبان بزم کو چند باتوں سے آگاہ کرے کہ وجہ پیدائش
 کی کیا ہے اور پیدا کنندہ کے اوصاف کیا ہیں اور انسان کو حیوان
 پر بزرگی کیوں دی گئی اور خداوند تعالیٰ کو انسان کے پیدا کر
 کی وجہ کیا تھی اول پیدائش دینا سے کل چیزیں موجود تھیں یا نہیں
 اور اگر تھیں تو ظاہر تھیں یا نہان تھیں اور آدمی کیوں مختلف
 درجوں پر پیدا ہوتے ہیں یعنی بعضے شاہ اور بعضے فقیر مصنف
 یہ جواب دیتا ہے کہ ایسی باتوں کا استفسار نہ تو بہتر ہے کیونکہ
 نتیجہ تسار واقعی نہیں حاصل ہو سکتا ہے اور کہتا ہے کہ کل چیزیں
 واسطے آدمی کے پیدا ہوئی تھیں جیسے کہ کرہ عروس سجایا جاتا ہے
 واسطے عروس کے اور جو چیزیں کہ پشتہ پیدائش نبی کے پیدا کی گئی
 نہیں وہ فقط اس کے جلوہ کا عکس تھا بعد ایک جھپک جلال
 خدا کی تھی اور بعد اسکے سب چیزیں ایک معلوم دے اور بزرگی
 انسان کی اوپر حیوان کے بوجہ تعقل کے ہے خدا تعالیٰ کا کوئی
 ذاتی فائدہ یا خواہش عوض کی نہیں تھی جس وجہ سے آدمی
 بنایا جیسے کہ سمندر اپنی لہروں سے طالب نہیں ہے یا سورج
 اپنی روشنی سے جو کہ تابان ہے برابر اوپر کہہ ویر کے البتہ

مخلوق کی خواہشیں بے شمار اپنے اپنے درجن کے موافق ہیں۔

بیان ہفتم

بیان پر ایک تخیل بیان کی ہے کہ دو بیسے ایک شاہ کے شکار کیلئے گلوں اور اپنے ہمارے بیان کو بہت پیچھے چھوڑ دیا اور سوار گئے وہاں تک جہاں سے گھوڑے آگے نہ چل سکے اور یہاں پر رہتے بھول گئے تب تو گھوڑوں پر سے اتر کر بیادہ پا چلے بڑا بھائی چوٹے بھائی سے دو فرسنگ آگے تھا آؤ سکو چوڑوں نے پکڑ کر بہت مارا اور اسباب چھین لیا بعد کو یہ ایک گانومین ہو چکا اور وہاں ایک عورت نے اسکو ٹیٹا بنایا جسکے اولاد تھی اور اسکی شادی کی اور لڑکے بھی ہوئے چھوٹے بھائی کو بھی چور ملے اور اسکو بھی مار کر اسباب چھین لیا بعد چند حادثوں کے اسکو ایک بادشاہ نے متبہنی کیا اور وہ شاہ جاو و گروں کا تختہ

بیان ہشتم

کاروان آگے بڑھا اور بقام و نجان تعلیم ہوا جہاں پر تین یوم قیام و آرام کیا اور سرد سرد ہوا کھائی اور بہت سے خواروں اور اسبجارسایہ دار کا لطف دیکھا مصنف نے پہر پوچھا کہ تم سمجھاؤ کہ خداوند تعالیٰ جو بے نیاز ہے وہ کیسے اپنی بندوں سے اعانت چاہتا ہے۔ اور پیغمبروں کے پیچھے سے کیا غرض ہے۔ مصنف نے اسکا جواب دیا ہے۔

بیان نهم

راستی اور سچائی کے خزانہ کی جستجو کی تخیل۔

بیان دہم

اسمین ایک شکار کا بیان ہے اور گفتگو درمیان مصنف و مفسر کا رون کے درباب جواز شکار کے۔

بیان یازدہم

یہ ایک کہانی ہے جسین شکار کیلئے کی برائیاں ہیں اور ناحق زخمی کرنا بے قصور جانوروں کا۔

بیان دوازدہم

اسمین بیان ہے ایک بزم خوشی کا جو کہ مسافروں نے ترتیب دی تھی۔

بیان سیزدہم

اسمین بیان ہے کہ ایک شہزادہ کس طرح پر حیرت ناک رہا اور پر داز پیدائش انسان کے اور اسوجہ سے کہ کیونکر انسان چلتا پرتا ہے اور بولتا ہے چنانچہ ایک جلسہ کا بیان ہے کہ جس روز ایک تہلی والے گوتیلیان نجات دیکھا تو اول اس نے جانا کہ تیلیان خود ناچتی ہیں بعدہ معلوم ہوا کہ ایک شخص ہاتھ سے نچاتا ہے اور بزریہ ایک آدمی کے یہ کل حرکتیں کرتی ہیں جسکے ہاتھ میں ڈور یاں ہیں اور پس پردہ کام لے رہا ہے بعد دریافت اس کیفیت کے اسکا دھشک رفع ہو گیا اور یہ سمجھا کہ گروہ آدمی کا سہی ایک نوع کی تیلیان ہیں جو اسکی دست چتر میں ہیں یہ سمجھ کر اس نے دنیا کو ترک کیا اور تخت و تاج چوڑ کر فقیر ہو گیا۔

بیان چاروہم

کاروان کا مقام کان میں سرپونچا اور وہان اور فائدہ سخاوت کے گفتگو ہونا۔

بیان پانچوہم

اسمین بیان سخاوت کے نیک نتیجہ کا ہے آوزیریہ کہیں ایک شرہ تلف نہیں ہوتا۔

بیان ششودہم

اسمین ایک مختصر سا بیان اور فائدہ دل تعلیم کے ہے۔

بیان ہفتدہم

کاروان مقام صفہان میں پہونچا اور حسب قاعدہ مصنف سے کہا گیا کہ بزم میں کچھ نصیحت آمیز گفتگو کریں بعد کچھ نصیحت کے گفتگو ختم کی اور عمدہ تعلیم کا فائدہ بیان کیا۔

بیان آٹودہم

کاروان مقام دزلی کر دین پہونچا اور بیان پر خٹک جدال افسر کاروان آہواؤں کے بھائی سے ہوئی جو اتفاقہ مل گئے تھے چنانچہ ہر دو جانب کے کچھ آدمی مارے گئے بعد کو دریاں ٹوٹا برا دران کے ملاپ ہوا بڑا بھائی جو کہ افسر کاروان ہے وہ بصف سے پوچھتا ہے کہ بہادری کے کیا معنی ہیں اس پر بیان یہ جا کر سورا اور چوٹے بھائی کو گفتگو سننے کے لیے چوڑا گیا۔

بیان نووہم

اسمین بیان ہے کہ جو فردی کے کیا معنی ہیں پس مصنف کا و سچا

حال بیان کرتا ہے جو درمیان حضرت علی ابن ابی طالب اور ابو سفیان کے جو کہ درمیان مکہ معظمہ و مدینہ کے ششہ ہجری میں ہوئی اور وہ مشہور ہے غزائی خندق جہاں پر کہ علی ابن ابی طالب نے اپنے ہاتھ سے خلف و دو کو مارا تھا جو کہ شل و پوزاد کے تھا اور جنگ آرزو وہ تھا۔

بیان بستم

دوسری رات کو خیمہ گاہ میں بزم آراستہ ہوئی اور خوشی کی بے پروقت دیکھنے ساتی و شراب کے ایک عالم سکوت میں بیٹھا اور مصنف سے وجہ سکوت دریافت کی۔

بیان بستم و حکم

اسمیں عجیب غریب ایک دوست کے سفر کا قصہ ہے جو دور و سفر کر کے اور دنیا سے نیرا ہو کر آیا ہے جمع دیگر حالات کی

بیان بستم و دوم

دوسرے روز عشرہ ذی الحجہ کا تاج عید قربان مشہور ہے بعد دستورات معینہ کے بزم جمع ہوئی اور مصنف سے دریافت کیا کہ خوشی اس دن کی کیوں ہے اور کیوں یادداشت رکھی گئی کہ حضرت ابراہیم نے اپنے فرزند کو قربان کرنا چاہا تھا اور سبب بوسہ دینے حجر اسود کا پوچھا۔

بیان بستم و سوم

اسمیں تیسرا بیان ہے ایک بادشاہ کا جس کے ملک کی طرف ایک کاروان جاتا تھا اور بروقت پہنچنے قریب شہر کے

بادشاہ نے ایک قاصد بھیجا کہ وہ کاروان کا استقبال کرے
اور ان کو تیار کئے نزدیک راستہ شہر کا متع دیگر حالات کی۔

بیان بست و چہارم

کاروان کا دستِ شہرین و خسروین پہنچتا اور وہاں ایک بزم کا
جمع ہونا اور ان دونوں مشہور عاشق و معشوق کا حال دریافت کرنا
اور مصنف کا جواب دینا۔

بیان بست و پنجم

اسمین بیان ہے کہ ایک نوجوان مرد عاشق ہوا ایک نوجوان
عورت چہرے کو اوئے غفل کرتے ہوئے ایک چشمہ بردیکھا بیان
اسکی محبت کا عام میں مشہور ہوا لڑکے کے مان باپ نے واسطی
رفع بذامی کے ظاہر کیا کہ لڑکی اوس چشمہ میں نہاتی ہوئی ڈوب کر
مگنی بروقت سننے اس بات کے وہ نوجوان وہیں ڈوب کر مر گیا
جہاں پر کہ اوسے جانا کہ بیان پر ڈوبی ہوگی اس کے بعد اوس
لڑکی کا غرق ہونا۔

بیان بست و ششم

ایک زلزلہ عظیم کا بیان ہے جو شہر شیراز میں در بیان آخر ہفتہ
ماہ شوال ۸۳۱ھ ہجری کے آیا تھا اور اوس سے بہت مکان
گرہڑے تھے تہجد اوسکے مکان مصنف بھی گر پڑا تھا بعد گو
مصنف ثنا خوانی بادشاہ فتح علی شاہ کا ثنا خوان ہجرت ہو کر
۸۳۴ھ میں قضا کی اور اون کی بجائے اون کا فرزند
نصیر الدین تخت نشین ہوا جس سے انہوں نے استدعا کی تھی

کہ دس برس کا گلس معاف ہو جائے بعد کو اور مختلف
بیان ہے۔

بیان بست و ہشتم

اسمین تو نگری کا بیان ہے۔

بیان بست و ہشتم

اسمین ایک قصہ تو نگری کا ذکر ہے۔

بیان بست و ہشتم

اسمین مصنف بیان کرتا ہے کہ ایک رات خضر میری ملاقات
کو آئے تھے اور اونہون نے ایک قصہ بیان کیا اور کہا کہ
عام بین مشہور کیا جائے وہ یہ ہے۔

بیان سی ام

ایک شاہ کے دو بیٹے تھے بروقت قضا کرنے اس شاہ کے
دو نوں میں ملک تقسیم کیا گیا۔ الخ۔

بیان سی و یکم

اسمین حال بناوت ایک سردار کا بیان ہے مع دیگر حالات
مفصل کے۔

بیان سی و دوم

اسمین جلسہ شادی کا بیان ہے۔

بیان سی و سوم

مصنف بیان کرتا ہے کہ میری نہایت آرزو ہندوستان کے
سفر کی تھی کیونکہ اس نے بہت سے صاحبان انگلستان سے

فارس میں ملاقات کی اور اون کو اس نے نہایت ذی شعور پایا تھا اس واسطے کہ ہجرتی میں معصفت بند راہو شہر میں داخل ہوا اور وہاں پر شہزادہ تیمور کا ظلم و ستم کرنا۔ اور اور مختلف حالات۔

بیان سی و چہارم

دینا کے چیرون کی بے ثباتی و بے بنیادی کا بیان ہے مع دیگر حالات کے۔

بیان سی و پنجم

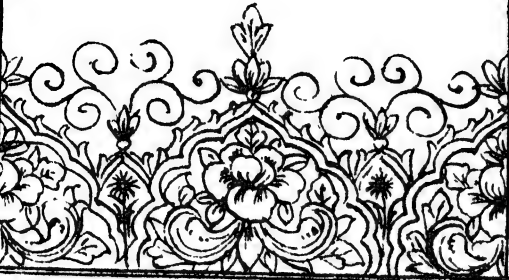
کر بلا کی لڑائی کا بیان ہے جو عشرہ محرم کو ۱۱۸۵ ہجری میں موتی تھی جبکہ حسینؑ فرزند علیؑ شہید ہوئے تھے۔

بیان سی و ششم

اس میں بیان ہے حالات حسینؑ کا کہ پیشتر القسریٰ نے یحیٰ بن جنگ کے کس کس طور سے وہ اپنی رشتہ دار عورتوں سے جدا ہوئے تھے اور خواب میں دیکھنا اپنی مادر بزرگوار کا اور ارادہ مصمم کرنا جنگ کا۔

یہاں پر کتاب ختم ہوئی۔

القصبہ جو لوگ یہ مذاق رکھتے ہیں وہ نہایت تعریف کرتے ہیں اور یقین ہے کہ اسکو سب صاحب پسند کریں گے کیونکہ یہ کتاب نہایت درجہ دلچسپ ہے۔



بسم الله الرحمن الرحيم

حمد باری تعالی

جهان آفرین باسرو آفرین
همه آفرینش بعبیدان دست
جهان آفرین بوی کند که بهار
چه از مرغ و ماهی چه از دام و
خرد گوشتی هنر شد کلبه
خسف را ز نیسان کند باره
فلک از اختر کند همچو باغ
شکسته کند کس نیاید روش بست
ز هر جانور برگزیده آدمی

که گسترده و افراشته پی زمین
فروزان خرد گوهر کان دست
که از شاخ برگ آورد گاه بار
هم او آفریند هم او پرده
نخستین بعبیدان باشد پند
کنده قطره را گوهر شا بهوار
چمن از گلین کند چون چمن
درست را کند کس نیاید شکست
شرف و ادش از مردم آدمی

بسم الله الرحمن الرحيم

نمردم گروی بآوردنش یکی را که از همگان پیش دید	که تا دیگران را بخوانند پیش پیشش بی غمی بر گزید
در نعت احمد مختار صلی الله علیه و سلم محبوب گردگار که وجودش درین عالم بی مدار باعث دار و مدار	
محمد که بر انبیا سرور است شده خلق را پیشوا می طلب	جهان آفرین پیام آورست سپهر جلال آفتاب عرب
ز تیغش جهان پروا زد و چون دو دریاست دست دلش در دو	جزا و کیست بغیر تیغ زن یکی محرومش یکی بحر جود
جهان تا جهان بسهم و آیین است هزاران در و درخشاوند او	زمین فرمان پیرو دین است بر او باد و صحاب پیوند او
منقبت اسد الله الغالب م مطلوب کل طالب ذی المناقب علی ابن ابیطالب علیه السلام	
ابو شهزده علی شیر پروردگار در شه دانش در بحر جود	بهین پیشوا صاحب و الفقها بهین گوهرش آمد از بحر جود
شی که چون دو پیکر گرفت اگر باغ دین دست گشت علی	سرا از انزو در سیر گرفت ولی تازه از آب تیغ علی است
یکی حکم آورید یکی حکم ران خدا جوئی حق گوئی و دانشناس	وزین دو برآرنده کا جهان زدیند ریش دین شده و سپاس
برو شمارش ز مایه باد و باده	ز درخواه او جان ما شاد باد
سبب تالیف کتاب مبینیت نصاب گوید	
من این نغمه گفتار دلکش بیان	که آوردم از بهر گرا اندر بیان

جمع
عبدالله بن محمد
تألیف
عبدالله بن محمد
طبرستان
در ماه
رجب
سال
۱۰۳۵

<p>اندا چون ملی دیده و شد اتم سخت آنکه مانند من یادگار ز اندر نیز دان پندوی و چند ز آئین شایان رسم روان ز رسم سخن گفتن پاستان که این رسم در راه از جهان فیتا</p>	<p>و چون گران در نظر شد اتم سخنهای سنجیده در روزگار که خلق خدا را بود و سودمند طریق بزرگان و کجمنان ز هر گونه پروختن داستان هنر و گران این گونه دیگر مباد</p>
---	--

پند و اندون به فرزند و بکند و نام نهادن این مثنوی
 نسخ پیوند

<p>و گر پند و اندرز ز سر ز ندرا که بر راه آزاد مردان رود گر آید به پیوند آزادگان که آزاده گرسنگ بر سر زند چون کز بزرگان صفای دیده ام تنهای ایشان همی خواستم نه برگردونی سخن چمن در او گروهی در او جسد مهر و وفا ز کس تان به پرسی نه پاسخ دهد چون بزم وصال آنچه نارد ملال درین بزم کوش چو خرم چمن همیشه از خوشی بزد و مباد</p>	<p>گر انما به پور خسر و ندر به آئین آزادگان بگردد نه با سفله گان و نونی اگان به از سفله گیر به سر زند همه مردمی و وفادیده ام بزرگان بزمی بسیار اتم نه راه و خاکار و خردمین او همه پای کی و سادگی و صفا چو پاسخ دهد و در املی فرخ دهند از ان کوش نام بزم وصال ز روحانیا نیست نیتی بزم ز چشم بداندش مستور مباد</p>
--	---

بیان محبت با آنکه سار و تصنیف که اول و دوم و اول سخن بیان

یکی یار آزادگان دوشتم
مرا چهره اوروز نوروز بود
بنیم و بر زرم و بلهر و بنگ
گرفته جهان از خوش فال خوش
ز کوهی گران بش در سنگ بود
در خشنده مهری سپهرش جلال
ببالا یکی سروین مبد جوان
بدان جابه و منصبی اضع کون
یکی پارسى ترک با فروموش
شهنشسته بر او آفرین خوانده
امیر و بشیوار و سوزانه
خدا جوئی خوش خوی صاحب
تو گوئی از ترازه دار جهان
رعیت از خانه آراسته
فلک بر یکا بش جنیت کش است
گرش طعنه گوئی که نبشت
به خاصان نیردان نمی شست
به مهر اندر ش جان من بزرگو
شب نو در بزم او جامی من
برویم همی مجلس آراستی
من از جان خنده بر دوش من

که مهرش ببل همچو جان شستم
ششم روشن و روز فیروز بود
خداوند دست و دل و همک
امل محبت از دستش آمان خویش
تو گفتی کتابی ز فرنگ بود
بلند آسمانی و مهرش جمال
ز فرنگ رگان و زور کران
تو گفتی سپهری بود بزمین
بمغاند رش بود گفتی سرش
و رانامدار همین خوانده
ولیسر جی خند و مند مرد
پدر بر پدر پاک و والا گرو
همه رسم و آیین نوشیرون
بصد آرزوش از خدا خواسته
ز نامه از و بانوائی خوش
خور و زخم و چون کوه زنجیره
از ان و که جانی خدا جویش
که را می که شست با نخت نو
دو بالا از و بود آلائی من
همه آرزوی مرا خواستی
چو نیل با شکوفه بوستان

گران

باغش کز آن غلد بید و اغم
 خبار آن چو گل کشید از خشت
 چنان باشد ماه اردیبهشت
 گوی سبز فرشم شدی چمن
 تو گفتی من هست پس لعلون
 پیونگی چو رو کرد عیش منراغ
 بدو گفتم ای آسمان زمین
 نه بینی کزین بوستان خرمی
 همه برگ ریزان کند شاخسار
 گلستان بخورشید و ساز شد
 چمن سوخت خواهد ز خرداد ما
 بینی برگ گلشن این زمیست
 نیز دان نمی کرد با پیچ پاس
 همه غزار و همه چشمه سار
 بصو اکنون گشت باید یله
 بنید از دلفکن بالا و زیر
 گذاران گذر کن گوی بر رمه
 چنین تا مشه و زنده روزگار
 همه کام بر گیر و بر دار بر
 بخوشنودی من پذیرفت ز نو
 نفرمود تا بنده گان بختند

مرا پیشتر بودی آرامگاه
 چو بلبل کشیدم بد آن باغ خرت
 ز گل اشت آن باغ شکست
 گم خیمه بر سر زودی بارون
 زمین کرده طلسم هوا پریان
 زرافشانی از دشتش آموختن
 فلک سوده بر آستان جبین
 چو عمر بداندیش شد در کمی
 چو تیغ سرافشانست در کارزار
 ره پر تواند چمن باز شد
 شود ز رود چون چهار دهن گیاه
 که بی برگ نتوان بعشرت
 که کرد هست ملک ترا بقیاس
 بدل روح بخش و تن ساز کار
 بگشت چراگاه اسپ گله
 گوی لکب و تیهو گوی غم شیر
 که داغ تو دارند بر تن مبه
 رود در تر از و چو ز معیار
 وزان پس عنایان ز گردان
 که خوشنود با و از سپهر کبود
 هیچ سینه را همه ساختند

بزم وصل

همه را بهشتی

همراهی خوشی تن چون سپهر
چنین گفت آن برخدا کی شفیق
که آرامش دل بد از یاد
یکی سروین بجز باغ بهشت
بدان سال اندک فراوان
که جان را به چمان اوز نهشت
جوان هر دو دانا و شیرین سخن
بن مهربان بود و غم خوار بود
بند و محبت بودن حریف
پد از شرم جان و پراز مروت
بپیر و درستم بدرگاه پیر
گواه درون موسی کافور گران
همه حسد من آرزو سوخته
که اندر دوش نیست غیر از خدا
بلالی است گفتی و گیتی فرو
نگشتی به راه اگر کاسته
اگر تافتی در شب قدر بدر
ز سیرش و آیت حد و قائم
خضر ز آب حیوان و جبر عرش
که در راه او این در راه نیست
که گفتگو نماید اسرار او می

تنی چند از آزادگان چن نری
که اول رفیق است آنکه طریق
یکی نامور بود داما و او
جوانی خردمند و قانع سحرست
بسی بنگشته سپهرش بس
دبیری دگر نغز و ارز نهشت
نکو خوی و مینا دل را می زن
مراسما بود تا یار بود
سته و دیگر یکی بند که گوی طریف
بزمی سخن گوی و آهسته گوی
چو شد راست کار سفر بچو تیر
چو پیران جوان سخت خوش بون
چو پیر آتش گشته افروخته
ابو القاسم آتشاه ملک فنا
پسیدار و نالش بروی چو روز
قرچون خیش بودی آهسته
شب قدر بودی چو نوش تیر
ز سیرش و منزل و جواز عدم
ز سیرش شده عیش الماس
ز آغاز و انجام آگاه نیست
از آن کرده خامش لب گفتگوی

لبش منبع چشمه زندگی ؟
 ز فرش زمین و زمان افان
 شده زاده چندان که ره یافته
 ز خود رسته تا خود صفا دیده است
 چو دستور سی از خضرش یافته
 یکی یار ویر نه ام بود نیست
 هیشواری از رحم از اوگان
 که روشن لی دانش اندوخته است
 اگر نام جوئی از ان نامجوی
 خردمند مدی می سوری
 بسا روزگار از روزگار
 بسا کشور آسوده از دواو
 هنوز آفرینش از تازه است
 هنوز آسمان یاد او میکند
 هنوز آستانش فلک پایه است
 هنوزش فلک ام خواهد رفت
 اگر ملکش از دست شد کو مرغ
 خدا را سپاس خداوندیش
 دو تنیده او که یک بین می
 بدست تبه کاری مدت باده
 برین فرخنده زیوان کو است

نکته

دلش معدن گوهر بندگی
 دو مخزن است و قطبان
 هم از گرد و روی شه یافته
 خدا را چشم خدا دیده است
 سوئی هم بان وی ترانم
 شدم پیش او بهر پیر و فیر
 مهین اومی از آدمی از اوگان
 همی خوی بادش نشاند
 بتازی ز شیر خدا نام جوئی
 شده حکم فرما بهر کشوری
 بکشتی شده همچو خرم بهار
 بسی خلق شاد از کف را دواو
 یکی از نام وی آوازه است
 جهان عهد او آرزو میکند
 جهان به هنوز از نقش او است
 هنوزش قضا با وجود چهره
 هنوزش ناز و به ملک و مرغ
 که بر جاست ملک و نیستش
 جهان ابجائی جهان بین می
 وزین درد شده روز و ماه
 که بنیده ام را جهان بی خیا

ولی خوشدل کم کافر خنده اش	بدل بفرز و آن دوشینه اش
مرگفت شودیده برگشته	و یا از روم برگشته
مکن کاین رخ راه وفادارست	همه شیوه مردم از راست
پدوری که نشیتیم از سال ستی	عراقی شمار در پایا رسی نو
پس از روزگار می که باز آمد	بریدار یاران نیل آمد
بجائی وفا که با من کنی نو	که بزمی و ساز و فن کنی
بسی ساله دوری میفرزادگر	که خوش نیست دوری ازین شیره
بعد از دوری گفتم ای نیکو	زمانی ز انصاف ایس گرد
تو سی سال بر من واداشتی	که با در دوریم بگذاشتی
بهنی زده دوری بایست	که تا قدر زنی ساله هجران ساخت
زمانه بسی منتت بر خند	که سالی پروریت کیفر و ده
و دیگر که در زیر این ساوشت	که یار و زاندازه اندر گذشت
بر کفر زوان چه جامی منی است	که این شست خونی و آبر منی است
بگفتیم و پدر و درویم و حات	جهان سرسبز آرزو و هو است
ز اندیشه گیتی بیارسته است	خوش آمدی که از اندیشه است
ز دل بیخ اندیشه برکندمی	پدر را یکی غم فرزند می
که امین پدر را که پاک از هو است	همه سادگی جمله نو و صفات
بر پیچی از رنگ بل پرده است	درون باز و بیوش افروزه
همه رنگ از پیری ساخته است	که در سادگی کردن از فرخست
گوای اگر خواهی ای دل برن	به شتم فلک بین فرخ و جن
بره ساقی آن زهره شیر زه	که آتش سوزد و رسته گردد

بسیوزم سپردا زم این نشیما	گریشته شیر اندیشه راغز
بیان آمدن آن یار بشتی و وفور کردن آن زود و درین باغ امیدوه معلو	
که میوه پر حلیت در او راه هست	باغی فرو و آمیم از نخست
زمیوه در او انداخته دل خواسته	بشتی خوش و غز آراسته
یکی نیمه سبغ و دیگر نیمه زرد	به پیش صبا بر نیفتانده کرد
نکنده بسیر چادر ز روز رنگ	تو گفتی که گل چهرگان فرنگ
چو فو خطی از بچ رود و بری	بگرداندرون زرد و چهره بی
بیاکنده و بهقان مشک خطا	تو گفتی یکی حصه کمر با است
همه باغ را کرده یا قوت آرا	کفیده انار از بر شاخسار
چو میم که آستین آمد بروج	مرو دوش شده رایج دل قوت و روح
بیاپی انگبین سخت یا گلاب	همانکه دهقان نشین گلاب
به چهره را داده از غازه رنگ	عروسانه کافور کون شکر
سپهر تر یا همه خست ریش	شده طارم تاک بار اویش
چو زهره شده مایعیش خوش	همه مشتری رنگ مرغش
شکر سپه اش را بجان نداده	لبسته اش با شکر خنده بود
به بیننده آتش نموده ز دور	شده نخل غناب چون نخل طور
یکی روز کردیم با هم بشت	در آن باغ خرم به پیش طرب
زمانه پیشید مشکین برید	چو خورشید گشت از رواق بلند
دو دو دام از دشت خج خوش	جهان شد چو رنگی قطران برین
چو رانی صواب زد دل امین	در آن شب سهیل امین
همه خسته او زود و خوشاب	شب پر کردن بود گفتی بر

بزم وصل
چهار

بفرمود پس پهلوان گزین
 جنبت کشان کشیدند تنگ
 سرفراز بر نیله جفا نمود
 یکی نیز تازنده تازی گشت
 براه اندرفت و خیل و بنهر
 همه شب بمن چند نفر زانه اش
 چو شد زان شب تیوگون بدو
 یکی سخت ده پرفراز و نشیب
 کرویوه کرویوه همه سنگ لاخ
 یکی کوه یابرز داشت
 سراقنده گردون پیغاراوه
 سپهر از برش به باندیشه داشت
 ز تیغش نمودی فلک چون ده
 بدو و شیب فرازش همه
 بلندیش آسب پمومی ماه
 از ان دیو لاخ و از ان سخت گوی
 چو یک نیمه شد زان شب پر نیو
 پیاده گرد و چه زیلات کرد
 سره گرفتند بر سرفراز
 چنان آتش افشان شدند و تنگ
 ندانسته گان شیر پر خاشنه

داستان پهلوانان

که بر تازی سپان نهادند زمین
 بشبید ز دیو ز و سمنه و گونگ
 چو خورشید خشان بچرخ کبود
 مرا بر شانید آن نامور
 ز سودای مندل خواب
 خواب بستم ز فسانه اش
 به پیش اندر آمده پرهراس
 گریزان از دیو با صندب
 سم تازی اسپان زوشان
 کی البرز ز فسان و بند داشت
 که گنجیدی اندر بن عسار او
 که در بار خود را خزان شیشه داشت
 چران اندران دژ گاه و بره
 رمی کرده گردون گردون می
 درازین می از سفیر سنگ راه
 سواران تنگ دستوران تنو
 برآمد بناگاه با گم عنایو
 سرازهوش خالی از کینه
 چو آید بشیر از کیمین گرا
 که چون دور گشتان شیر و گ
 نه شیری است کار ز آتش خند

بر ایشان شده آتش تابناک
چو دید آن سرفراز مرد دلیر
بفرمود تا آتش افشان شدند
خود از کین بر آتخت بزد تیغ
پیاده شد از تازی آسپان گریه
ستاره دران ماند اندر شکفت
چو دشمن چنان دید بنمود پشت
گفتی خاک چون ابر بالا گرفت
بنا که چو شد ابر گوهر نشان
کین کرد زوبه بشیر عسکری
بهر پای نتوان نمودن ستیز
پی مشیر باید که تاز آو زد
چو از دشمنان زه پیر و خند
چو بنواخت نوبت زن با کس
بشد خسر و زنگ و غل و غلب
بمنزل رسیدیم ازان راه دور
سرو تن شستند هر یک کرد
خفودن دزان صبح که تابجا شست
برآمد سر از خواب شان نیم رو
چو برخاست سر از خواب کران
ز پالوده و لور مشهد و کران

چراغی منسوزان برادر هلاک
که گرگان کین کرده بر شیره
بکشت حد و برق خشان شدند
خروشان بگردار بزنده میخ
که نتوان سواره برآمد به کوه
که سیلی چنان راه بالا گرفت
که نتوان درفش آرمودن
که با ابر نتوان زند این شکفت
از ان کرد و گندشت نام نشان
همانا بر او گرم شد پوشتین
بسای پای کا مد برائے گریه
پی کور مانیم جان در بزد
تکاور به بیزاروان ساختند
بگوش اندر آمد خروش خرم
شبه روم آمد بجایش شست
همه خسته جان از سوار و ستور
جهان دار را هر یکی یاد کرد
که یک خسته زان جواب سربند
ز بس گرم بفرخت گیتی فروز
خورش رست کردند خالی کران
کباب از بر کبک و ران بزه

غزل

این قصیده در وصف غزل است

این قصیده در وصف غزل است

ز هرگون شراب ز هرگون طعام
 درون چون پرده خشم از خوش
 جهانجوی افه شیوار مرد
 یکی جره بر او پیودنش
 سوم بهره با مرد آمو ز کار
 سخن گفتن از کار و با جهان
 مرا گفت پس او پیوده ایم
 کنون جایی افتار بازانتست
 سخن اندم از او برویست
 بدگشتم ای آسمان بلند
 همه بادل خرم و شاد ز منی
 فلک تا بود بر مراد تو باد
 ترا ملک یکما به کیساله باد
 جهان بگذرد نیک بد بهر چیت
 بمشتر اگر نیک اگر بد رویم
 خدا بنده هست فریاد رس
 ز مظلومستان بظالم ده
 پسندی که یک تن بود از تو شای
 یکی را بزرگی دهد و دیگری
 دگر نه ز شای که افرق چیت
 اگر آنچه گیری تر از دزیت

پذیرایی طبع و گو اراسی کام
 که تن ابود از خوش پرورش
 سهره شب روز را بخش کرد
 دوم بهره از بهر آسودنش
 نشان جستن از گردش و ز کار
 بر آوردن از مایه نمان
 زرنج درون بختی آسوده ایم
 که گوش و دل ما باند زرتست
 که بید او کرده به پیوست
 مباد اجمان اختراست گزند
 زرنج و غم گیتی آزادزی
 همه هر چه گویم به یاد تو باد
 دل بد سگالانت پر کاله با
 بد و نیک مان باز ماند بیت
 همان گشته خوشتر بر رویم
 که بر نبد گافش نبود دایس
 به پیوده تن در مظلالم ده
 جهانی بفرین کنیده از تو یار
 که خوردان شوند از وی محال
 که این هر دو در آفرینش کمیت
 توستان که او خود بیاید بیت

گرت میت و ز می گیری کس
 جهانجوی پسیدگان او نیست
 بدوستم ای یایه سوری
 دوگونه است ادای سرفراز مرد
 یکی آنکه از ناسه پاستان
 که بازیرستان پان بوده اند
 تو نیز آن خوش شیشه خود کنی
 در آنکه از خوشی و آرهی
 چو زت از دلت غوی آهمنی
 فردغی زیزدان درآور کنی
 کنی به چنان پس به نیش کنی
 بدانی کجاست بهر بالیت بود
 اگر سرتانی گرفت زدهی
 هر سان نباشد دلت یک نفس
 تو ای است کرد از نیکو شست
 ولی و یمن به آه پنا و رست
 بهیمیش از زهر نمانی ز چاه
 نخستین بهت سخت آه بود
 چو کوری که ره طی کند به صفا
 بیکه درت نیاشد و رستگار

زودستستان آه

چو مال تو نبود و بالست و بس
 بکوی و زحق گفتن ایدر بالیت
 که دانی و پرسی ز نیک اختر
 بگویم چو دانستی از وی مگرد
 بخوانی فراگیری آندستان
 چکونه ره داد پیوده اند
 به نیکان مکنی به بد بد کنی
 دل پاک بر پاک زیوان نمی
 بنزدت آینه ات روشنی
 دل و جان را از ره آگه کند
 همه داد با آفرینش کنی
 کجا نیز باز بهر بالیت بود
 اگر ز رستانی و گرز زدهی
 که آن کرده کردگار است و بس
 توانی شدن زین و تاهشت
 رونده و رونیر پنا و رست
 رونده است بنیده و تاهست
 بهر گام او بیم چاه بود
 و یا و ست و پاسته و دشنا
 شود غرقه یا جاکند بکنار

فهمانیزن مجروح عالی مرتبه اظهار حقیقت تا چنان بیفتد

یکی تاجور و قن شاه بود	که دو روز تو بدیش و گمراه بود
هوا بسته چشم خدا بینیش	خدا کرده از لعبتی سببی است
همه سر را پی چشم داشتی	وزان سنگ چشم کرم داشتی
بکاخ اندیش بود یک ل فرو	شبتان از گشته چون میزد
بیابا بگردار شمشاد و بن	بلب جاد و انگیز شیرین سخن
دو بار روی او چو در و سوس	نخ گشته از باد او از می
دو غناب او گشته شکر فروش	شکفت است یا تو گنج نریش
دو زلفش لبان دو ماریا	که از گشتان چسبه آراگاه
ز ناوک فکن بجه آهوی بن	دو آهوی او بدو ناوک فکن
بگیسویش آهوی چین باغ	که او شک چین ایتاراج دو
بجز ناپستان آن سیمبر	بگیتی کس از سر و ناخورد بر
هر صبح که خواب برخواستی	شاه از روی او فال خود جوستی
شبش بر خشن می آید شام	بغیر خست ایوان زمانه ماه
می و طربش شمع و آوازی رود	بگردون شدار کج با ناک سر
به جام اندرون می می جباب	خور آورده پر دین ماه آفتاب
دش آورو نه ماهی محفل کعب	نمانی بر فشانند برو می دلف
دل نامی روئین بر آورده ش	رسانده برین نج روئین دیش
بهین جنگ بودی آن انجمن	که از رم و پرده راندی سخن
ز هر سو پستار می آید چهر	در آینه اش گفتی اقا و مهر
می آورده ساقی و بر بایستی	برش میفروداند شیه کماست
ز میانی می آید تاناک	فرو رخت در ساغر آباناک

گفت است کانش در آب آهسته
بت نکل دل در پرتاب بود
چو ساقی می انداخت رخساری
بیمبودی آنکه سالار خویش
زهی مایه از بهر پائیندگی
چو جان یافت از بادش پودش
پری چهره در خوان فردا دست
بچشم کافش ز کامش فرو
همی بست خونا به از نامی دی
چو شه دید خونا به نسیم براند
بسی جگر کردند و به بسو دنی
شهنشسته به بیمار در دانه شد
ز سنگی دوانی دل ریش خواست
نشد چاره سازش بجز دنیا ز
ز نو سیدی آن جسم بجان گشت
که ای دادگر جامی بخشاش است
بکفرای جهان آفرینیم گمیر
بت خویش را اگر نه نیم روان
مرا دیو روزه ز رحلت گری
هنوز آن عابر لب شاه بود
کنیز می ره زده گویان رسید

وزین حلیه آبی بر آتش زند
که دلدارش بود و دخواه بود
شکر لب بشد لب سمیختی
بیا سودی آنکه ز تیار خویش
می کوش و چشمه زندگی
گرا یی نشان بسوی خویش
یکی استخوان در گلویش نشست
شد آن استخوان محکمش در گلو
چو صهبای گلگون مینای می
بزرگان کار آگمان را بگویند
چو آیه قصصا چاره را سونی
برهنه شد و پایتینانه شد
بت خویش را از رخسارش خواست
که به چاره چون شود چاره ساز
به بنشند جهان بر آور دست
و گر چه مرا یکسر آلاکش است
و گر نیز گیری بر اینم گمیر
و گر کی پرستم بت بی روان
نباید مکافات آن با پری
که ایزد بند زنت بخشش نمود
که آن در دنا که در مان رسید

یکلی عطسه بر آن صنم داودست کنون شاد و خندان خرامد می چو این مرده بشنید آن نامور در اندیشه کاین آشنای همیت خطاب مدش کای مسلمان پاک تو را این نه فرد مسلمان است به پیشیت ستم دیده داود است زمانی چو برداورندی نفس چو پذیرفت یزدان نیاز ترا همان آشنای حق جستن است همه بود پادشاه آن بازخواست بگفرا ندر و نگر بود او گر که مگر خدا انصاف در ره شود بیاساقی آن با دوه صاف ده مگر تا خرد که شد و یوبند زبید او و او را نام همی	که آن استخوان زنگوش محبت روان پیش شد خود آید می ز پامی آمد و رفت بهوش ز سر بانگس که نازیت بگانه نریت ازین پیش و آن لطفی روان پاک که پادشاهش کید و سلطانی است تو کردی ستم دیده را بازخواست ترا این زمان گشته فریاد رس بنو داود جان دل نواز ترا دل از نقش بگانه گلی شگفت که از آتش دوزیت بازخواست به از با خدا مر و بید او گر ستم گرزبید او در چه شود زبید او بگذر با انصاف ده بر و دیوبند او از زیوبند از و داود خود و استام همی
--	--

استفسار احوال گروه پیشین از مؤلف فرست قهرین

چو زان بوم رستم سومی بیک در او بدر گهی پر گنده حال بر ایشان جنبش و انصاف او ز خواب خورش چون بخت و ایم	که بدخانه چند بی ساز و برگ سیه روز آشفته چون لطف خل که جان دلش جامی انصاف او بنوی کی انجمن ساختیم
--	--

ز حیوان

سخن ز آفرینش همه باز رفت
مرگفت کانی مردانش پر رفت
کز الماس انس چو در قف اند
نخست آفرینده اکا حسیت
چو بر پای ایستق بنی پایه داشت
گرش بایه بود ازان باز گوی
ز جانور که برتر شده است آدمی
کم اندیشه شد کادمی خواندش
جهان آفرین اغرض تا چه بود
بگو تا در این کار که بر چه ایم
چنان نیستی هست شر اگر
چو کیسه بر آورده داوریم
یکی چون گدا شد یکی پادشاه
بگو قسم ای سمان خاک تو
سخندان و بنیاد و هوشیا
چو پرسی ز رازی که نا گفته به
محبو پاسخ می را به از رستی
سخن چندی پرده رانی چنین
همه زیر نامند از پیش و پس
همه بهر چه را باز جستی نخست
پر اکنده بشنید از جبر کی

حکایت ز انجامم آغاز رفت
سخن باز سر کن پیشین گرد
سخن ز آفرینش چنان گفته اند
نخست آفرینش که فرمود کیت
ز بی مانگی بود یا مایه داشت
و گر نه ز بی مانگی را ز گوی
ز پیشی است آن تریش یکی
و یا پیشتر کاین سلم را ندش
که افراخت این بارگاه کبود
چرا و کرا و چه ایم و که ایم
چو شد سست چنان باشند باز شو
چگونه یک زد دیگری بر تریم
یکی گشت گدای یکی پادشاه
که تا بدیدی گوهر پاک تو
خردمند و نادان و پیر و پندگار
چو جوئی ز دوری که نا گفته به
و دهر مرد و در دم کاستی
ز پیکانگان پند را بشین
به بنگاه فردان مجنجان جیس
سکندر ز فرزانگان با محبت
که از دل گمانش نبرواند کی

حکایتی که در این کتاب است

<p> اگر آنچه گویند و گویمیت به پیوده گفتار گرد و دراز بگویم ترا آنچه دایم همی نخست آفرینش بود آدمی و گر هر چه پیداشد از بهر است مکن دیده بر پیشی مهر و ماه چو زیبا و دوستی باید همی شبستان کنی چون کنی تانوغ ز پوشیدنی و ز گستر دنی چو پرده شدر خانه و خوابگاه همه پیش بود آنچه کردی دست ز قول بنی این سخن روشن است خزاین هر چه فرمود آن محشم همه وصف انسان بود پیشگی و گر مایه این جهان خواستی همه مایه این جهان قدر تست چو گوید پیشو چرخ بر پاشود چو گوید بر آشاخ بالا جود بیک جوده آشنیت هستی کند ز ماهیگی اصل پیدائی است و گر کن همه اشرف است آدمی </p>	<p> کجا زنگی از دل فرو شویمیت که از گفته و ناکفته است باز ولی از در پرده را غم همی کجا هست با دانش و مروتی همه نه از زاده از بجا است که اول سپاه آید آنگاه شاه که غم کا بد و جان ننداییم می و طرب لعل و شمع و چراغ ز نوشیدنی و هم از خوردنی بیر دازی آنگاه بدیدار ماه ولی دیده بر ما هر دو بخنست که موجود اول مندرع من است ز عقل و ز عرش و ز لوح و قلم اگر صد نه راست اگر اندکی تو انانای حق بود و راستی جهان آفریننده بی الت است چو گوید بخوان مرده گویا شود چو گوید بد هسنگ در یاد بد بیک جرمه دانش عقل مستی کند و گر مایه جوئی تو انانای است بگویم هم از پیشی هم کمی </p>
---	--

توضیح: در این شعر که در این کتاب آمده است، در بعضی کلمات و عبارات، تغییراتی در نسخه‌های مختلف دیده می‌شود. این تغییرات، عمدتاً در کلماتی است که در متن اصلی، به صورت «همه» یا «بیک» آمده است. این تغییرات، می‌تواند به دلیل تفاوت در نسخه‌های خطی یا به دلیل تغییرات در سلیقه شاعر باشد.

ز حیوان فرون ز فرونی است	کز اندیشه از عقل خیر و کموت
کم اندیشه را طبع انسانی است	و مانند شیه از خمی حیوانی است
فزون به در طبع نادان بر	چو اندیشه ات سوختی و ان بر
رها کن که عقل ترا دشمن است	و مانند شیه راه با بر من است
که جوید چو از خوبی و از بدی	و گر حسبی از خوشیش از بدی
که ایم ز نیسان پریشان شده	چرا ایم زین گونه حیران شده
هر از که افتد پسندت بگیر	و تو پاسخ بر این باشدم و پند
ز هرگون غرض پاک خالی بود	جهان آفرین لا ابالی بود
نه از جو چشم عوض باشدش	نه از آفرینش غرض باشدش
که با دبا بگانش نه را آفرین	مرا پیر و اندو بی متدین
که بر بقیاری متداریست	نکو گفت و این یادگار است
که که در شیب است دگای او	چه دار و غرض بجز خوشان بود
که بفرز آبا و همچون خراب	چو خواهد ز تابین بلند آفتاب
ولیکن بکاری نه پرداخته است	همه کار با را خدا ساخته است
به جو جو بگوید شمار همه	بنو نو کند راست کار همه
که نتوان شدن بی غرض یارو	و گر گر غرض جوئی از کار او
ز آئینه جز صورت خوشتین	چه دار و غرض بایسیمین بدن
بغیر از پریشانی عند لب	چه دار و غرض نوکل ز لوب
بجز سوز پر دانه سوخته	چه دار و غرض شمع فستق
بغیر از نفسان دل فاخته	چه دار و غرض سرو و فاخته
اگر با پشاست اگر خود گد است	بهر دل سرو کاری و اجبت

شالی بر این که گویم بهت
یکی گنج بد پر زنده و گنج
همی خوست تا خوشی میکند
بیاور خلقی پدید از آن
همه گنج را خواستار آمدند
همه از گویان بر آوردند
چو دید آن همه جوش گفتا خدایا
ز نیزنگ آن گوهر سار و نگ
و گردانی چند تنگ از فسون
همه در پی دگر گوهر شدند
تنی چند را سرمه اندر کشید
که گر جبهه را کردی آن جبهه
بر آن گنج مار سیه جایشت
چنان بی ادب با نگ بزد و گن
مرا نیز ازین گنج بهری سال
و گر نه من این را ز پید کسند
نداشت فسون خویش ازین
بگفتا ترا بهره جز پنج نیست
ندا و او پس در جهان بگریه
هم آنان که چو یابی گوشت
که هست آن سنگ بزرگسال

نه قول من است این قول حجت
نبوده بدان گنج کس را بهر
جانی بر آن گنج شیدا کند
همان گنج را بر کشید از زمان
ز سودای این قیما را آمدند
ولی بر تنایعی لب لباب
که از زان خزانند از این
همه دگر گوهر خسته گشت و نگ
چو در گوهر کرد آن فوفون
خریدار سنگ فرو شدند
که آن کمیاشد برایشان پدید
بومی گنج پنهان چو رنجبت
نهانی نظر بفسونش گماشت
شدم که از از این انجمن
که دیدم فریب تو را با کسان
فسون نهانت هوید کسند
فسون دمی ن بادی او گفتش
که گستاخ گوید و خو گنج نیست
که قلاب از بود ناما سره
بشنگ فسون خوانده گفتند
دن و منصب و ملک و فرزندان

خواستار

همان گنج کاندز نظر گرفته شد
بریشان فرستاد و پیغمبران
که از سنگ دل و ارماندیشان
پیر آنکس که گفتا نشان
بکنج روان برزد و سود یافت
شمر آنگه دعوی ایشان دروغ
از ان دوع آلوده مستی کند
چو خوش گفت دانا می آموزگا
نکو گو را خوار مایه گیسو
بحرف نگو خواه بد دل مشو
اگر مرد را هی بر بدان مشو
دلیل از دلایان نه جویدی
ولیکن نبایست این نشت
اگر راه جوی با خلاص جهد
و مگر نه ترا عتول از ره بزر

غم و درد و رنج آمد پیش تو
که بودند آنگه ز گنج گران
سوئی گنج گوهر گشاندیشان
نظر سوئی گنج گهر بر گاشت
از ان رنج آسود و بهبودیت
نه بنید بکار خود اندر فروغ
از ان شکمات پرستی کند
که هر است کاری بود ترگا
ترا هر چه گوید بجان در نپیک
برای چه که ره داشت خواند
که گم گشته ره می نیابند زو
دلیل آنگه ناگه بمنزل بسی
که هم غول در راه نیم خضر است
خضر را بود باروان عهد
و تبکیس و تمانش در چه بزر

بودن سباهی او فروزند روانه کردن و و برای امتحان بود

تنبیدم که شایه دو فرزند
دو نو باوه بوستان جبال
شده هر دو شایسته کار ملک
چنان بی نظیر خندان دین
برهن را می شده خسر و باجو

دل از روی تپان و خورشید
دو خوشید تا بان باوج جلال
دو چشمند گفتی بخسار ملک
که بد بهر یکی دیگر بی نظیر
بکار و پودر گرامی گشته

که چندی برون از برشته شوند
 به بنید سامان هر کشور
 ز آئین هر ملک انا شوند
 که نادیده مردان جهان گرم شود
 ندیده کس از پنج و خشتی نشان
 بر قند بیرون ز شهر بدر
 بهر شهر نامی مکان ساختند
 بصید و برایش ز کوه و درخت
 قضا را بدشتی ره افتادشان
 باز می غزالان و بر آن مرغ
 در آن جبره بود آهوی گفت
 چو آهوی چشم دل آرام بود
 اگر بند بروی روا بودی
 هر آن دل که را می ستودشتی
 چو از پیش شهرادگان ز حکمت
 بهم هر دو گفتند تا ز آوریم
 گفتند یوازی آن بر می
 بگردار برق فخر شدند محبت
 همی رفتی و باز دیدی ز پی
 چو دیدند آن چاکب استاد را
 سپردند از صبح تا چاشت گاه

ز نیک بد کشور آگه شوند
 خبر باز جوید از پدری
 که در ملک انی تو انا شوند
 بخوانند مردان مردش برود
 گجایا بد از پنج و خشتی نشان
 و و فرخ لیسر با سپاه و شتر
 بشهر و کردل بر درختند
 گذشتند چند انکه نه مگذشت
 که داد از بشت بین باشند
 دل آسوده از باز نمی دوگاه
 که بر شک مویان صید آهوی گفت
 که گاه به زمان بود که رام بود
 ز گیسوی نمویان نرا بود
 مر او را چو سید جرم دشتی
 بهر دل از او آرزو می ست
 له بی زخمی او را فرایا ویم
 بیست از کمی شان جلینگری
 گجایا برقی خشنده مقتدرت
 دو کی را فرو دینی مل مهر
 سپردند بهر یکدیگر عنان باد را
 فزون تر ز هفتاد و فرنگاه

بمانند اسپان تازی ندود
 تن مرد خسته بی سپاس
 زمین لغت شد بکینه خورشید تافت
 بغاری بناچار برود درخت
 بنقصند از خشکی تا به شب
 شبانگه چو شران بر اندر خواب
 بی بازگشتن دوشو رویه سخت
 ز شمار یکی آن هر دو گم شدند
 نوشتند تار و ز بس ادا و
 پییده چو پیداشد از کوهها
 و مردستانانده در فیتند
 بریدند بس ادا تا جاشگاه
 بمانند بر جایی اسپان پیش
 مهین پور شده کز هنر پیش نو
 بنا که تنی چند فزدان بر او
 کشیدند خست از تنش نیک
 یکی را از دروان بجا و دل بست
 که ناچار و تشنه است مگر داه
 چو بینی بدو داد و بر پیش نمود
 در آید پس از سختی بی شمار
 زد بهشت سر سیمه نالون

هم ز تاب و نیرود و سالار نو
 سپاه از پس پشت آه و پیش
 هوا چون سخنان سینههای سخت
 گمان از پرورده در وقت
 ز بی زاد و برگی تاب و تب
 جگر با خضه وادشان دیده است
 همی تا خفتند اندران آه سخت
 نهادند راه را و پیر شدند
 نیا سوده یکین ز مرد ستور
 بدل شد ز کافور شکست تا
 که بیا به بود آنچه بشتانفتند
 ز پویه شد اسپان تازی را
 پیاده روی برگرفتند پیش
 بر رفتن دوزخ سنگ و پیش بود
 بره برگزشتند بر پور شاه
 سراپای خستندش از چوب شکست
 بدانتش و جان بر او چرخ
 بجانی غم اندوز حالی تابه
 بشهری که در پشت آن گشته بود
 برهنه در آن شهر دل سوکوا
 کشد بر در خانه باغشان

<p> به چنان ومانی سپاهی دهید ز شهر و دیار خود آواره تنی ناتوان و دلی ناصب بنده مت بر شوئی انوشی دلی بود او را و دل بند نه ز همان نو گل به آرمی شد دهد کردگارش حسگر پاره برو هر دورا بر بگوشتید بجز خودش جانه نماند که از چهر او بود خورشیدش که از شهر خویش فراموش ملک زاده را دختر می گاه بایوان نه نشاند آخری نهال امیدش بر بومند شد که او هم بدنگونه کارش قمار بر نهرن شد اما بر دهن سپید برو گشت در نایم نعت فرار بجان برود و فرزند خویش بخوار ز باب و بر او شد اموش کرد بر آسود از سختی روزگار ز آرم شه رسیده آمدند </p>	<p> بر آورد آهی که راهی دهید که بهستم غریبی حسگر خواره برهنه رسیدم از راه دور قصار او را آنخانه با کوزنی که بودش همه چیز و فرزند بدستور می شوئی بر پاشی که چون دل کند خوش بگر پاره چو افتادشان دیده بر خور به بیمار آن خسته پرداخت پذیرفت هر یک بفرزندش محبت چنان نهرن گشود چون یک چند بگذشت ازین بزم گاه سپرخانده را دوزن ختری مرا و را بسی نفرزند شد ز کمتر برادر نبودش بیاد و دپاش از پی آن بند دهن سپید ز راهی دیگر شد بدان شهر باز شه کشورش دید و چیرش ماند چه صبا بی عیش و طربش کرد ز نمان کرد و فرزند بانی شمار و ز آن سو سپیده می شد آمدند </p>
--	---

شبه احوال شهرادگان همچو خفت
که چون دنی بود بر باگدشت
جهان بین یکی جام خشنه و
نگه کرد دید آن دو پور جوان
کنن جا و از حیل و چشم بند
پذیرفته نیزنگ جا و گری
شده شهر بند آن دو فرخ سپهر
دل شبه احوال شان بر حسب
برایشان فرستاد پس محرمی
که از حال شبه نیک گاه بود
برگرفت روتا بجا و ستان
یکی جامه جادوی ساز کن
مگر تا بدان نسبت همسری
فرستاده پیشین نه بر گرفت
ز شهرادگان جست از هر سو
بپور همین نامه شبه رساند
فرستاده مدبیرا کار برد
بیا و آتش ملک بوم پدر
بپای فرستاده سر بر نهاد
که آئینه دنی بر پدر آستی
کنون زفت باید پیر شاه باز

نخستین آراشت و آنجا گفت
باید کنون از پی جا گشت
بجام جهان بین نظر بر گماشت
در افتاده در خطه جادوان
پلاسی برایشان نمود و پرید
اسیری برایشان شده روی
فراموش شان گشته شهر پدر
ز غیرت چو آتش که بر فروخت
فرشته نهادی خسته دمی پ
همه کرده شش کرده شاه بود
دو آرا ده از بند جادوان
بشهرادگان خویش مساکین
ز نیزنگ جادوی شان اخیری
که ناجان بدان مرز کشتو گرفت
بر در همه جامه جادوئی
فروماند سختی چو آن نامه خواند
گله از دلش نقش جادوئی
ز سیر و نمانش از آن بوم پدر
که این در تر افرونیکی و ما د
ز شهر و پدر را گهم ساختی
که با شمع بر ساحه شاه باز

بخت آن برادر که کمتر بخت
 بسی گشت کردی هم آگاه شد
 بر آن کمترین پس گران بدو
 تدبیر با سونی او را حُبت
 بدو گفت ای پور شاه جهان
 ز شاه و وطن دل پر دخت
 کنون وعده با گشت تیغ
 که شاه چشم چشم بر آفت
 ترا شاه ملک جاویدست
 ترا باشد ایوان باز نگار
 چرا بوده با چنین باپی بند
 چو شهراده بشنید خندید و
 فرستاده گفت ای شه استکار
 چه دیوانه خوانی که بنم خرم
 زهر تو این راه پیوده ام
 فرستاده شاه را درید
 بر آشت خسرو بران رنجند
 پدر شاه و جو یابی پوری چون
 که ز می من فرستد فردای
 فرستاده خسروان این بود
 که با خسروی طوق زین نو

درین ملک میایدش با حُبت
 سگالش گمان بر شاه شد
 که او شاه را جابی فرزند
 نبر می سخن رانده باو حُبت
 جدا گشته از دار ملک شمان
 بویرانه جاویدان ساخته
 زویرانه مشت جاویدگریز
 بملک پدر شو که دخواست
 ازین جاویدانت چه نیست
 در او برده پس گوهر و زربکا
 بنا و لکش جابی ناول پسند
 که مسکین با خولیا گشته حُبت
 سخنها می لغز مرا هست
 امین شهم سرند از م روم
 برور و شبان برینا سو ده ام
 مشو بر پدر شهریار الیسر
 که چندین سخنها می ناول پسند
 بنووش سرافرازی انجمن
 چنین بدو مودون پایه
 که با دلق و ستار پشیم بود
 کجا حاکمه گوهر آگین نو

ز شامت کجا جانم کوفتن
بختارش چاره سازانم
همه راه میوده ام یک تنه
به درختی گریسمان و ساز
بمن آنچه شده و ادوه انعام
که ایدون یایی به همراه من
بد گفت عاشقان این کج گنم
نگیرد بمن تسبیل چشم بند
فرستاده گفتی شد رنجوری
زند من از جادوی داری
و گر آنکه اندر من نشنوی
تبرک تو خیر و نگوید همی
ولی گریه همراهی من شوی
و گرنه ز تو شده شود کینه جو
بخوانی نیز دیک شامت کشد
بر آشفت کی شعله روزگار
سرخشیت گیر و زین ملک و
بفرموده اندنش از پیشگاه
چو آمد بر شاه گردن فراز
پدر پور محمود دید و بنواختش
ولی عهد خود ساخت بلند را

کجا در کاتب منبت کشان
چلیت در این شهر باز آم
نه اسب چشم نه شپاه و نه
بمن راه کوتاه گشتی دراز
در این ملک کی گنج خج کیش
به پنی پیش پدر حرام من
که ترک کی و افسردی گنم
که آگاه دل ستم و بشوند
کنون تسبیل جادوی میخوری
گدائی دهی باز گیر می شوی
بفرمان سالار من بگردی
پسر را پدر باز جوید همی
به پندارت کام دشمن شوی
فرستد یکی در خیم خیم خوی
به بندگران زین گناهت کشد
با برچه شور می می روزگار
و گرنه شوی خشم مارا گرد
فرستاده با پور شده شد بر راه
بگفت آنچه را گفت بشنید با
بر او زند خود و جا بگذاختش
خلافت فراداد من ز ندرا

در این بزم وصال
بزم وصال
بزم وصال
بزم وصال

<p>که ناپاک دل گشته ویرفت تبه کردن جان بدخواه را بسی سرکشان گشته زودان بدست عقوبت کشانش پیا سزاوار و شایسته بند است بر و بوم جاد و بهم شکست بزدان سپردان تن رگناه و یا از از عتابش چه بر گشت به بنشانش و لطف بعدی هم ز جام فرو شوئی زنگ ستیز بیای کن خواه هر بهر هم</p>	<p>به پور کین بر بیا شفت سخت یکی شرک در خیم بد شاه را شکسته بسی قلعه جادوان بگفتا برو موشانش بیار که او دشمن مانده من زنده است چنین کرد و قلعه شش ثقت است بلک بنشش بر دنا خواه خوا ندانم شد از جریش اند گشت ولی دایم آتشاه و لاکس بیا ساقی آن باد و در جام پر مگر تا که استیزه از سر هم</p>
---	---

مرحبت پس حصول مقصود حاصل کردن مرثیه با گوشتان و گوشت

<p>بجائی که دهانش در لحن بخواند همه گوشتها زو همه چشمه سار بکر کین نیاز آمدی نیم رو که اراترا از چشمه زندگی خورنده بیک آب نهار بود در خشنده چون اخترش کین ستاره فرشته از کمشان نماند و گر میسم و سخن</p>	<p>از ان مرز چون مرزبان بان یکی سرزمین بود چون نوبهار هوایش بدانگونه کاند تر منو شده چشمه اش در گوارنگی خوشش گر یکی کور پر وار بود روان گشته از تیغ گو آب و تو گفتی که عبده از آسمان چنان سر دزدی کنم کون</p>
--	---

ز بس مایه کان که هرگز زین
کنارش ز هر گونه گل رسته بود
ز ترخی بس مغز اشتهاد دشت
ز هر سو بدستان بسی مرغ دشت
ز خرم درختان پر برگ و بر
درختان ز یک سو گرایان باد
دو یار پشیمان از دوا داد
غندویم در سایه نارون
وزان پس خوش ساز که دوا
کزین چشمه ساران دلکش چمن
سه روز اندرین جا بگه غنوم
کفون کردو گاری که با نیست
رحیت بخواند بر سپیدشان
همه هم زبان بر کشودند لب
که گیتی ندارد بداد تو باد
فغانی کزین بوم گردون بود
کفی که بر آسمان برگذاشت
بر آسود روشن دلش چون شبنم
که دادش چنین دولت و تبرک
وزان پس مرا گفت کاش می بودند
بگو آنچه وانی که حق فاش

بدامان و ان گشت بجز می گشت
ز سرخ و زرد و سپید و کبود
تو گفتی مگر با و با باد دشت
ولی زانده بود رخ سپهر دشت
همه دشت پر بود ز طاووس ز
یک نفر زانم آمد بسیار
که در آشتی سر بهم بردادند
که از خستگی سختی آسودن
چو پر خسته شد گفت روشن دان
ز رودی درین است پیران
بچارم سوئی شول بیرونیم
ندانم جز از کتران با نیست
همی کرد از خود پر امیدشان
که روز مرادت مبینا دشت
خشک آن بد که این باد تو باد
همه با یک شکست و آوای دشت
ببرند اگر چه دعای تو دشت
نهانی همه سکر یزدان گفت
ولی کو که اید بغیران بر می
بیا تا چه داری زانده ز دشت
نهانی ز ما هیچ در ول مست

گشودم سر در چو گوهر بهشت
 بدو گفتم ای آسمان بدورت
 جهان کمن را تو بادا جبران
 متا باز پرستار می اورت
 بجز پاک پزدان مهر هبل
 ز دین خداوند بردار پوست
 همه دین دادا فرمان برستی
 ولی برخی از ترس می بگیرند
 اگر دهی بوی بهشت و خوشی
 اگر دهی سوم زمین و اندیشه پاک
 پرستار می دادا گر پیشه شان
 پرستند حق را و نیت کشند
 اگر دوزخ افرخت کوفت
 بهشت آنهمه کو میوزان خون
 اگر هست شان هنوز می اورد
 ولی فارغ از آرزوی بهشت
 شکستند دل تا در آید خدا
 نگیرند در پیش تیرش سپر
 اگر در جبهه دوا و دمنه
 شنید این سخن چون سرفراز
 بگفتا چه برخیزد از مشت خاک

فشاندم گمراهی جان بر دست
 فرغ جهان ای جان پرست
 سباده این سخن خالی از اغوش
 که تا بنده کرد این چنین گوهر
 میزدان بر صورت آب و گل
 که دین خدا پیشگی مهر است
 بود کا فرمان کوز فرمان برست
 سباده که فردا بدوزخ روند
 کشیدست پای از ره سرکشی
 پرستند نه از طمع نه از باک
 نه از نیک نه از بد از نیت
 که از باد و تندگی سرخشد
 که آوازشی هست بیگانه
 بخوان کس سپرد از زمین بان
 و گردوزی هست به چو بوی
 که بادوست خوئی شان لقمه
 که پای چو را در شکسته بنا
 و گر نیز گیرند سینه است و سر
 و را از پا در آرد عصا دهند
 زمانی بچپ و اندیشه کرد
 کند و سود جوید خداوند پاک

ان

و اگر

و اگر

بود گر نیازش خلوتی است
 دیگر ندگی باید از کست در
 چو باغ فرستاده نوک درش
 بناچار باستی از بی شمار
 بگفتم فزونی انت گفتار لغز
 خدایی نیاز از پرستند است
 یکی سفره بی منتی گسترده
 گرفتیم نفرماید تنده باش
 چو گردن کشتی او نیارویان
 گناه تو بروی زیان کی بود
 چنین است تاز و قراش بری
 چو دریافتی لذت یانستن
 کنون بر پیش نبوی سبب
 تر خشکی هست تا در ره
 بهر آن کبی آه و زاری عشق
 پیمر فرستادن بی شمار
 جهان را ز هر یک آواز هست
 فرستنده چون یک بودگی
 اگر صد هزار آید اندر رخسار
 فرستاده که کردگار آید است
 نخست آنکه داند خود و بچ

پرستش چو خواهد از مرغی است
 پسند است لیکن ز پند بران
 بهر چندی این باغ نوک درش
 چرا مهر بر زو بیایان کار
 بغزیت بنام از پوست مغز
 ولی ندگی لازم بندگی است
 خورنده نباید که منت برد
 چو محتاج او بی پستنده باش
 ولی پایی عذری به اندرین
 چو پوزش کنی عفو بروی
 چو پیشش بیخود نمازش بری
 در بیج آیدت روی از تو مان
 چو دیدی پرستش کنی بی سبب
 بمنزل خود از خشکی و اری
 بوصل اندرون و ذاری عشق
 از آن نیک که بودیم فرمودگار
 همان عهد بر نیه را تازه است
 فرستادگانش بدان خبری
 بعضی یکی باشد آن صد هزار
 بگیتی دردن برسد کار است
 که بگیتا خداست یک ترک

ای فرزند گاری که فرمودم ۱۱

دگر آنکه بخوبی ایشان روند
 سیم آنکه با هم نیارند کین
 ز گفت و شنید زداد مستند
 همدیگر چون باز گویند جهان
 یکی را در آن جای تو کند
 و گر با جستی ز دانش وری
 کمالات ایزد بر انداز نیست
 از آن هر چه را بهر آدمی است
 بران پایه چون آدمی بر شود
 نبینی گزاین پایه چون با گفت
 و گر سروران گر چه دیده اند
 باندازه خویشین هر که هست
 چون نزل ندیدند استاده اند
 رسول عربی بن نزل سید
 خبر داد آن را که آگاه نیست
 و گر هر که گوید فریب است و بند
 چنان که سپارنده را که من
 از آن مهر میزد که او گنج دید
 کسی کو بر آن گنج گوهر نزد
 تو نیز از بران گنج خواهی بود
 و گر نه با فسوس خواهی نشست

ز رشته صفت بادوان نگرند
 که آباد ماند با ایشان زمین
 همه پاسبان از راه خرد
 و گر گونه رسم و دگرگون
 که رسم کهن گشته را نگویند
 که مهر از چه بر زد و نیامیدی
 نیز دان گنج تو می ز نیست
 یکی از هزار نمی از می است
 نیار و گز آنرا تر شود
 نمی گوهر ماعنکاف سفید
 همه راه را کی نور دیده اند
 نوشتند این هزار بالا و پست
 ولیکن ز منزل خبر داده اند
 همه هر چه گفتند او باز دید
 که اینها فراتر شدن است
 که نتوان فرارند از اینجا آمد
 نسازند منزل خیر اینجا که من
 و زان گنج را دید که گنج دید
 از آن بد که مهرش بر سر زد
 بیایست اندی آو شدن
 ز حسرت بندگان گزنی نیست

این شعر در بزم محال
 در روز جمعه ۱۲۰۰
 در شهر تبریز
 در محفل
 در روز جمعه ۱۲۰۰
 در شهر تبریز
 در محفل

بیان شاه فی قتل مسلم و تن سلطنت ابد و سلطنت

ملک اندیش میر و سالار بود
 کلمه سوره بر طارم مهر و ماه
 شمش داده بر ملک خویش
 کشیده ز اورنگ شان مهرگون
 همه مخزن شاه در دست او
 گهر نامه ریب تاج شهبان
 با باد می گنج پرداخته
 گهر کرد می و بر فرد می به گنج
 سر اسر ز گنج پذیر خمیه
 ز خامی به بیوده ساز و تلف
 ز خوار می نیفتی بو اماندگی
 که او مایه عیش منیر و زیست
 نه یاران خور و خور و خور
 مرا گفت پنهان یکی گنج هست
 که کشایدش جز سیسی اومی
 نماید بگوینده این گنج زلف
 همه از پنهان هویدا کند
 نهانی سر اسر بر او شد پدید
 گفت دامن خضر باز آورید

یکی پادشاه را سپیدار بود
 ز وقت زده بر فلک بارگاه
 امین بود و نادان و بخت مار
 همه دشمنان شده از دمی بون
 سر بر سر گالان سر سپست او
 خود انداخته نیز گنجی نهان
 ولیکن بشپینه ساخته
 بهر چار جهان یافتی و شتوخ
 فراوان سپردت فرخ سپر
 که اقتد جوان را چو گنجی مکتب
 ز راند ز راند و در ماندگی
 ز راند و ز می اطاعت اندوست
 بنید و آزار که با خود بری
 سپید و خشت از جهان هست
 طلسمی بر آن گنج بسته می
 خنجر کشند این طلسم سگوف
 یکی سر مرده دارد که مینا کند
 از آن سر مرده و چشم بر کس کشید
 پس از من بکنج کار نیار آورده

بن
نخواهند

راهی شدن و شور ملک تقا و اطلاع و بی و غیره

بر خزان که ذخیره بود بی نهایت

<p> بخت این پس دیده بر هم نهاد چو نو باوه گان بی پرمانند شاه جهان هر کی را نظر شده آن پایه نشان کرد می نیم جوان از کجا راسی پیر کجا نخستند چون با لکاه پدیده بخورد می چو کس باز پندور سر از آرمی پیران خورد می تپا زمینی که در می اندید است خو درختی که آسیب دهقان خورد چو یکچند زین گذشت آنگر و پراگنده و با نیاز آمدند از ایشان کی بود مهر سال بس این دوختی بس این تانج بگویشیم و از خضر جو یا شویم به بیاراهش برکشود و کام پیرمان اگر داشت گنج گهر گر این گنج بودی نه پر خسته و گر هست گفته است خضر که است نه بس رنج و سختی به پیارگی </p>	<p> بدیکه سبزه زار خندان برخ اشک خندان برشانند که بخشد بدو جامی گاه پیر ولی کار دل بود و باز و تیغ گذرن از کجا تا ب شیراز کجا بز و دست هر یک بکار می گر کجا در بزرگی هنر در شود که اندر بزرگی شوم گل میاب کجا در بهار آور و کشت لعل از آن چون آن میوه نخر خورد ز سختی برپیشان شدند و توه به بیارگی حیاره ساز آمدند چنین گفت کای قوم گشته حال باید کنون گشت جو یا می گیم که از رنج گوهر توانا شویم که کس بر محالی نراند و کام چرا کرد بیگانه را با جسد کز انسان به شمشیر سختی با آسان بر خضران کی است که با ایستادن بدن آوارگی </p>
--	---

۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

نه بس این بزم دور و دور و دور
تو گر بایت گنج حق و گنج
دل از نظر شای و آشنه زجا
بسی ز نور و دیدن نمی کشید
بنامیر و آن تیره از روی
بهم راست نایند عشق و خور
درونی چو دریای آتش بپوش
بریده ز خود با خدا ساخته
به بخشود چون در مندنش بدید
چو یک پند در صحبت خضر ماند
از آن هر چه شد دید چون با گشت
چو در خانه خویش باز آرسید
ز زیر زمین گنج بر سر شده
شگفتی چنان دید خیره بماند
بگفت ایست گنج نهان ز خاک
پدر آنچه می گفتان هست بدو
بگویند بیایید و در من کشید
رسیدند اخوان همسایگان
بدیدند بسیار و مغزن نبود
به پیو و گفتن کشا و ندب
زهی لعل خشان ز خوشناب

که جان بخت باید به پیو و دور
که ما خود نداریم پروای گنج
به تنها بره شد پیو رهنمای
نیاسود تا خضر بنیده دید
همه پوشیاری همه پیو و دور
خرد و شست با عشق آن معتد
ز بانی پر از راز لیک خجوش
دل از غیر حق باز پر دوخته
که بی در و توان بران رسید
به چشم اندرش سر نه باز نمد
روانی سوئی شهر خود گشت
همه خانه پر ز درخشنده دید
جهان از فروغش منو شده
بمجد و جلاله یاران خویشان بخواند
فروغش گرفتار سمک و سماک
همه گفته اش بی کم و کاست بود
بگنج گهر ز جرمش کشید
بیوئی که گوهر بود در الکان
گران سرشان دیده ز خون
که پیو و ده مسکین کرد طلب
ز ایندهی آخرت تاب و تقاب

یکی گفت آن در تابان مرا
 یکی جام نیروزه جستی از
 بستیخ نهند و دندان لعلی
 گر آن دیده بودی که نیک
 شده مرد حیران که یارب نیست
 شب آفرودت چشمش بر تو
 برو بخندید کامی مرد جام
 ندانی که نفاذ ایت جز عتاب
 ترانیز گردیده میان بود
 بنا آرموده مکن فاش راز
 ز نادان بجانند اشوان
 چو این گفته از خضرش مدگوش
 بر آورد و بودش لبال اندکی
 چو دیدند آن بی نیازیش را
 گمان نیک کردند و در ره دهند
 از آن سرشان خضر میانند
 برایشان سرلی تهی گشت پر
 ز نه پیشه کردشان بی نیاز
 بر این چون برآمد بسی روزگار
 بنارید ابرو بنالید شلخ
 بنیاد و کس تاب زور سخت

مستور

و گر گفتی آن شاخ مرغان
 یکی گفتی آن درج یا قوت کو
 که دیدند کنجش ز گوهر تهی
 بپایش نهادند می از حجر نهر
 کز ایشان یکی در خور کنج نیست
 خضر را همی دید کا شتاب
 بنمود بر چرخشور می این شام
 چو با شب پرده گوی از آفتاب
 جز انکار این کنج کی تا نمود
 چو گفتی و تسخرف شفتی لباز
 ندیدی چو دیدند پیغمبران
 ز حجابش بست آن لپ خوش
 وز آنها فرون هر دو در زیر کی
 تو انگرش مرد درویش را
 وزان کنج پنهانی آگه شدند
 بدان کنج هر یک نظر بر کشود
 همه لعل و یا قوت مرغان بود
 چو دولت رسد مردرا گویند باز
 و گر گونه شد حال بر آن یار
 به تنگی برآمد جهان منبرخ
 از آن شهر پیرون کشیدند رخت

ای خطا را نشود

سپید از اوان زان بوم و به
هم آنان که گنج گران داشتند
بپذیرفت گنج گرشان و حاج
همه کرده اند که هر شاه بود
هر آنکس که او گنج گوهر داشت
پریشان و آشفته و ران یار
تمنا می اوحسانه بود نه
در آورد و سر با همه در و دو
بعد محنت و درد و رنج و تعب
سرایش که اندر زبا و زشت
اگر رنج بر خود روا داشتی
هر آنکس که از رنج دین سرفراز
بیا ساقی آن سر خوشم و پیش
بمن ده که روشن کنم جانم

قناده هر یک بکلی و گر ۴
 ز لوقصایوان برافزشتند
 نشستند از محطه ترخت حاج
 کمر بند و جام افسردگو شوار
 در آن بوم و بریار یاوزشت
 نهای نشست و سامان کار
 نیازش بویر اندلوزد
 بشاگردی مرد گلشن فروز
 شبی روز سیکر دوروزی
 از آن گنج سرایه برزندشت
 بپاداش گنج بقاداشتی
 چنان آنکه او گنج گوهر زیات
 که بنیادست آنکه او کردوش
 شوم که از گنج پنهان خویش

رفتن شهر خفت با بدن صحیح نورانی است نعم که صدق و زیاده

دوم روز سر برشید اقبال
در آمد سپرد از بازی سفید
یکی خمیه بست از جناب رنگ
ز باران شبست از رخ سبز کرد
هو اصات شد چون لاله خرد

تسارہ برج نسبت زیر نقاب
وزو بھگان حواصل مید
زتری ہو گشت چون بانگ
ہمہ دشت بہفت در لاجورد
زمین پاک شد چون دوان دان

شده کبک در خنده آهوی بلایغ
در خنجان شتاق چون خنجان در
هو اعط سامی صبا گل فروش
ز سنبل چرا کرده آهوی چین
جوان نخت اشد هوای شکار
و شاتاقان کشیدند هر سو شتاب
پیاده فرستاده دیگر گروه
خود از دامن کوه راند می نمود
ز دراج و تیه و مخمب و کور
گه زیان شده شیر باز و زن
چو شاهین ز بس خورده چرخه تیر
ز هر سو سنگ افکنده شیران بگو
ز بیم سنگ صید حبه شتاب
بنیچ خیر کار اینچنان گشته تنگ
دوان رو باز نیچو یوز شده
اگر چه هر صید بنده نهاد
نخستین ز شیرش بیاید بگوش
اگر شیر یا شتی مشو خود سپند
گوزنش چنین گفت گانی نامدار
من از چوب پهلونه پرور می
ز دریا بشنم از خوش ایندستان

ز بس زعفران خردده و کوه و راه
همه کوه از گشته کان خورش
شمال مغیر تر قفل فروش
شده نافه نشان درانستین
طلب کرد در کان تازی هوا
سنگ یوز و شاتاقین و شجاع و شفا
بیکه کردن صید راتا بکوه
سواران برش تاباده مکنند
نگنند و بستند نزدیک دو
بسایمان گوزنان ز چرم گون
بر آورده پرشته مخمب کسیر
ز پهلوی کوران گمان کرده
چو آهوز آهوی خرگوش خراب
که حبه کشاد از کانم بلند
بگر می سنوی پو ستین فرشته
ز هر صید و رگوش بند پی نهاد
که ای نامور مرد با فروهوس
که موری بشیری رساند گزند
ز خود در می ستین پیش
که کجا تیر مخمب زان خوردمی
که دوباره باز است گرگ جهان

در این کتاب
بسیار از
قصاید
و اشعار
موجود است

ز غمگوشش بشنید کای نامو
زهی نامدار سی چنین بوشند
بمنزل چو راندند از انجا آمدند
نشستند و خوان بنیاد پیش
ز بیگانه پردخت چون سخن
مرگفت گوهر بر آراز نهفت
مگستلخ گفتش کای ره شیر
ترا دیدم امروز در زخ اشتاب
بسای گنه را که سفتی برش
برش از مکافات خون رعین
مشو باتن بی گنه کینه خواه
بخون ریزی ناتوانان ترا
ترا آنچه بر خود نیاری سپند
مشو فر به از پهلوی لایزال
تو از لشته خیره کرد دست
بخونش کشتی گت فرو بر پیش
مگر ناتوانست در دواوری
پراندیشه شد نامو چون شفت
همه نامها پستان بار کن
همه نامه آسمانی بخوان
مرا و عبادت مرا از قرآن
که فرمودمان تا به گیریم بهر

ازین خواب غمگوش منجی آمد
که گیرد ز غمخیز در گوش سپند
همه لعل گون کرده از خون
همه گشته نهان باز روی خویش
فرس اندیش لب سپید سخن
نهفته بر آراز بیدیت گفت
بخون خوردت سخت بنیم و بهر
چو دشنه بخونی تپش آب
همانا نیشی از کیفش
ز آرزوم روز بر این سخن
میالای از خون تن بگناه
مگر آنچه نتوانیش داد باز
نباید پسندیده برستمند
مکن پهلوان پهلوی دیگران
که یک قطره خون کید از برت
چه سازی با دافه جرم خویش
تبرس از توانائی دواوری
به تنهامر این بنیاد گفت
که این شیشه اشیا نماند ندان
و که قول به غیره از دان
هم از حسنه برو هم رسید

بدو گفته امی سرور است و
 شکا را فکلی باستانیت است
 همه چون ده داد بسپرده اند
 چنان خواهند که چنانو
 ستاروز بر دست بر زیر دست
 بهر چند گاهی شند می سوا
 شند می بنگ گنگ بیکر
 نه تا پروا نند پهل و بال
 و گمانه آسمان شنوی
 که از صید اگر بهیچت گاهی است
 دل آن زلف دریاست بیکر
 شکارش همه نش و آگهی است
 بگو گوهر علم و دانش از و
 فراهم کن اندیشه ارجمست
 بهر دل آن شست چون انگلی
 چه بر صید صحرای کشد رانی تو
 همه خوی حامی تو بچیر و ست
 همه را می رشت و همه خوی به
 درین شقت است از شکی
 ز کوشش کند می گفت با گیر
 همایین بر و شست از دام و د

بنقر می سخن گوئی با شمع
 ولی بعده آن از پی با شمع
 به سپرده کس انبار زده
 بر آسوده باشند از نیکوگر
 نیابند شیران به بچیر و ست
 پی داد خواهی نه بهر شکار
 که بر کور و آهنگ می بچیر
 نه پشت گوزن سرین خال
 باید به معنی آن بگویی
 نه مقصود کورست نه ماهی است
 پای پی چنوبه بیکر
 سرالست برل کر اینهاست
 جز آن صید ازین وقت بر میجو
 که چون سبزه است با بیکر
 همه صید معنی بدون انگلی
 همان هستی تو هست صحرای
 زوستان کین و بهر شیر است
 فراهم شده در وی ز دام و د
 نخستین بر اسپ خروش و سوا
 ز اندیشه تیز بین باز گیر
 بهر دازین خیاالات بد

بگفتا بلی خصم دارم بسی
 مرشد منانند همراه خویش
 بشهر اندرون است ایشان
 مرا نصیب آرد و بود خوشند
 در آن شهر هست آن همه ادبیا
 فراهم جویند حیره شنوند
 چو از هم جدا افتند این لغز
 در این کوه این هر سه در بند
 بدیو بدو روز بر دین لبر
 ز غولان کوه هم نباشند پ
 چو آگاه دل یافتش با پناه
 که ستاخ اینجا فرس تا ختم
 دوستش ببوسید و در کشید
 بدو گفت کامی پاک ل کار
 که بر من نبخشید خداوند
 گرامی یکی نور بخش مرا
 شود از گل گلشن آرا من
 چنین گفت این دیدن فرات
 شب آمد شه آید با یون پر
 پی هر دو آمد چو سه و سه
 از آن بر میان صدف شست

پنی چاره شان ناید ز کسی
 نه بگفتند اگر از ایشان خویش
 که نه شاه و نه شهنشاه
 که بهر جا روم این کشور باشند
 زن و ملک فرزندان و پادشاه
 دل و جان را اندیشه خیرند
 مرا هست بر آن سه شمع نظر
 که ضحاک را خادماوند به
 به از دیو دل مردم بدید
 بشهر ندغولان مردم فریب
 پیاده شد گشت از و غنچه
 تو خود شاه بودی و بنا ختم
 نبر می گفتن زبان بر کشید
 چو باشم که در خواهی از کردگار
 نبرد همی پاک پیوند من
 که بر دیدگان نور بخشد مرا
 پس از من بخاند تی جان من
 که در جو هست این در کشتن
 طلب کردی شمعستان خویش
 خرا مان با یونان شاه شاهی
 همه قطر آگشت خرسند که

نصف
زنده

چو شاه این خبر گوهر گوش کرد
 بدترقان نمیشد و رامش نمود
 ز شاد می برافروخت همچون بهار
 بشکرانه آگه او چاره یافت
 از آن پس که آمد به نخل گاه
 صدق دید از در پر خست
 به چسپید از در و شد تافته
 بدگرستی باز پرداخت شاه
 چو چند می شد دانی نخل کرد
 چنین باز نشه یاده شد و پیر
 شبی دست برداشت بر آسمان
 همی گفت پاک جهان داورا
 ازین پیش در دم ز نابود بود
 کنون رفت سرایه از دست نیز
 همی گفت و نشان در بهر خون
 برو بنخشید زردان منو
 چنان دید که اندر یکی مغرار
 در آن مغراران یکی بارید
 یکی انجن دید پاکان من
 هم تو جوانان من نامه بجاک
 یکی چاک پهلوی از تیغ نیز

همه در و اند فراموش کرد
 بخوابند زرد و کوشش نمود
 بسوز قنادش هوای شکار
 باز ابریم چاگان و می یافت
 بشدت شبستان بدید راه
 یکی بکینه نارس اندخت
 ولی بی خبر گز گجا یافت
 ز شنه بار و رشده زنده ماه
 سموم از نهانش فرزند
 نهال امیدش نشد بارو
 ولی پر زرد و ولی پرغان
 چه کردم که ناکام خواهی مرا
 ز مایه زیان بود و نه سود بود
 که سودی نمیدوختم یک پیشین
 ز محنت در و نش بهمن لاله گون
 بخوابان درون شود ای زرد
 سواره همی اند بر شکار
 درون رفت از هر سوئی جمعی
 گرهی دیگر در دناکان همه
 به تن ناتوان و بدون دنا
 یکی بیک از خنجرش زیر نیز

یکی سینه اش سفت پیکان تیر
 بر سپیدکاین قوم شوز نیت
 کیانند و از تخمه کبیتند
 یکی گفت اینان زخم تواند
 مرا گفت درد و دهر فرزندیت
 یکی گفت هستند ز زنده تو
 که گشتند خود را رسیده هلاک
 بر آن زخم که کین دی شرکار
 بهر صید که پا دارند خسته
 ندانی بتن هر که احسان بود
 خدا شنیدی که فرزندیت
 از آنست تا هر که زور آورد
 سکافات زردان باندیت
 چو مخلوق او را بخوار می کشی
 شد از خواب جیب چون آسینید
 سگاو طلب کرد و بشد سوا
 بهی گشت تا جبت در پیش او
 نیایش کنان گفت آن مرد کار
 که ز این پس نیاز از خود می
 بخندید و انا و لب پرشام
 دعا کرد و بخشود زردان

یکی دیکند ستم و سنگید
 بجان ناتوان بدل نخت
 چنین خسته جان از چینی
 ملک اده اند و گو بهلواند
 و کر بوسیم پشیمان جیت
 جگر گوشگانند و لب تو
 ز زخم تو تن شان بهم چاک
 بنو با و گان تو زد و کردگار
 یکی زین عزیزان بر انداختی
 بر آفریننده کیسان بود
 تباروزن خویش میو نیست
 نیاروز کین زور بازیرست
 که چون بنده کار خداوندیت
 کشد از تو آنرا که با و خمی شمی
 ز انگشت حیرت پذیران گزید
 شد اندر بر سپرد که بهار
 بپایش نهاد آن سر خویش را
 مرا این خسته را تو بهیشت اشک
 پشیمانم از کرده خود بسی
 ستم پیشه را از گنه تو بداد
 فزون آنچه پرواز ستم کار هر

نیم وصال
 یکی سینه اش سفت پیکان تیر
 بر سپیدکاین قوم شوز نیت
 کیانند و از تخمه کبیتند
 یکی گفت اینان زخم تواند
 مرا گفت درد و دهر فرزندیت
 یکی گفت هستند ز زنده تو
 که گشتند خود را رسیده هلاک
 بر آن زخم که کین دی شرکار
 بهر صید که پا دارند خسته
 ندانی بتن هر که احسان بود
 خدا شنیدی که فرزندیت
 از آنست تا هر که زور آورد
 سکافات زردان باندیت
 چو مخلوق او را بخوار می کشی
 شد از خواب جیب چون آسینید
 سگاو طلب کرد و بشد سوا
 بهی گشت تا جبت در پیش او
 نیایش کنان گفت آن مرد کار
 که ز این پس نیاز از خود می
 بخندید و انا و لب پرشام
 دعا کرد و بخشود زردان

ره خسروانی چنان ساختی
ز نا هیدمانا گرو برده بودی
و گر بار بدوش سرانیده
چو داود جان پرور دانی
و دانش به از غنچه از غلب
بر آورد افغان باو امی غم
ایک افتقار می قلبی لایک
بجانبت و الحق یحیی الی
لومت اصطبار افضات الجلال
زهی درد تو مایه حسری
زهی عشق تو مایه بودن
زهی یاد تو بهدم جان من
گرم از رویت در دل توئی
ز تست از غمی شادمانی دهد
ز تست آن خدنگی که جان و
توئی که زخم درون مرهمی
توئی که بود جانی اندر تنم
تسائی شبها می تارم توئی
گرم آفتابیت از روی تست
بسرشته دل توئی کوثر مر
غم تو ز عیش جها غم خرید

که خسرو بشیرین نه پرورستی
که از چنگ او چنگ او در یو
دل از کف با کمان برانده
تو گفتی که بدنامی در نامی او
کران بگنجی وید از این کشیک
که با من به کل شیعی یعقوب
علیک اعتماد می و جی لایک
تباعدت و الا رض ضاقت علی
وما الصبر فی العشق الا اللال
غم عشق تو مایه بی غمی
غمت سود و درد تو بهبودن
خیال تو شمع شبستان من
در از عمر سودیت حاصل توئی
غمی کو به پیران جوانی دهد
جلد سوز و آثار روان پرورد
غم تست اگر سینه را بهیومی
توئی که بر آرم فغان کین معن
پریشان کن و ز گارم توئی
در هیچ تابیت از موئی تست
بگنجینه جان توئی گوهرم
ز تاراج اندوه جام غم خرید

نی انکذا
نمانست که بدو
چو داود جان پرور دانی
و دانش به از غنچه از غلب
بر آورد افغان باو امی غم
ایک افتقار می قلبی لایک
بجانبت و الحق یحیی الی
لومت اصطبار افضات الجلال
زهی درد تو مایه حسری
زهی عشق تو مایه بودن
زهی یاد تو بهدم جان من
گرم از رویت در دل توئی
ز تست از غمی شادمانی دهد
ز تست آن خدنگی که جان و
توئی که زخم درون مرهمی
توئی که بود جانی اندر تنم
تسائی شبها می تارم توئی
گرم آفتابیت از روی تست
بسرشته دل توئی کوثر مر
غم تو ز عیش جها غم خرید

اگر آن سر زخم خاک پای تو ام
 سنگ اعدا تو ام تو ام کز حسد
 نه بیم زنجیر زلف تو سر
 بیا ای شکیب من از روی تو
 بیا ای خرام تو آشوب دل
 بیا ای شیخون عشقت بجان
 بیا ای برخ ایستی شعله ور
 بیا ای بی لایمی نوخاسته
 بگفتی دل از دست بگذارت
 مکن کین نه رسم وفادارست
 کسی که غیر از تو کس را بجهت
 گرم پای بر سر زنی خوش زبان
 گرا ز تند نوئی ز من سرکشی
 چو پر دخت گوینده این لغز
 بنا که ز من بی من آمد فغان
 فَاكْرَ أَصْبَحَ الْقَلْبَ نَاكِرَ الْقَوْلِ
 عَدُوِّي حَبِيْبِي تَكْجُوْدُنْ
 دَعُوْا لَكَمَّ فَالْكَوْمُ خَيْرٌ لِّمَنْفِقٍ
 فَلَا جَرَاءَةَ صَاحِبِيْ بَدَلٍ
 چنان گشته دوری بمل کارگر
 چگونه از آن ماه دوری سپید

و گر پاوشا هم گدای تو ام
 ز من اغ بر جان شیران رسد
 که مجنونم امانه تا این قدر
 بیا ای دلم صید گسیوی تو
 بیا ای خجائی تو مطلق دل
 بیا ای دلم ناوکت نشان
 که بر سوز تر هر که زودور تر
 بلالی که خلقتش بجانجسته
 چو بیدل شومی از دست آست
 همه شیوه مردم آزارست
 براوگر تو غیر می گزینی جفا
 ز کم که کشم سزای تو من
 بر بجم که باخوی چون آتشی
 تو گفتی بر گندم آتش میخیز
 کَمَا يَأْتِيْنِي ظَالِمًا هَذَا الدَّمْعُ
 وَكَلَّوْا كُمْ مَا لَمْ يَصِفْ الْمَوْتُ
 وَنَزِدْنِي وَجِيْدًا وَهَذَا الْجَمْعُ
 فَاكْرَ كُنْتُ مُؤْمِنًا بِمَا لَا أُطِيعُ
 اِلَى حَادِيْلٍ قَوْمًا شَيْتَ كُلِّ
 که از طعن بدگو نزارم خبر
 که چون باز بر خویشم و درم

بید گفتم اور بسینا و کس
سیندی بی چشم بدخوشت سوخت
دل اکنون محبت جدائی گشت
چو بهیوده میگفتم این اوصیت
که با خالی از اوست تامل بود
که نیست یا از تو بر تو می
بگای برافروخت تو گل
توئی که بود سروی افروخته
توئی آنگه زیبا جلوه ساخت
زنی تیران تیر را خود دهن
زنی چنگ ان چنگ خود دوا
تو جام تو صهبا و تو می گسار
خود افسانه گوئی و خود افسانه کرد
که تاب آورد و چو نشوی جلوه کرد
که پائی با حمله زره شیر
چو آن بزم فرخنده انجام یافت
سرافراز گفت اندر این سخن
سمنها بگفتی همه معنوی
که بی خویش بودی و می شنای
تو گفتی کفنه یکی پیش نیست
یکی چون بکیرم نه را ان شو

همین چشم چشم من بود و لب
خستین کمان من آتش فروخت
که می بیند او با جدائی خوش است
وصال و فراق این سخن است
که بیجان تنی زنده شکل بود
که بپرتوی آنچه بنیم توئی
بجائی دگر سوخته بلبل بی بچه
توئی که تدر دلیست دل باخته
توئی آنکه بخودشده دل باخته
دهی قطره دان قطره اخود صفت
دهی درد آن درد را خود دوا
تو باغ و تو دستان و تو نو بهار
خود منون خرد و طیش افسونش
مگر خود بر آن جلوه آری نظر
مگر همچو او زره شیر می بوس
ز گفت پریشان دل آرام یافت
ز وحدت بیسی باز را ندانم
مگر دیش لیکن صحبت توئی
کنونش بهر بان بیارای باز
بگردارش این احتمالات صحبت
ز یک هم چنان جامه لوان شود

چسان بهم گشت او بهم عنایب
یکی چون هم آت هم آذر شود
بدو نفتم ای سرور پاک مغز
ببران چسان گردد آنکفه جفت
ولیکن چو خواهش کند مرزبان
دلیلی بر این بزر آواز نیست
هنر ان ره شعبه بنایدت
که آزاد آرد گمشاد ران
گهی راه شب دیز و گه راه بوی
گهی راه کل که شود خار کن
ازینا گذر کن ز چنگ زجا
ز بوق و ز طبل و زیل و غیر
ز مرغان چکا و دود و هزار
و گرنای خوش نغمه آدمی
همه هر چه بینی خبر آواز نیست
چنین هر چه بینی همه هستی است
نبینی بجز هستی اندر جهان
همه در جهان هر چه بینی از او
چهار خوب بشت و چه بالا و پست
جهان جمله هستی است یا نیستی است
مگر هستی هم او خوانی پس

چسان بهم دست او بهم ولع
هم او آفتاب هم آوزر شود
تو گوئی و پرستی سخنهای مغز
که گوینده اش خود نداند گفتم
سخنهای خود را شودم ترجمان
وز آواز جز نغمه ساز نیست
گهی غم گهی شادی افزاید
گهی دلکش و گاه پالیزبان
گهی کین و پرچ گهی پیلوی
گهی زیر انگند گرد و به فرخ
سه تائی دف و سنج و زنگ رسا
صهیل و نطق طنین و حمیر
شبا ویز و شجوان و طوطی
کز آواز دانه رود و در کمی
چو دیدی براه گمان بر بهیت
اگر خود بلند می اگر تپتی است
ز آب ز خاک ز جسم ز جان
بجوئی بجز هستی امی نامجو
ز هستی است سزایه هر چه هست
ببین زین و تا خود ندانستی
و گرنیستی جمله او توان پس

صهیل و نطق طنین و حمیر
شبا ویز و شجوان و طوطی

بین تا خود از این دو دوستی شگفت است سرمایه از نیستی

حکایتی بود آن ای که بکشتن و کشتن فرو بود و بسوگند آتش مرد

<p>یکی نامور بود در هند را می چو خورشید تابان بر روشن دهن خداوند دست دل و زور و نور بسی سرکشان اسرا نداشت پراند لشیه جانفش ز در زخمت همه در دلش کافریش چسبست سر و دست و پا را چو یارایان بناید خود این گفته نیز از جوی جز این نیست آنکس که گفت چنین و اگر گفتی آن کین مهم گفت است ز صورت نیاید که گوید منم چو پنهان بود کس که دانده گشت نیارم یکی گفتنش در هزار اگر دیده بر دوزخی زنگ بود بهر جا که داشوری زیت چیت ز بس در دل ایگونی زده اند به راه و چهل روز خلوت گزید چو از حد شد اندیشه و جستجو</p>	<p>بهوش بدانش بفرود برای چو کیوان بسنی درش هندوان ز جواز او مهرش کلاه و کمر بسی دشمن از یاد را نداشت در آن پنج کرد و چمن شاخ برست کسی که در این تن غم گفت کسیت که من گوید آنکه چنین ناتوان که چون فیت جان گویش از ساس ببا بدی حست از مردوزن چو بر صیورت است این از گفتگوست چو معنی بود چو نش پدیدانم بهر جایکی ما بهر جایکی است که بهر جا که گوننه دار و شمار بهر جا که بینی نه بینی جز او بخواند بر سپید و پانچ سمیت ز شاهای و فرماندهی باز ماند ز اندیشه و رومی مطلب ندید خداوند نمود راهی بدو</p>
---	---

و در این دو دوستی شگفت است سرمایه از نیستی

چنان بکشد که یکی در حش
 بزرگی ز کار گمان جهان
 سراسی سوده بر آستان
 بجان برده بنیت سادگان
 که ناکرده خدمت برودان فرد
 مشعبد صفت شد نیز دیک شاه
 بگفتا اگر شاه را در خورم با
 نمایم بسی نقشها دل سپند
 بسا طرفه کارم پدید از نمان
 نعم گفت و او را بنده می بود
 چو بگرفت و شور می از شهر یار
 یکی پرده او بخت در پیش او
 در آن پرده هر گونه لعبت نه
 همه لعبت آن رسیده اندام
 سخت از پس ده که داشتگاه
 همی نرفت را و همی بخت آب
 در آمد به راه چل خواجه تاش
 نهادند پهلوی هم استوار
 دو صد پیل با خوصه در نشان
 دو صد پیل تازی نیز برین تمام
 پیاده بسی تیغ هندی بگفت

بدر بار او هندوان گشته کش
 که بودش دلی فانی از آن
 که تا گشته از زمره دهستان
 که از سادگان گشته آزادگان
 نگردد و کس از خیل مردان مرد
 که روشن کند جان تاریک شام
 مشعبد یکی مرز با نسی کرم
 که بنیده و زو گرد و اندیشه
 اگر را می ارانی باشد بمان
 مگر تا کند از دل اندیشه محمود
 یکی نیمه افروخت بس استوار
 خود اندر درون تن تنگام جو
 که شده ا دل زان بگفتی ربو
 سر زده همان در کف حمیده که
 یکی مرد بر صورت پیش کار
 باشد در پس و لبش باشتاب
 همه سخت زین کاف در میان
 چنان که بود و در غم و شرم یار
 بسی سختی بار کش هم چنان
 سواره همه ترک بنده می غلام
 بر آرد و هر سو میار به صفت

دگر جاوشان کهنه زلفت پیش
 وزان پس ریشل شاه بی هوا
 فردا ندانم بیل و بر شد تیرت
 وزیران ستاوندش از پشت
 می رود در آشکار آورد باز
 گروهی برقص تپاده بیار
 یکی جشن آرت بر روی شاه
 ز او رنگ راسی اندر آمد نبر
 در آن خمیه شد تا به بنید که حسیت
 چو دید اندران خمیه بپوش
 همه لعبتان گشته اوراز بون
 سرشته در دست آن حلیه ور
 همه داده در جنبش و در قرار
 نبودی در آن پرده کاها
 بهر عضو شان بسته بندی جدا
 هر آن دست و پا کی که جنبش
 یکی غره درائی و از پا فتاد
 مشعبه شراب امان گذشت
 که نارائی از آن حالت بدویش
 درم داد بسیار و نبوایش
 گفت از کجائی و نام تو حسیت

دوداره کنان و تیر با بدوش
 از آن پرده فتح باز کرد آشکار
 تو گفتی بود خسروی یک بحث
 امیران بر این چنان چون همت
 کتیران نوازنده دل نواز
 گروهی کف بر بطونک و نای
 که ماند اندر رویه شاه و سپاه
 دو ان تا بدان خمیه افراشته
 سرشته در دست تدبیر کسیت
 همه رشته در دست تدبیر شت
 اسیر روی او جنبش و از سکون
 همه غره حکم او سر بر
 با نداشت او رشته اختیار
 پس پرده تنها هم او بود و بس
 همه بند و شان بدست و پا
 سرشته شان در کف پیر بود
 که دیدار پس تنگیها کشاد
 همه همت خویش بروی گذاشت
 بنحوت شد و خوند و ناهمیش
 بنزدیک خود جا نگه نشست
 که همچون تویی خود تیر نیست

در این باده ناخود چو بنوختی
 بزرگفت و انا ندارم نیاز
 من چند تن آگه از سر کار
 نشسته بهم بودمان گفتگو
 یکی زان میان بر دسرا حبیب
 بر آوردنا که سر ز حبیب گفت
 که چند بیت کاندیشه دار و قره
 بسوی ز آتش غصه بگذاخته است
 یکی رفت باید بنزد یک او
 بیا موزوش نپه دلتنی است
 کند کیسای بیچاره اندرش
 من اندر شدم بهر آگاهیت
 از آن شعبده جادوئی نمانم
 که تا باز دانی که هستی کی است
 جهان با جهان فریدن بی سخن
 نباشد ز خود هیچکس شنیدنش
 اگر خواهی آموخت این شیره را
 بر آمدش فکر بر بند راه
 چو از هستی خوشتن بگذری
 ره کوئی وحدت بهیچ است
 چو اندر روانا نیوشیده شاه

که از چپک غم فارغ نماسختی
 از آن آدمکت شوم چار ساز
 تفرج کنان در فلان مرغزار
 تسلی ده خویش از یاد هو
 که بودش ولی آگه از سر غیب
 فلان امی در غم گشت عفت
 که از راز وحدت کشاید گره
 دل آماده آگهی ساخته است
 که روشن کند جان تاریک او
 که هستی به گیتی کی پیش نیست
 که فارغ کند جان غم پرورش
 که تا وار نام زگر اهیت
 بتدبیر کارت به پر خستم
 زواید اگر در روزت شکلی است
 چنانست کاش تیره در روشن
 نه پیمان راوست سر تیش
 ز دل پاک کن نقش اندیشه را
 دلیلی جز این بهر این به خوا
 بیک بودن هستی پانی پری
 ولی کم بود مرد این آهس
 بر او سر شد مهر خمت و کلاه

<p>چه مرد و دانا از جان بگریزد چه صحرای شب بید از آن شهر ببرد بغار می درودن شد بختی نیاسد و کوشش نه در ستافت چو رانی نکه کوشد برای دست تو گم کرده خویشی اینی لست بجهنم چو امروز و فردا کنی همان به که جوئی و پیداشوی ره جستن از خویش گم گشتن مجو هستی را که دارد زلال بیا ساقی آن آب آتش نهاد بده تا کنم هستی خویش گم</p>	<p>چه خفا کسی میگرد اورا ندید چو آن صید کاژاد گردوز بند در صفت خلق بر خود پست که گم کرده خویش را باز نیت یقین آن که گم کرده خویش نیست بگو خویش را بگو که یابی همی چنین چند با خود مدار کنی و گرنه بگوید و رسوا شوی بگو می بدین کلین بگو ز نیت بگو هستی سر مدبی طلال که او خاک مهید بد بد باد کنم ز ندگی ز آب جان بخش خم</p>
--	--

در بیان شکر و زین ندگی و ناستن دنیا را سر پانایا پندگی

<p>بیا ای که داری بکف انگ چند چه پر تو گشت و ند خوش گشتا بیند روز از بهر فرزند و زن مگر بهر دیگران بهر خویش چه اندوزی از بهر روز نمی بده کن برت کامرانی کنند بده تا دعائی تو گویند خلق</p>	<p>چه گل تازه روی کن خوش نمند دل و دست را برود و خوان سر که هر کس خود در روز نمی خوشین مشو شد بیگانه و ز بهر خویش که روز فکر است و ز می فکر منه کن بیت شادمانی کنند منه تا فنامی تو جوین خلق</p>
--	--

صفت که چنان کند گویش
چو گل خورده و خورشید پدید آید
ندیدم کشاده دل تلک بخت
ترنج از شکوفه شود و سیم باژ
درخت ارشد و درخزان گشته
چو درکان فیروز آینه سپرد
یکی داشت باطنی و چشمی
چو عین در او هر طرف با غما
ز بهر سو روانه کی ز رفت و دو
یکی از خرم چو بخت جوان
تو گفتی سپهر نیست با فروجا
جهان در نوشته بنام و بکام
درین روز بازم آمد خبر
بر او از خداوند رحمت بسی
یکی پور بودش یل و همگوشه
سپهر با پدر هر یکی بی نظیر
پندیده رسیدند ز منی نامهار
جوان بخت از باده آمد زیر
سرور وی هر یک پیوید بزد
پذیره شو خلق بر بسته راه
دخو اینده و خیل و سماشان

همه خلق خواهد پدید هرش
بفرق همه گلستان جا کند
جهان گز جیمونجی بد بخت
همه گوی زرین خند و کند
بهاران شود و سنبو آهسته
ز سبزی یکی کان فیروزه باژ
که از باغ عین نبودش کی
ارم باز یک بدل از غما
که از زنده ره پیش رسید می ز نو
جهان دیده پیری آن مزین
بند بلند و بپشت و و تاه
بفرنگ و دوی چو و تمان
کز این میرشد تا سرای گری
که آسوده جان بود اند و گری
هر ما و می نو جوان و بخت
یکی بخت بر نیکی عجل هر
همه پیاده بسی با سوار
بر در گرفت آن دو برادر
بباره بر آمد گو سر سراز
نه ماهی شده گردنه تا باه
ندیدم چو شکوه احسان شان

چو آسوده هر گسنگ بجانم شست
 و هرگون خورش که بر جانم می
 همه کارتن چون بسامان رسید
 ز من باز پرسید آن نامجوی
 بدگو فتم امی او مرد جوان
 و گر باره پرسید که هر لباس
 بگفتم از ارمی و پیرایه
 و گر باره گفت از برانجی شست
 بگفتم همان بهتر امی سرفراز
 بگفتا چه گوهر بداند وجود
 بگفتا چه کرد آن که جاوید ماند
 بگفت از چه مخزن کند فرهی
 بگفت از چنین توان شست
 بزرگرفت مردم شود سر بلند
 بگفتا که دولت دهد آبرو
 جوان بخت پرسید کار سرفرو
 چرا خج کردن بجای خوش است
 اگر هست بخشش مرا سودمند
 بدو گفتم امی از تو بران بود
 ز رویی که می چون او نداناک
 که دفع نیاز خود از آن کنسیم

ن
 جواهر

بگفتم و خوان مردمان است
 از آن پهن خوان چنین آسان می
 خورش ایکی نوبت جان سپید
 که بهتر کدام از خورشها بگویی
 همان که او را خورشیه همان
 که دامن بهشت حقیقت شنید
 که او باز پوششی بر نه تنی
 بگو که بنا که دامن خوش است
 که باشد در او بخوابنده باز
 بگفتم همان کاید از بحر وجود
 بگفتم که از تخم نیکی نشانند
 بگفتم چو از وی بسکین می
 بگفتم ز بخشودن زیر ست
 بگفتم بی گزندارد و بر بند
 بگفتم نه چندانکه نام نگو
 بگو ای که با داشت لاف نیست
 بجای دیگر مایه آتش است
 بجای چرا سو و جانی است بند
 دولت بکار احسان گفت کان چو
 ز رویی که می چون او نداناک
 ستم باشد از باز نهان کنسیم

~~زیر سوال~~

99

12

چه پنداری کنی که بشود
 ناپستی اولی که درین
 رنگست خود را به بار رخ
 بگشایدش آتیا که درین
 چو سبکین برستان برین
 بسویش اندکی زیادت
 نه از غوغایان با سحر
 بسبکین گیسو می کشی
 یکی خنده برون یکی شعله
 بدو عوار که ده نان دره
 که اسبش بشه باشد حرام
 پنجشیدر بر چنین نمی کشد
 که این کار نیست که درین
 زلفکس برینش گدشته
 آرد آن بد برینش نیست
 غم پس بهار و غم پیش هم
 و گر نماید از خون چوین
 که تو نظر گاه و درخت
 که آتش نه چون غوغای
 نه از خود بود و نه میان
 که از خویش چون غوغای
 جهان که هر چه خود در
 همه در غوغای خودی

چنین کس چه در فکر زنجبیلی است
ولی آنکه در سنجبان خود است
سبا پیر را کندش هر چه است
کرم را بنا شد جز این حاصلی
ولی چون پشیمان شود آن کرم
کرم کن که با حق شوی آشنا
آلا آنکه بر فقر داری ثبات
ارم خوشترین خصلت آدمی است
در آنجا که دوزخ زبان به گشت است
کرم چیست آدمی غم خور است
ارم چیست در مان در ماندگی
ارم چیست نو با و همدی
ایمان از چه دارد نوا از کرم
ملک و سگاه کرم است پس
نه بخشد که حق زده بخشد بدو
در خاک تخمی با مید کاشت
ارم و زنا صید و لها کنی
ارم پیشه را نیست دشمن کجی
ارم پیشه حضمی ندارد و کین
بخشش هر آن دست کاغذ از
بخج کرم شاخی آمد بهر

که او خود بسودا نمی هر بخشی است
فکر خود و سوز زبان خود است
بسکینی آخر پریشان شست
که مجموع سازد پریشان بی
بمردم کرم کرد و بر خود قسم
نه از فقر جنگ آوری بلند
بنجش آنچه دارمی که بای بیست
کرم گشت امید را خرمی است
کرم چیست بی بر آن آتش است
کرم بر تو آسان کند مرگ
کرم چیست سرایه زندگی
کرم چیست سرایه خرمی
روان از چه دارد بقا از کرم
بفرودس راه کرم چیست پس
بجائی یکی ده نه بخش بدو
که هر دانه را ده عوض بدو
کرم کن که در هر ولی جا کنی
که خصم از کرم دوست گردی
که او دشمن مال خویش است پس
نکر دو بخوابش بر کس مرز
که طوطی شد و او هرگون شر

زشت کرم قطره آب جست
کرم ہر صبح و شام کرم
شامے ہمارے سرائے کریم

کہ حوراً شدہ درکنارِ شست
بگویم شنائے بجائے کرم
ہمیں بس کہ گویم خدائی کیم

حکایت مرد مالدار سخی و جوفرد و خشنده و خوش خلق و طبع
و غرضه نمودن و بسوی هند بفرستادن و آن مرد از نظر این

بخاورد یکی بر دوازنده بود
 نماده تن از بر سکین برنج
 کشا دول و دیده دوستگاه
 بدیدار همان بدی شادمان
 ز نئی طعامی بکامش بکام
 ز سر مایه سود و جرش بدی
 یکی تا به رحمت نه خفتی همی
 جهان بنده طبع آزادی
 بکاری و آن شد بندرتان
 یکی زلف دریا میاید پیش
 طایا نچیزه موج او بر سپهر
 تو گفستی بهمه موج گران
 حبابی است گفستی فلک برش
 فلک غوطه خورده غواص آ
 شناور در و لب منده نمک
 تو گفستی پای تبیه بر یک شکر

جوانمرد و خوش خلقی
 ز سسکین چنانچش مسکین
 بدماندگان درگاه او پناه
 خور دی بگره کامدی هیجان
 نگر خسته خور دی از دوی طام
 همه در سکار احسان شدی
 ببالین بد است خفتی همی
 وز او نام حاتم بکیا رطی
 گر و می بهر ایش از دستان
 بر زنی ز پنهانی از شیشه
 وزان صدانه نشی لکین ده
 جو اهر بر نشانده برسمان
 نوشکی جان که نشان از برش
 که او گوهر نشانده اند کنار
 بشن همچو کوه و بدیم همچو سنگ
 ز قامت بر آن چون دریا پیش

۱۱ آتش بزرگ و عظیم

نشستند در کشتی پهنه و
 یکی پهن گشتی که از بادبان
 عسلم بر سوار تر یازده
 تو گفتی نشان خفته پایی
 همار می همی رفت بر دوشی آب
 ز لنگرش گاه زمین پایی گیر
 بنده و ز راندند در بحر شریف
 یکی تند باران بیاری از آن
 یکی سخت طوفان برنگیت باد
 همی موج بر آسمان اجست
 تو گفتی که موسی بدریشت
 همه اهل کشتی در افغان شدند
 ردان کرد و سیلاب بین بر
 چو دریا پر آشوب برگشته تر
 گذر کرده اشک از نشان رفت
 بر آتش زدند آب از سوجان
 در آخر فرگفت کشتی بر آب
 قضا را سفر کرده مرد و کریم
 پس از صد مه و غوطه بشمار
 ستادند از آن بر روی خاک
 که گشتند از آن بحر چو نشان

که آرند از آن پهنه یاد گذر
 زده سائبان بر سر آسمان
 چو ابدال بر آب دریا زده
 بر افراشته پایی بر آسمان
 بسان یکی باز گونه جناب
 شنوش عصائی کف چرخ پیر
 و پنجم روز ابری بر آمد سکوت
 که دریا شد از زیر و بالا رون
 که خاک تک بحر بر باد داد
 ز اوج فلک بر ستاره شست
 عصا بر زد و آب دریا شکافت
 بهنگام سختی دعا خوان شده
 ز طوفان بطوفان شده چار و پنج
 در آن کشتی از کشتی آسمه تر
 همه گشته از بیم غرق غرق
 همه گشته بر آب آتش فشان
 که با حکم زردان نبودش تاب
 ابا هم زمان ستان بولایم
 بز و موج و نهندشان بر کنار
 ستایش کنان پیش زردان چاک
 پرستند باز از دم اثر دما

پیاده بر پشت تا نیم روز
 بدشتی رسیدند فیروز خست
 درختان انبوه و دشت فراخ
 ز بس چهره ها و سافرشته
 ز منقار طوطی بهر شاخسار
 شما مژده پیچیده بر باد رنگ
 ز بهر سو ترنجی خوش افروخته
 شده عکس نارنج در جویبار
 شده بومی بزد گل و عقودیل
 زیر درختان انبوه خست
 بر آن فرش خوانی بگشوده
 و شاقان گل چهره مه لستا
 همه گشته از چهره مجلس نشدند
 یکی آبرستان گرفته بدست
 پذیره برخواهزمتند باز
 بمانند چنین گفته سالار مان
 فرود آمدی کاخ و آید می
 فراهم نشسته اند لیشه ناک
 یکی گفتی این نیست جز جانی می
 یکی گفتی این منزل پر نسیب
 یکی گفتی این جایگاه پرست

بتن نفقه از آفتاب تیز
 بر او سایه گسترده از بهر دشت
 ره پر تو از برگ بسته شاخ
 هوا پر ز قوس سنج شسته
 شده عجمه سنج کل آشکار
 همه راه بر رگد ز کرده تنگ
 معنی سبز پوش آتش افروخته
 ز آب آتشی نشسته نفر آشکار
 پذیره کن کاروان تا دوسیل
 بساطی ملوکانه انداخته
 در او کرده آماده هر گونه چیز
 پرستش گری استاده چپا
 یکی عطر سامی یکی عود سوز
 یکی گل فشان بساط نشت
 که بسم الله از تبت این گسار
 که باشد پرستارت کار ما
 خرامان بدین سوگراید می
 پریشانی و بهاد دل بولاک
 که مارت ز نگیز نه دل بدنیو
 بود جانی خولان مرد مهرپا
 کجا دیو را این پری بکپیست

یکی گفتی این است خواب خیال
بدینگونه جمعی ریخته گوی
سواره باز اسب فرود
وزان پس شارت بخوان و گو
که از رنج غرقاب و سختی
بخوردند و خفتند شب تاب و
جوانمردان خواب بپای شد
نشستند گفتند با هم بسی
بد است و حقیقت شناس
سوی خواجده و کرد کامی و بکرم
نه دیوم درین بخت نه پری
سهم صوت آن که مهانی تو
هین بشکاران که پشت بست
چو ز می باغ مینو سفر باشد
چو بر تو قصه خلی انی گذشت
فرستاد ما را خداوند پاک
چو میوه است ما فرستد فرو
بگویندش ای میر بان خدا
بسی کرده میمانی مرا
هر چند خواهی و دایم جان
پوش بنید این مردمان مرد

یکی از مومن ساز و چینی مال
که آید ز ره خواهی نیک خوی
همی گفت در خورد و هر یک بر
که باید خویش خورد و وقتی سخت
بجانی نگارید و حالی تباہ
و اگر روزگار فروخت گیتی فرو
بهمان تو مجلس آرا می شد
پر اندیشه دل بد از و کسری
کز او شد دل میمانی هر
بر آسوده دل باش و از من مرم
که کس افریم با فسو نگری
که ایندو کرم کرد و بر جایی تو
پرستاری نبدگان خدمت
هزاران چو من پیشتر باشد
بنا که فتادی درین بخت
پرستاری را درین تیره خاک
همی گفت گویندش از من و
کنون باش یک چند همان
تو همان کنون میر بانی مرا
وزان پس ان شوگو خانان
نیایش کنان بر زمین نهاده

بسی شکر خشنده جان بخت
 وز آن پس بد ریا کنند خفت
 بساحل یکی کشتی آماده بود
 بسی لطمه خورده ز موج کران
 همانا که خشنده زردان فرد
 بکشتی اشتقد و رانند باز
 چو از لطف حق سرفراز آمدند
 جوان مرد بر نیکی برفتند
 همه عمر سستی بخودت میان
 در آن دم که شنیده بود این تعبیر
 چنان رگرم باز پیچیده بود
 تو نیز اکیه دار می لرزیدی
 بجنبش آنچه داری بنام آور
 بده ساقی آن کیسای گرم
 که عمر سست سر بشیم آرزوست

بسی شکر خشنده جان بخت

که جان مرا با گرم ساخت خفت
 که خوش ام و پدرم دیدند
 ز طوفان آن ساحل افتاده بود
 که از آن بخت افتاده مجرب گرد
 ز بهرهای آن جمع کرد
 همه کامیاب و همه سرفراز
 بمقتصد رفتند و باز آمدند
 که از نیکی آن نیکوئی دیده بود
 نشاندهی ز رویم بر میمان
 نه هم دیده بود آنچه را باز بود
 کهن تاز مستی چو خواهد بود
 نیکی فزائی با حسان بگوش
 مگر صید دولت بدام آوری
 که دل را بود در نهانی گرم
 هم از جان که بخشیم آرزوست

بسی شکر خشنده جان بخت

ترغیب بشوند نصایح پیران

جوانان سر سپید پیران پیچ
 بگیتی درون آن بودند و در
 چو خواهی شوی شهر و روزگار
 ز شایخی نمر خوردن آسان بود
 نه بنیاد اگر تربیت بد شک

که بی تربیت کس نیز در هیچ
 که از نپیدا نماند پیچید
 پیچان سر ز را می آموز کار
 که او دست پرورد تها بود
 بانگ ز مانی شو چو شک

ارد

نیمی آن پیر ما که از دیو خطا دارد ۱۲

نیمی تربیت سنگ گوهر شود
گیاهی که خود رو بر آید شاخ
و گر پرورش یابد از با جهان
به از تربیت نیست فرزندا
مباد و آن پسر که ست عارید
بیزیرت اگر نیند صاحب نفس

باجای دکانی بنده

نیمی گیاهی خود میسوزد شود
زنگمت کجا تازه دارد شاخ
شود احت مقرر و آرام جان
جوانه نهال بروست در آ
که کورش به بهت از کنار پد
بجام پد که به پیری برس

بیان سالم آمدن به قیامت آرام زان به لنگارین
داو از جهان حقین اظهار حال جوان مار پرورده راحت فرین

از آن سرزمین به چون اندند
شبی تیره همچون دل آهن
دختران انبه هم برده شاخ
یکی ز رف جیون و آن در سه
یکی به گین کوه بالاسی سر
اگر پای اسپه سنگ آری
رونده چو راندی بیه کوستان
بخود گر بر خستی از بارگی
قناری در آن بین و دوان
عجب تر که بد آن گندک
چو برخت سنگ آری بهش
چو خستی در خشان بر تن
زبانک پلنگ خورشید

بان مرگش اسپهان خوانند
رهی همچو زلف تبتان چرخ
هوانیزه زار و زمین شکلاخ
نیاسوه در وی سنگ انبیب
سواره ببالست راند از لکر
برود اندرون بی درنگ آری
ز شاخ و خندان شدی شاخشاخ
بگردن قناری سیکبارگی
قنارین همان بود و مردن
همه مرغ شیر و کمان پلنگ
بجستی شراری بسان درش
یکی شیر غان شدی رعد و آ
ز تن رفته تاب ز دل رفته صبر

مرا گفت و اندک ره شناس
ز عشق آتشی که دل شعله
چو آتش کند شیرین بارش
تو نیز از چو من دل آتش کنی
چنین دل پر آشوب ندانم
چپ و یکی جاده بس فراخ
دم گرک چون سوزان کوه
ز مردم تنی چند صحرانشین
ز یک سوتنی چند لیکر سوا
جوانی فروزان شسته به آب
گذشته بر او سال یکبارده
بالائی او سرو کشته نبود
خسته بیدار و فرخ نیام
جوان بخت ابودلو می یزد
باید رکاب پدر بوسه ده
باسپاند آید بفرمان باب
همی راند تا هور بخت بلند
بشستند رومی نهاد جان
که نختی برکد انچه دار نهفت
که این حرف دریا چو آب بچین
چنین دیدم از او ده مصلحت

در این صبح سال ۱۱

که شیر آید از آتش اندک
ازین شیرت ارست پیغمبر
ز عشق آتشی شیر اند شیرین
ازین شیر عایدی خوش کنی
نوشتیم خود هیچ فرسنگ راه
بدان هشدیم از میان سنگام
یکی کله از دشت شد افکار
سینه خانه چون موم جوین
پدره رسیدند زنی نامدار
چو آتش شیبی برادر کشید
گذشته بروی از مهر چاره
بسیامی او هر انور نبود
همه پر تو مهرش از چهره ام
چو پیش پدر شد پدر خستین
سرافراز اول بدوشت نما
چنان چون آید بکوه آفتاب
بمنزل رسید آن کواری حید
چو پر خسته شد گفت روشن وین
وز آن پس بگوید گر انما گفت
هر آن دور که افکند بر کشن
که بانی پراو خوانم از تربیت

بدو گفتم ای داور و جوان
 همیشه پیر سائیان تو باد
 بزرگیت گریاید و سوری
 بغیر از کمال نشین باش پس
 مشو منقلب پرود مشو نهال دوست
 سخن چون بگوئی پسند بگو
 بکلی از کسان هنرمند پند
 مشو با بدان ای مکنوخت یاد
 همه با مکنو خواه و دانانشین
 سخن با بزرگان باز مگو
 بلندیت باید بهمت گرامی
 بدون بهمتی تا تو انی بنوی
 برتبت هر آن که تو بالا تر است
 غرور جوانی ز سر باز نه
 ز دانا سخن بشنو و در پند
 میالای و طعن مروت مین
 بشو خرمی میفرای طیبت مکن
 زبان باز کن تا نهی بی زبان
 کسی که تو افروخته تر است از هر
 قناعت کن از آموختن
 مخند از بهی پایت آردی
 در غایت دروغی بی ۱۱

مبادی ز آسمین بیتی نمان
 از ان سایه پرورد جان بجای
 روان بر تپان ز نهر روی
 خراز زاد و فرزند ششور کس
 که این هر دو خاک چرخ است
 با هتگی گوی مسمی و گوی
 از ان پیشتر که تو گیند پند
 چو خواهی شوی در جهان پند
 ز نادان بدخواه نهال نشین
 درشتی مکن ای سپهر زم گوی
 ازین نزدبان بلند نی
 ز دون بهتان نیز یار نمی
 و را در نشتن مکن ریوست
 که افتادگی زیور موی
 حدیث بزرگان بخردی گم
 بنیدیش از طعمه خوش نشتن
 بکس که چه خضم است غیبت کن
 که کس از زبان بی پند نی
 و گر کمتر است از خود افزون
 هنر جوی اگر خواهی اندون
 بروی کسی بنیاد و موی

مکن دیده پر مرقا پاکین
 بهر بگانه الفت مکن نهین
 همه آتش خویش بی دودمان
 بنادان میانیر اگر بخودی
 بدانان نشین تا که دانا شوی
 پرستش گرمی خواهی از دیگران
 که هر کوسه از کار و او ر کشد
 سر عجز نه بر روی نیاز
 پناید برگی در آن خانه
 نه دولت کشد نیز پانی در
 شمی بود او را دود شور بود
 یکی زان و دود شور بیکای
 وزیر دودم ناکسی نشسته
 جفا جوئی بامروم حق پرست
 ز خویش دل عالمی سوخته
 از خلق چون وزگار تن
 ستوده بر شاه و لالانش
 همه چرب گویان خود کرده
 بسی خسته افکنده در ملک شاه
 اگر آن پاک ستور نیکو شست
 بشته مشتبه کردی از مکر و بن

از پادشاهان و بزرگان و دربار

تا آنکه بهر دود و آتش و دودمان

همه باش بامروم پاکین
 بر آشنایان مکن خویش خوا
 تو ستمی مشود دوده دودمان
 که دور است از زوفا ایزدی
 بر پیروی دانش توانا شوی
 خدا را پرستش کن اول جان
 همه آفرینش از و سر کشد
 وزان پس برون از آن نیاز
 که گردن کشند از خدای جان
 که بنید بنجا کاردت سری
 دلش روشن ملک محمود بود
 وز نیکو میها بخلق خدای
 همه با کسان بدول مکینه جوی
 کشاده ولیکن بازار دست
 زبیش لب ز شکوه بر دست
 بشته بسته همیشه به دادخوا
 تنی چند را همچو خود بدست
 که آتش ز روغن شود شعله آ
 ولی زنها بسته بر دادخوا
 بشته شکوه برایش اعمال شیت
 که صاحب غرض مکینه دار و بن

نرم وصال

چو شاه از ویم پایه افروز کند
هر جا هنرمندی آزاد و بود
ز بدگوشیش پیش شته کرد خوا
بجز سفله چند را از و داد
هم از بدگویی پاک ستورا
نی مشورت گفت و کانست
چنان بدیم ای خسرو رو نگا
در آموزگاریش مانند نیست
وزین خوست تا شاه آناه
که شته را همین یک سپهر بود
یکی شهر ویران در اقصای ملک
بدانجا فرستاد شهزاده را
خود اینجا چو دیوی فتنه گری
به نیرنگ خلقی بنمود رام کرد
از انسلوک اده بار نهایی
وزیر آن همه حیل و دست بود
ز دستور شته چاره جو شاه
بر او خواند بانی وزیر از شکیب
بدو گفت کامی قره ایزدی
لواکنون بیا موز رسم شهان
وگر با حیت نمودن ملوک

بدرم گزنگوید شته چون کند
بزرگ زود و آدمی زاده بود
که جرمی بر او بست و کرد و ج
که با سفله گاش را در حرم
چنان کرد و کان گفت بر نهید
بدرت وزارت نه او است
که شهزاده را باشد آموزگار
که چون او بیری به نیرنگ
فرید کند خوار شهزاده را
همی خواست نشناختن
که چون ساحلی بدید ای ملک
همان پاک ستور آناه
کز انگشت هم گیر و انگشتی
با آرام لبش پیدا کرد
در آن بوم ویران کردند جا
ملک اده را نیز آگاه نمود
که چون باز جویم بهیم کا
که کسی نی شکیبی نیا بد نصیب
مبوجر خردمندی و بخردی
هم امین او ان کار آگاهان
همه راه شایان رسم ملوک

بدرم گزنگوید شته چون کند
بزرگ زود و آدمی زاده بود
که جرمی بر او بست و کرد و ج
که با سفله گاش را در حرم
چنان کرد و کان گفت بر نهید
بدرت وزارت نه او است
که شهزاده را باشد آموزگار
که چون او بیری به نیرنگ
فرید کند خوار شهزاده را
همی خواست نشناختن
که چون ساحلی بدید ای ملک
همان پاک ستور آناه
کز انگشت هم گیر و انگشتی
با آرام لبش پیدا کرد
در آن بوم ویران کردند جا
ملک اده را نیز آگاه نمود
که چون باز جویم بهیم کا
که کسی نی شکیبی نیا بد نصیب
مبوجر خردمندی و بخردی
هم امین او ان کار آگاهان
همه راه شایان رسم ملوک

سوار سی پیاپوز و شمشیر
بفرنگ و دانش سیارانی
پند دل بدار گیتی سپاه
تو از سعی خود باز نشینی
گمانم که بی موجهی کرد کار
بدین کرد کاشی شاه زندان
که آنرا که آسان ست آنجا
و دیگر که میراث خواند و را
چنین کرد و آموخت از موی
همه روزه می بود با خردان
وز آنسو بداندیش مرد وزیر
و آخر طمع کرد بر تاج و تخت
ملک اکبشت و بجای نشست
سپاه از پیمان شاه ناهوشند
دل شاه از اندیشه خالی مباد
که آخر کند ملک و دولت را
چه شد شاه و تنور ناپاک دل
فر دایه چون ملک و دولت فیت
اگر بد سپی پارسای کند
خود دایه چون پای بند بلند
چه منصب تند و کف ناکسان

همد و زده بشین باران می زن
 بیاموز رفتار و گفتار نغز
 که او ملک نبخشند در گنج و سپاه
 که لطف خدا کم نباید هیچ
 نیگند دورتند ملک و پاد
 شوی اگر از حالت بیروت
 نذار منم موم شور و خفت
 ز نهشتان حق ندانند را
 هر آنچه آن بود و خوشه یار
 همی هست آئین و رسم و ان
 به نیزنگ دستان شب گشت چیر
 بشه بر بشور بدشور بدشور
 که پرورد داری که از وی گشت
 که بر خلق رنج نیست بر خوش بند
 ولی پرورد لا ابالی بسا و
 و بد خلق را در دم اثر و کا
 جهان شد پریشان معنائ دل
 کا زاری چه موم شافت
 که انی توان پادشاهی کند
 شایسته کس این نیست از گزیند
 کسان اینجورانی شایسته سنا

که پیش چون شود که چشید
 بخواند منکی نان مردم گرفت
 بسا واکه و زبان بغیرت رسند
 چو خاکی ز باد می به بالارود
 بسا واکه که گران شبانی کنند
 چنان کان و غل پیشیزشت مرد
 همه مردم اندوی بجان آمدند
 یکی لشکر کشن آموه کرد
 بفرمود تا و سنگیرش کنند
 همان پاک ستود انشورش
 خبر شد ملک آوه را کاندغا
 به پیکار او چون بودیش تاب
 بشهری درآمد که فرمان دهن
 چو خسرو خبر گشت بشناختش
 بشهرش داد و دیار داشت
 چونیک آرمودش نه میزد
 بدامادی خویش بنواختش
 یکی هفته بر سور و راهش فرو
 سپید پای جنگ آموه ساخت
 بسی گفت با آموه مرغ سپید
 ملک آوه را در بر خود نشاند

خنودت گوی همان اگر
 کنون آن بان بود و یار گفت
 زمین است ببا سمان سرزند
 بسا آب که چشم میبارود
 و یار نیز نان پاسبانی کنند
 از ان چیز یکسره آورد و کرد
 زن مرد فریاد خوان آمدند
 روان سوئی ملک ملکه ملوک
 بنید بلاد را سیرش کنند
 برآمد تا تیغ بلا برکش
 سپید راند بیرون بغرم و غا
 گریزان ملک گشت شتاب
 بدل بود پیوند شاهنش
 پذیرد زشته را و گان ساختش
 ز هر گونه پیش پرتابست
 بشمار و در خور و پیوند بود
 باوج ستاره سرافراختش
 رستم در گنج زر کشود
 و دهنزاده هراوشنرا وخت
 که از رانی او برستاید
 ز اندر لبس گوهرش نشاند

چو

نیم و سیال

بگفت ارمیچیک از مرقوم
 ولی برخلاف گرامی پدرش
 همه یار مرد و خرد پیشه باش
 همه کشور از او آباد کن
 بنا از مودوده کار ملک
 سپند دل از زده از خود کن
 باز روز و راز کسی نگیر
 بهیمه رخیش از بندیش کن
 طغر از خدا جوئی بس ایلمی
 بیکبار قلب دشمن متاز
 کیینا سپواز و بس پیشان
 به نهانم دوست و را خنق
 گرامین زدم خود بر مراد نیست
 بگفت این بر روی او بود
 دز انسو که از ان جهان شاد نو
 همی راند تا دار ملک پدر
 خبر شد بدستوز با پاک ایلمی
 بیامد که این باغ پی خو کند
 یکی لشکر آراست بر گشته بخت
 گردی پر گشته را جمع کرد
 همتی شسته شان کرد بهر تیز

چو بستوده بودی ستودم تو را
 مشو این از مردم بگش
 ز نام خود ان لایندیشه باش
 سپاه و عیت ز خود شاد کن
 مکن سغله گان انگهد از ملک
 چو از روی او اسپید کن
 هم از بدلان نیز لشکر بگیر
 ز خود مایه عبرت خویش کن
 نه زافرونی لشکر و گنج زر
 پس شت خود بجائی شهر مسافر
 سپه چون نمائند به نهانمان
 به بهیوده ناگاه جان بخت
 مرا آگهی ده که لشکر بسی است
 بایوان خرمید خندان شاد
 سر حصار و سوره بر ماه نو
 یکی از خیفست کشانش ظفر
 که آن دولت رفته آمد بجای
 بنائی کمن گشته را نو کند
 در اندیشه کاسان کند کا سخت
 چه آید ز جمعی پر اگند مرد
 بخوش دلی آشنه چون تیغ تیز

و منزل برآمد پذیرد به پیک
 و لشکر را بر کشیدند صف
 گذر که بهم برگرفت تنگ
 بخون پدر شهریار جوان
 بقلب ندرین سوئی سوزنا
 بز قتیغ زهر آگون بر سرش
 بناک انداخته اوان بیکال
 چو دیدند لشکر که خسر و چه کرد
 نهادند سر برده مرد بان
 که نجشائی شاها که باند ایم
 کینه نیست بر او ایزد کوست
 شهنشاه او را با جیره کرد
 همه دست کن با بکینت کشا
 به بخشود بر حمله آن نیک را
 در کینه بروئی ایشان بست
 سپهر را فرستاد ز می شهر یاد
 نگو خواه دستور را پیش خواند
 بلفقت امی بدیدیرا می اور
 که از تو فرود این بهر منیدیم
 زمین گردید می هنر یا و تاه
 خداوند را برد بایدست از

بنا کام در شد بجا مننگ
 و دود ریاست گفتی بر او ده
 هو گشت از تیغ الماسنگ
 لبی جوئی خون که بهر دون
 ستم گاه را دیدند و درخت
 بدرید آن تیره گون بکیش
 شد از ستم اسپان نشانیال
 فلکندند کیسری سلیم ببرد
 سپوزش کشودند کیسریان
 ز کردار بزرگ شرمند ایم
 که این خود همه کرده با دوست
 همه روز روشن از تو یکرود
 بریده هم انتیغ کین تو باد
 لشکری که بخشود بروئی
 بجانی پدر شد لب تابشست
 ابانامه و تحفه بی شمار
 بر او آفرین کرد و پیش نشاند
 پس از کردگار آنچه در آست
 که پذیرفت آن شه بهر یزدیم
 ندادی مرا خست و گنج و پاد
 که جانی پذیرنده امداد

این شعر از مدح صبیح تاجی از بابت بیعت به خط و قلمی است

تو نیز اکیه می بایست محرم	هنرمند شو کز مهر بخوری
بیاساتی آن نایب جان سار	می دست پدرو دستان سار
می دیده در خم بستی ریت	می گشته سراپا معرفت
بده تا بتن پرورد روح را	زدانش به بندیش پرورد را

قبضه کردن صنف و صفت شمشیر و فسان
و آن تیغ زبان را بر سنگ کتیر

زهی زور بازو می دلور	که آرام بستند از و دیگران
قتاده پی و گیران و عقب	که روزی بآرام سازد عیب
ندانم به از تیغ یوین تن	از و به روان این زمینان
ز تیغ این جهان کس انوسی	هم از پشت او بیلو می تیغی
هم از تیغ گردن نماند سوار	هم از تیغ کافر شود حق شناس
غذا از چرخ تیغ و تیغ بیان	جها داز که انگیز داز چرخان
ندانم بجز تیغ آتش فروز	هلالی که گیتی فروز و چوروز
سکندر که سیدی آهمن نو	بیا جوج آن ز آهمن تیغ بو
بگردن کیشان تیغ کفر و است	نزار است و اسلام از و کفر
ز تیغ است کاسلام بار و کتی	گو اجم بر این خرد و خندقی است
خوشا آنکه اندر ره بدولی	شود پیر و شاه مردان علی
که تیغ او خانه کروی زمین	جها دوش نبود از رخ و زمین
و گر مندل ناید ارتمک	و گر دهر جاجی سالار ترک
که بودش برادش کتیر	خداوند بر و بر و خفت یال
یکی با برسی ترک تازی سحر	بگیتی در این زمین یال

نه از ترک چون افروز از پای
اجل جسته پیمان شمشیر او
بیهوش بر پیر او چه بر نه
که آب بنان و می آتش کشت
که آتش نیامد از سوختن
بر او تاز و انسان بر پیرال
که بی جوشن و کبر کوشد هر چه
که این طعمه غنچه شیر او را کم است
که نشستی به از روی خفته غفلت
بر دل ز بیم وی اندیشما
و ده خواب بر لبه سنا زو
که بید و در خشنده الماس
بوسید و چون جانفش در کشید
پیشانی تنی چند را ز دستوه
همه پای می بر تخت خرم زدند
بابل سرافراز یل متخلتند
وزان حیل و مکر نهان نشان
کین ساز و از حیل به باشیر
زگر کان تبه شد لبی گو منفذ
بر سپان بازی زخت جوینر
شدندی ابا ناله و بانیا ز

ز رفته همان سال عمرش لبی
بلند آسمان خسته تیر او
ز انقلاب شکیر او تا محبت
گر آتش پیش آید و را خون است
نیاساید از زرم و کین قلع خنق
همالش بر زم اربود پیرال
بزم اندرونش بخوش نه که برستم
نکوشد همه دشت اگر رستم است
نیاری بانبوه لشکرش نیست
بهر دخت شیران از و بشهاد
تبه نهان مروی به تنه سازو
از ان لعل جز که بانی مجو
پذیره نبرد برادر رسید
بهر امش از محبت یاری کرد
گر این پیش از سر کشی دم وند
چنان بود که نهان فعل باشند
سرافراز این زوستانشان
که رو به چو روزش بر آبد بسر
به بنگاه آن سرور ارجبند
و گرد دست غارت کشود نیز
شگفت نیکه هر لایه می سوز

جوان بخت نشان از نبوغی
 چو قدر چنان روز نشناختند
 بلی گرگ چون گرد از خوشی
 را شفت برنا چو آگاه شد
 همی گشت بر خود همان گریه
 چو آورد بشیر ز کور زو
 بترکان بر انسان نشور خیمه
 چون کوشم و بخت یاری کند
 فلک دیده تا پنج من بغلیان
 بگفت این زمین تر جگ و زنا
 بر انداز پس خصم من باشا
 هم از شهر شد نام و ربا گرد
 سپاه از پس دشمن شویم نه
 ز کین بس بلند آتش زو
 شد اند چنان شورش دار
 چو از کرده خود پشیمان شدند
 سپردند رسم و رسته
 چو آمد پیره سوائی نامدار
 سرودی نشان ایمان بود
 دگر شیر غران دشت و عشا
 که بزرگان برادرش گشته

ز نیما فروز تن نشان ساختی
 بخود روز روشن سپهر ساختند
 کشد از رویش به پهلوی شیر
 بر آن سرکشان روزگوار شد
 گوزنی که تا روز کین بزرگ
 بر او شد همان کور و بشیر سور
 که بخت یاری سپارند خست
 جهان شپه از بخت یاری کند
 بدزدیده از بیم بخت تافت
 سوارش از پی بگردار باد
 بر و بوسه شان کرد و کیس خراب
 ز لشکر سپه کرد و حصار و کوه
 ملک اندرون بخت یاری نهاد
 بهر جا که بدختر منی پاک خست
 بسی مرد و زن گشته و دستگیر
 فرا هم کرده پریشان شدند
 بر ایشان بهنجشود از متهری
 بهمه بیاورد و از ایشان سچا
 نکرد از گذشته بدل هیچ یاد
 بنواتی مشیوار روز آزا
 نبوده پس از متهر اش مال

جوانی چو شمشاد نو خاسته
 گشته ز ره پوشش ترکش جهان
 بنام ایزد آن فره ایزدی
 پیاده شد و رفت زمی سرفراز
 وزان پس بخت لر سیدند باز
 چو پر خسته شد خوانج انجخت گفت
 که این سر بدین ابل و یار است
 ولیکن اینر باید سخن ساختن
 ز گردان کنون آسمان خست
 بر بابل از زنگ بومی بهار
 ز تقوی بهر مردم پاک دین
 بر میگساران ز سوز و زخم
 سخن باد و بیران و بیرانه به
 تو امشب بمان در گنایم ملک
 بگفت این شد و درستان خویش
 از آنجا که با هر دلی عهد هم
 بدو گفتم ای شیر پر خاشخند
 پرند تو خوار شکاف دهی
 بجو و ابر بارنده و همبندی
 ز فر تو گیتی پر آواز گشت
 ز سمت بکشور باندیشیت

پدرش از خدا باد و عاقبت
 ز ریه پسته با ترکش آسمان
 ز چهر خوشش دو چشم بدی
 جوان بخت رکش ببوسید باز
 نشستند و خوان کشیدند باز
 بیا ای که در دشت نیست حفت
 که نگاه این شیر کند و برست
 به تیغ و گوی بلال پی افکن
 که در هر سری با و در غور است
 بر عاشق انسانه وصل با
 ز بیات بر دافلاک بین
 بر شیر مردان جنگ زرم
 ولی باد و لیران و لیرانه
 که من بزغزالان کنم تیغ یک
 را که و باشیر مهاج خویش
 سخنهای شیرانه جبت زرم
 که آتش چو شیران نهاده
 سست تو دریا شکاف دهی
 بکین بحر چو شنده در جوشی
 ز تیغ تو روی جهان را گشت
 ملک ز بدایش شد نیست

بود که چو از دست برود و کار
بر آن کوش که لطف بدو بخیزد
چو از لطف دشمن توان کرد دام
مرو خیره در کشتن بی گناه
بخون زیزی بی گناهان بگز
بر بخردان ناستوده بود
دلیری که پاک ز غرور و همت
کسی که خلاف تو گوید می
کشتن هیچکس از بهر هوا
تو را دشمنی بدتر از خویش نیست
اگر مرد کاری خصم افکندی
دلیر آزمان خواندند بهر بار
چو خصم نکند مرد و بر نهند
که نزدیک این چون کشتن شود
ز کشتن نخواهند کس اولیر
ز خود خشم باز و هوا و دردا
بساکس که خوش فروست چشم
اگر عالم بر کار بندد دلیر
تحمل کند سر کشان از بون
مگر خوانده باشی که شیر خدا
بدان شد که با تیغ بر دهن

دلیلی که در این عالم

تر اتیغ سوزنده آبدار
نیازش نیفتد به شمشیر خویش
چرا تیغ با یکشید از نیام
بخود بیکم دین دولت تباہ
که چون شیر خواندند تا نذر نبرد
که انسان بمیان ستود و شود
نه چون شیر میشه است شیر خدا
نباید بخونش بکوشی همی
که بهر حد او با مرحد
که چون پیش کس ابد نه نیست
نخستین بساید که بر خود زنی
که از نفس تو سن آرمی دما
کشد دشمنی را که نزدیک تر
چو شد دور بر روی کین آورد
دلیر آن بود که بخود گشت خبر
وز آن پس او صف کارزار
نداشت از دوست دشمن چشم
نیفتد نیازش بشمشیر و نیز
تحمل کند خصم را نه گون
چو بر دشمنی چیره شد و فعا
چو ز دور روی مه افورش

ای کاف در باقی ۱۲

دلیلی که در این عالم

اجد سبکه از خون بافتش
 با کرم و ستمی نچندان گشت
 بروی نه که ساز کیفر کنیم
 درین کار نتوان نمودن
 علی اگر چه لب سر دل کزین
 یکی از قریش است خوشست
 بنیر و قد رت چه از می هم
 بدنیسان با که شود و ستاخ
 چو اندر یوم است از آن بد
 که چند این سخنهای خاطریش
 لب است آنچه بروی کردی
 مگر قصه بدرت از یاد رفت
 ندیدی مگر دستبر دلی
 ندیدی مگر شیر کوشنده را
 ندیدی چو الماس خشان کند
 بکوشد همه دشت اگر دشمن است
 بر آسان نکرد و میلینم
 تبار و شیران چو شیران بود
 نیقاده همه نیت سنانش
 سنانش نه آه که آهین است
 بلند آقا بیست روز نبرد

چو کان بین گشت و کوه خدش
 که آسان ازین کار نتوان گشت
 بگیتی سر از شک چون کنیم
 بکوشید اگر نام دارند و شک
 نه گوئی ز پولاد باز آهین است
 از وایقدر جانی تشو نیست
 نه از و فرشته است نمازیم
 بمانگ از جهان سراج
 بلا حول لب باز کرد آن سه
 چه خصمتی از بنیویشا خیش
 تباهی این هست دیگر خوا
 که بر باز دشمن چه پیدا رفت
 همان چه و بالا و سر و دلی
 ندیدی مگر بچو شنده را
 همه دشت کوه خشان کند
 نرسد اگر دشمن برین است
 چه میدان زش چه ایلینم
 ناز و چو گردان باز و روز
 نه پیچیده نشکر نه پیچیدنش
 که نوکش همه خود و خوش است
 ولی روز راتیره ساز و ببرد

چو دریا می تیش بود موج در
کسی که ز دم تیغ او جان برد
کسی را که بر پشت از روزگار
به پیوده را می تنیش مکن
بما اختر شوم را بر مشوره
ز خس اوجیمون چو پیر کمی
چو سالار قوم این سخن گویند
فرشده دارند شیه و انگا گفت
بگوئید تا چاره کار چیست
بزوهر کسی ای نادل پسند
یکی ز انبیان پیش سالار خود
بگفت از وی بیع عهد پیمان کند
که او زنده پیل ملک افکن است
شان و را بر تابد کسی چه
ز گردان شاکسته کارزار
لسا کونبا و رو پراخته است
سنانش زده من فرو تر یوزن
مگر کز دلسری و زور آوی
بدین چاره شد ایشان تنها
برفتند و گفتند و نیت شد
قضا و زمان خنده زد کاین گفت

همه گوهر جان منت در بر
گمانم که گیتی بی پایان برد
بدور و کند و صفت کارزار
ز ما تحفه تیغ تیزش مکن
مخوان ماهی از آبدان تنو
بدین کار دانا بخند و بسی
زمانی لب ز گفته خاموش کرد
که بر کس بر آید راز از نفت
که بر کار بیچاره باید گریست
نیفتا و صید مرادی بنه
سخن را ندانم و بن عهد و
باشاید این کار آسان کند
تو گوئی یکی دشت عین است
با سالیش از وی نخواهدی
برابر بود با سوار سی هزار
شتر گره را سپهر ساخته است
رمان سیر از چون شیران چون
به بند و ره سله حبیبی
که خواهند از ان آموز نهد
بر او روز خوش گفتی آتش شد
مکس راه پیکار غما گرفت

کیش

ز صحرانشینان گزینیل خیل
نذاشته گزینیل دریایان
وز انصوحیر شد بسا لار دین
پرانده شیشه شد سرور سرفراز
ولیران پیمانگان باز خواند
سخن گفت از ان حدیث چون طغیان
سگالید پس چاره کارشان
همه هم زبان باز گفت جمع
ز مایه و حرب چنین کینه جست
همه کینه را بست با یکسر
زمین بوسه داد از او بیخ و
یکی کنده بایستمان زد و کند
بدنیسان بود رسم آن رفیوم
همه گرد آن شهر را کشند
چنان که گوش گفته بدین
بگرداند رشارمان بلبند
چو لشکر تبرد یک شیر بید
گرفتند آن شهر را در میان
بقلب اندرون عمرو بن عبدو
خروشان بر باره راهوار
ز پودا و آهن سرایابی حق

شش بان سومی شهر شیر بچیل
نگردوزد و باه شیر زبان
که شد موج زن باز دیاسی کین
که بندوزد و یار هسیل باز
ز هر دو سخنها برایشان براند
ز عمر و سالار قوم سیرش
هم از صلح شان همز پیکارشان
که ای خیل پیمانگان آتش
بایستمان آشتی دست بست
تو سردار و انگاه پروا می سر
نبشته گفت کامی و ذرت از رویه
که در یارین بنیسان کند شهر بند
که چون دشمن آرد بلکی هجوم
که بر خود دشمن نیاید کین
عرب نام آن کرد خندق کین
یکی کنده کند از دهر شهر بند
ز گرد سپهر چرخ شد ناپدید
چو این توده خاک آسمان
ز لطمه به شیر ب رسیده شد
چو رعد می که بر برق گرد و باد
یکی کبر رومی است و ده فرق

نهفته سرو تن بگرفت روان
 بر آشفته برگ و شاخ و شاخ
 نهفته تن اندر زره بهر جنگ
 همچون از برش تیغ آتش نشان
 بر آگینت پس بار و بار
 بفریدانند شیران مست به
 ای گفت من در روز دین تنم
 بلند آسمان زیر دست نیست
 چه سازم برو با بر و پر چین
 هال بار بود گنبد لاجورد
 ز سوزان شاخ با پندار
 شود هم بروم که اسفندیار
 ننگ است تیغ من اندر و غا
 کنون نوبت کارزار من است
 کسی که تنگ آید از جان پیش
 بدینسان جز خوافی اندر نبرد
 بگردان شرب همی زدند این
 که آن کیت کو ترک تا آورد
 پیروز از شیرین بشیر را
 بسی گفت وز ایشان نایب چرا
 در آخر عمر گفت یا مصطفی

چنان چون بعبور راه ویران
 بهوشیری زنده شعله و شعله
 بهشت اندر آقا و گنجشک
 چو از کوهسار از دامن
 بیار و بیامد با پای حصار
 سر نشان کی تیغ بند پیوست
 که چون شیر و زنده و در جرم
 هر خصم چون خاک نیست
 تو گفتی که و موج و یای من
 ز خویش عقیقه می کند و زبرد
 اگر شیر دارد و آتش گریز
 ز من غار باشد از نو تنار
 که سازد بدریای خون شتاب
 عرب جمله در زنیار من است
 من اینک تمام و تمام پیش
 ای کرد و کس ای بگوش کرد
 پییر که جانهای پاکشند
 بر من سر عمر و باز آرد
 وزین دیو خالی کند شیشه را
 که ولما شده بود و جانها تاب
 که ای در رخشان مجروح

نه بنیم کسی را از مردان مرد
 گرفتیم نه تنگی بود کس نگب
 نقش دیدم ای پادشاه نام
 بز خویش را بر سوار نمی
 یکی که اشتیاق بجای سپهر
 از آن زخم کز شیر مردان
 تو ما را بدریای آتش مخون
 دم آن هیچ دیست این نیست
 شنید این سخن شیر مردان علی
 پیامد بوسید پای رسول
 نقش هم نبردیم چو فرمان رسد
 نه عمارت قدر جای شویست
 بگه تا بدریای آتش روم
 نه عمر و دار بود آسمان بلند
 چرا بود پایدار و پیر اس
 پیمبر نبوی جز با او
 بدو گفت کامی شیر و آزار ما
 که این شیر و نده این نیست
 پندش نه بینی که خار بود
 بسا داد که بر جانت آر که نه
 و گر باره عمر دانه نامر بخش

که در زرم با او شود هم نبرد
 بدریای آتش چه سازد مشک
 که مکتب چاکر و در راه شام
 بر آورد از جان ایشان مار
 مهر بر کشید این یل نامور
 تنی را ندیدیم که بر سر زد
 زمین چون بر دهم آسمان
 نخست آدمی زرم با دیو شبت
 بز و بر کرد اسن پیر دلی
 بدو گفت هرگز بساوی ملول
 سپاس تو ام بردل جان رسد
 که او نیز چون ما تنی پیش نیست
 خلیلان نه بگر که چون شرم
 چو فرمان دهی آرمش میکند
 ترسزد کس و پروان شناس
 پرانده دل شد ز میار او
 اگر چند شیر بر او باز جانی
 یکی بجز جوشنده در جوش است
 سمنش نه بینی که دریا رود
 که پروانه دارد ز خرچ بلند
 بر آورد چون بحر جوشان

پایه بشد شیر برپو و در کار
چو شایه من سوئی صید و آرد
سهم شیره دل گفت صید ز نام
اجل بنده تیغ تیز من است
چه پایانه میایم اکنون تیغ
چو کوثر غم عدد و کمیت تا جان ببرد
نه ترسم که این درم را بوزارت
الا یکله نیمه هستی هم نبرد
ز عسرت همانا دمی نماند بجز
بجا باش کاکنون دلیرانم
شید این سخن عمر و گفت بجز
همان بر تو نگذشته لب زنگار
نداری درین از جوانی خویش
و دیگر که بر کوثر او تو چیست
گفتا علی پور بوطالبی
بهین گوهر عب و مناف
هم از جان هو اخواه غم نیم
بد و گفت اگر پور بوطالبی
مرا با پدرت شنائی بسی است
بجو دستم پیش شیر تیز
گفتم ای پور بوطالبی من بر تو
اگر امی نژاد و گوهر هست

پایه ده رود شیر و در کارزار
بمیدان بجز طوفانی آغاز کرد
که از تیمم آتش کشت شعله دم
ندید آنچه گوهر من گریز نیست
روان بماندیش ابیدریغ
در گره بگردون گردان برد
مصلحتم و خطای پایم است
نور آمدن دل مفرمانی سرد
که در آواز که بستیش زود
دلیر آدم گرچه دید آدم
تو کی دیده و بسته و کوان
چو مردان میا و صف کارزار
بهشتانی بزرنگانی خویش
که با بزرگان مرا کافیت
که دایم چنین و زر طالعیم
پیرم پیغمبرم بی گزاف
بجند راه پیمان و نسیم
به پیکار عمر و از چه نور اعنی
نبرد تو کی کار چون من است
بپور برادر گر آدم ستیز
ولی باش کا بد بکین گیری

ز بس آتش خنجر و تیغ تیز
چنین تا که از روز شد بدیدار
بنا که بداندیش بدوزگار
سهر بر سر آورد سالار دین
بشد تیغ بدخواه با که دلاق
چو شمشیر یافت ایسلان که
بیک پاس دیگر که پیشین
چو نیزنگ بود این که آری
به چپ پیردی آن خرد کلو
بر او حمله کرد آن شه نامور
بیک ضربت شاه شکر شکن
بر آورد بکیم سر ندویش
بنی گفت بکیم آن چون شفت
که یک ضربت بازوئی حیدری
رسید از زمان شیر پیرگار
شکسته همه دشمن از بیم او
چو سالار دین و می حیدر
دو بددل که بکین شان با علی
چو بزمی ریشد کوشش آن نفر
که با عمر و برمی سیاه علی
نه عینی که بس کینه شان ریشد

تو گفتی که بزمی شد سنج
نه آن مگر یزدنه این بهر
یکی حمله آورد بر شهر یار
گذشت از سپهر ضربت آن کین
چو سبابة احمدی مشگاف
بچستی بدستار بر بست
وزان پس گفت کای شربت
که از لشکر خود مدد خواستی
که تا بنگر و حالت کارزار
بزد بر سرش دژ و افتار و دوسر
چهل گام سرد و ماندن تن
در آن دم که بر خصم خود گشت حیر
پس انگاه رو کرد با جمیع گفت
باز طاعت آدمی و پیری
بگفت بر سر دشمن نایکار
بپیش از شیرت نماند زرد
بیو سید و چون جانش در بر خید
در آن دم که کوشید از زولی
شنیدم که گفتند با یکدیگر
که باشد بچهرش نشان علی
علی گوی از جان خود می ریشد

رسول خدا گفت که شایسته است
 چه شیر خدا بازگشت از نبرد
 بگو که چه بود و ریشد کار را
 نبرد بوسه با علی برادرش را
 نه من کند بودم نه تیغ و دوسر
 در آغاز رزم آن گویند زاده
 دل من چو دریا برآمد بسم
 چو می بروی حمله ای من بنیاد
 از آن دید شد روزگار نبرد
 و خصم قوی یافتیم پیش خویش
 نخستین علی را از یون ساختم
 برادر گرفتش رسول از وفات
 که شیر خدا و نذر نیسان بود
 ز شرم آمد و تن از رویا شدن
 ز شه خد حسبت و جنبه و دشمنان
 تو نیز از تنی زورمندت بود
 بگوشتی که در راه درسم علی
 بیاساقی آن کوثر جان فرو
 گرتا جو صفائی بشود که هر دم
 اطهار حال مستان یک کوار و یکسایان
 در آن جنت گفتند غدا
 خوشایست مستان بزم است
 ز میا علی هتیار می افتاد

ببل و هفت و بر و شایسته است
 بدو گفت پیغمبری شیر مرد
 تو در کین می کنی یاد و ا
 که ای تربت از پامی عمرش را
 نه عمر و از من فزون نبرد از کرد
 ز بان را بد شمام بر کشاد
 از آن تیره دل سخت کشادم
 بند کوشتم خاص بهر آنکه
 که اول بر آوردم ز خویش
 ز خویش می نمود و بد پیش خویش
 بعد از آن زمان باز پرده شستم
 بفرمود زان پس با پای نفاق
 که هر کارش از بهر زیان بود
 پیورش بر شیر نبرد آن شدند
 یکی جرعه از عفو پیو دشمنان
 همین استمان نه پندت بود
 شوی پیر شیر مردان علی
 بن ریز و خود بینی من بسود
 در ساغری ساقی کو شرم
 اطهار حال مستان یک کوار و یکسایان
 در آن جنت گفتند غدا
 خوشایست مستان بزم است
 ز میا علی هتیار می افتاد

زه بهستی و نیستی که در دلمی
 رخ شاه جهان به در دلمی
 نه زان جاوه خرم به دلمی
 درین پرده باد و ست و خرقه
 نگیرند یاری که گیر و ملال
 بری که به بان دل از دست
 که هر دل که شد تیره بکوب
 و اگر خود در نیستی زنده
 نه نیستی خویش و بنگر که گیت
 و اگر شب چه سپید سالار و سوس
 به یاماندار و مشعلی بهر خست
 و هم شب زنده بود و نه نیک
 سه از ازیل بر رخ میهمان
 همه حیمه ترکان بهرام فن
 همه حلقه بر زلف شکیب و
 همه داده از ترکس و لریا
 و شاقان یکسوی ستاده سپا
 همه طره بکشد و در دلبری
 همه مست از غمزه خمر برفت
 ز پیر بهر تیره حیمه سپهر
 ز ترکان نوازنده نغمه

ای که از دلمی زنده است

به سزای مردوان برده پی
 که که جلوه نهاده که پرستی
 نه زین پرده گلین بهر مدام
 و زان جلوه بایار و صحت
 نخواهند عیشتی که آرزوی
 ز سزای یاری که زین دست
 چون شد رنگه بومان در خمر
 به دست حسرت که بر سر
 که سزای هستی و نیستی است
 بشاه حبش خر که ابنوس
 خدیو حبش زرم از و بر و
 چو در خط رخ موشان ننگ
 بیار است جیشی ز مننه نشان
 بخود زیری از غمزه ناکان
 گره بر سزافه چین زده
 چراگاه آهومی چین درختا
 بر رخ و لعل بقدر جان فزای
 عجب نبود از ترک غمزه
 خدر کردن از ترک خاصه
 ولی جانی او بود بیرون
 که ترکی رخ و پارس غمزه

سزگفتی از نعمه جانفراش
همه علم و ادب معلوم او
سپرد این غزل را با ننگ رود
چرا شعله جان به تن نفکتم
چرا سوز دل بر زبان ناوم
چرا شمع بی رویی او کبرنم
چرا خون منو ششم چو ساقی نماند
بدل تا یکی داغ پنهان نهم
بگویم شود را ز دل فاش کو
اگر من نباشم ز گیتی چه سو
زخم ناله کو عالمی بر سر روز
مه من نماند مه تا بندگی
باین درد افزون نیم مردوش
سرو می چنین با ننگ و دین
فغان کبرشیدم با و امی جنگ
ز زلف تو جان مرا تابست
کجا خواهم آید بچشم پر آب
مرا بدیش ازین تاب دوری ماند
مگر باشم بگیری یا رمی کند
ولی جانی افتاد می سی سیم
نه می وصل تو مایه زندگی

ز خون سیاوش به شیم بهش
ز ترکان لاله بنیم و دم
که توان ازین پیش بی و تن
چرا این قصه را به تن شکتم
چرا عالمی در زیان ناوم
چرا پی هوش رو با ختر کفم
می لعل و حسابم باقی نماند
جلو چند در کار دندان نهم
و اگر بیم طوفان بود باش کو
که باید بدل شعله پنهان بود
کشم آه کو خلق عالم بسوز
نیمم چرا با چنین زندگی
برون کنم چاره در دوش
رود از کفم عشق کشش
که ای بیدانت بدل کزنگ
ز چشم تو چشم مرا خوابست
که از دیده آیم فروخته خواب
به تن تاب و دل صدمی ماند
بیوی تو ام نگار می کند
که نبود صبار ابد نجا گذشت
غم عشق تو اصل فرزندگی

نهی شادی روزگار همه
 خیال تو شمع شبستان دل
 غمت یار و یار تو و مسالین
 که آنی بر سوزم از خوبی تو
 غمت بهر من آفتی بر فرقت
 ز دوری بهر نیست گفتم دگر
 بخوابم در آنی که خوابم بری
 پرانگنده گوئی چو از حد گذشت
 چنان بجوید از یار جانان شدم
 شدیم پیوند از یاد آن شیم
 ز من ترک ساقی شد از کلفت
 بدو گفتم ای مهر و ریت تاب
 زستان عشقش طرب و ریت
 تر اشو مستی ز بهانه است
 اگر بینی آن گردش چشم مست
 تو ای آفت عقل و تاراج هستی
 بهامت بجای می آید ناک
 چه بودی که دیدی این نقش
 چستی و گر باد و خروش گوار
 چه بودی که دیدی خسار و
 چه بودی که دیدی بالائی

غمت یار و یار تو و یار همه
 وصال بهایکستان دل
 خیال خست غصه پرداز من
 و گرنه نانی از فرقت بروی تو
 که نزدیک بگذشت ز دوری
 فراموش کاری دوری تو
 جامم نمائی که تا بم برمی +
 پرانگنده جامم دگر گوشت
 که چون باز لبش پریشان شدم
 که افتادم از پایم ز فتنه ریت
 که بی باده چون اشتهی رفت
 ز عکس نحت جام چون آفتاب
 که این می کم از آب انگور نیست
 مراد سر از عشق خمیانه است
 میت افتد از چشم و ساغر زده
 اگر بینی آن لعل صهبان و ریش
 اگر آب خضرست ز نرنگ خاک
 همان چشم ترکانه مرد و نقش
 گفتی ز ترکان خنجر گذار
 شدی بلبل مست گلزار و
 شدی مرغی سر و عنائی و

نه بینی کسی که شد جلوه گر +
 کسی که شد زلف و دام دل
 از وهر وهر و صبر از آن هوس
 ز تن گرد و جان بچسبید او
 ایسوی از جان ندارد و تیغ
 شکارش بخت بد را آسیب بند
 غش خوشتر از بجهان شادی است
 کو ترک کاین گفتا گوش کرد
 بر سپید فرخ برادرش را
 چنین گفت کای آسمان در
 نماندین پرند کج شعله فام
 بین تا چه میگوید این ساد مرد
 ز جاش دل از ناله زار او
 بهر که دارد بگوید گروین
 نه آنست این مرد و بدارش
 کجا پائی خاطر بسنگ آیدش
 قسم کنان گفت سالار فرس
 حکایات محبوب پر از حبیب
 گر انایا آمدن می و گفت
 که ای پاکدل مرد در روشن ضمیر
 کمر بسته بطلعه بر حنی +

نه سودا می سامان و پراستی
 نه دل یافت میگردد آراطل
 از وهر دل و بجهان بچسب
 چنان نیست که دل و تیغ او
 که آید در غش بر اندست تیغ
 بدان تا که بکلام نکند
 ایسوی بهتر از آزادی است
 ز ساقی و مطرب فراموش کرد
 ستود آن که انایه گوهرش را
 کمر بسته چون من بکی جا کرت
 بدل بهیچ خصم تو را نکند
 که از هستی من بر آورد کرد
 بجان شعله ز و سو گرفتار او
 که هستی نیز ز و پیشش و هر
 که از این پیش میدیش شاد و خوش
 که کیسه همه نام تنگ آیدش
 که او هم حکایت از و باز پرس
 نشانهای کل اشوار غم
 سخنها چو در گر انایه گفت
 چرا بستم اندر جوانیت بی +
 که ز میان بر آشفته و دهم

مگر چشم مستی ز دست ا خواب
مگر دیده غنیمت خوش سخن
مرا خواهم از خویش آگه کنی
بگوئی همه رازهای نهفت
بدو گفتم ای بایه سوری
مرا در درون آتش هستی
چگونه می راز می نهان کنی
کس از نام آتش نیا بد زبان
زبان خود از کشف لعل آتش
سری دارستی سوده ز کبریا
مبجود آنچه آسایش از جان برد
بدل منع من آتش تیر کرد
وگر باره گفت بچهار نهفت
که منع تو اندیشه ام پیش کرد
چو دیدیم که این در خواهر داشت
بدو گفتم ای او سوزان
نه این گوهر را ز سفتی توان
ولی با تو در پرده انهم سخن
یکی داستان خجانت با بزر

که بی خورد و خوابی چیست خواب
که چون گل ز دلی که پیرین
ز من است اندیشه کوته کنی
نه هیچ سر از رسته ها بگفت
گیستی سمر ز لگو گوهری
ازین آتش امی شیر بر دل گزین
که این آتش اندر دل جانم است
ولی نام این آتش افتد بجان
وز این شعله دامن خود با کش
ولی قانع از آنده روزگار
چو آید لبه فکر سامان برد
که از منع افزون شود صحر
بنا چارمی بایت باز گفت
درون مرا جامی تشویش کرد
پرا اندیشه جانم همی خیره گشت
کز آسب گیتی مبادی جهان
نه جز راستی با تو گفتن توان
که آگه نگردد از ان انجمن
نهفته در او کیسه حوال خویش

انکشاف حقیقت حال خجسته بسبب انی محبوب پرین
بیاعت ترک وطن باز آمدن بصوت صلی نبودن

ناله
ناله

یکی بودم از دوستان قدیم
 شگفته چو گل بر رخ یکدگر نه
 خرومند و دانشور و نیک خوی
 مرا پیش شیرین رکفتار او
 قضا را سفر کرد سالی چهار
 اثر کرد ز هر فرانش بدل
 سپهر بدل باز منت نهاد
 چو آمد به پیش آن فاکیش من
 گلش کشته آنسره بر شمع ان
 رسیده نشاط از دل شادوی
 چو گفتم نه آنی که بود می سپرا
 بگفتن چرا ره زدت خاموش
 بر آشفته دایمی دوبار گفت
 ولی با پس عهد کن در امت
 بدان ای گران مایه یاکین
 ولی قانع از این آن شتم
 که بایست بگرفتن از شهر مان
 بایز ز هر بوم و برجست راز
 بدانت هر نوع عیبی که هست
 ز مردم کسی که مشهور تر
 چنین می شدم تا بهر کشوری

شب و روز با هم پیش نریم
 ز نیک و بد یکدگر با هم
 سخن سنج و روشن دل و نیک
 ششم روز روشن دیدار او
 جدایش بر من جهان کرد ما
 زو آتش غم آتشی بل
 که جانم بدیدار او کرد شاد
 نه آن بود کاول شد از پیش
 شده حیره خیریش بر ابرو ان
 شده نو بارش تبارج و بی
 نه آن هم بانی که بودی چرا
 بدل شد بخجوریت و خوشی
 که نتوان بر هر کس این الفت
 بن آنچه فرقه است بهمارت
 که چون برگزیدم نفع وطن
 همین نه آدمیت نشان شتم
 چو حیوان نه آب علف بهر با
 ز احوال گیتی نشان حسرت
 ز هر صنعتی چه بلند و چیست
 بزور زور و ملک غرور تر
 ولی شاد و آسوده از بهری

بدین خوش که چون که غم بود
 بصد رم نشاند در این
 که کار از نو به است گیتی نو
 شنیدم که بستند جمعی نفیر
 قرار زمین است از نام شان
 همه آگه از راز بریک بد
 یکی باشد از اسم اعظم خیر
 یکی صاحب کرد و ادو حل
 بدل گفتم این قوم خود گویند
 بیاید طلب کن اندر جبات
 چو دیدم همه حیل و شید بود
 چو آن کس که می جست آبیات
 یکی گفتش آن چشمه دشت است
 چرا نقش صورت دت را بدو
 مرا نیز صورت زره باز برد
 همه طره و بند و ستار و ریش
 بیوی میدان همه تا بگاه
 چو آن مور گیر می که از زخم خاک
 که چون مور سکین آن که کند
 تنیده همه رشته چون عنکبوت
 همه ندگی حسیته از خلق لب

مرا نچسته خوانند خامی سه چار
 سپارند خاطر بقتار من
 جهان بدو اگر که رسال خور و
 بعضی بزرگ و بصورت حقیر
 در اسپهر است بر کام شان
 ز دم شان شود مرده زنده آید
 یکی واقف از راز نامی حقیر
 یکی رست قدرت با مر محال
 بایست حقیق که چرپیتند
 که خضر از طلب در آبجیات
 که بنیده راول حلیت بود
 که تا جوید از مرگ او نجات
 اگر طالبی دانش آور بست
 برو آب علم از دل خضر نوش
 می گویم همی دیو ز دوست بد
 همه بخود دوست لیک دشمنش
 زده آب رفته در خانقاه
 کند صاف و لغزنده گرد خاک
 ز جالغز دو جامی در چرخ کند
 ز بیای یکی از گس کرده قوت
 ولی ما یشمان شسته و دلق لب

حقیقت شناسی است و کار است
 بدینیم کرامات و افعال او
 که چون خلق بود نه چون خلق
 بطوفان از موج کم خاستی
 نه تعرش پدیدار بدیده کنار
 قدم زد و فراتر بخندین قدم
 همان گشته چون چشمه ز نلی
 کز این در توان در منار رسید
 همه مشک چین کرد و سستین
 جوانی که برد از دم صبر باب
 با هاشکی تو ستم رام کرد
 که در چشم من آشنا آمدی
 ولی اتم تو گو که کجا آدم
 ندانم ز آغاز و انجام خویش
 بسی دید و ام عشوه بدین پیش
 ندیدم بحب و دام حیلنگری
 دل از خنده اش در منار رسید
 بگفتم که دل امنایست
 ز اسم خداوند کو اعظم است
 چه بر مرده خوانی و انجمنش
 بجای و بدولت فرایش دهد

یکی را شنیدم که مرده است
 شد مریخ خبر یا بم از حال او
 چه دیدم یکی پیر سید لقا بود
 تو گفتی یکی تر رف در یاستی
 فرو رفته در خویش گروان ار
 گذشته بسیر از وجود و عدم
 خضر پیش لعش ز شرم سنگ
 بگویش متاع غم کشید
 لبم شد ز خاک در شوق سپهرین
 بگفتم درود و شوق جواب
 نشستن ایام مود و اکرام کرد
 پیر سید گفت از کجا آمدی
 بگفتم بلی آشنا آمدی
 که من بستم واقف از راه خویش
 بسی گشته ام کنه عمر و زیغ
 تمنای دل جستم از هر دری
 بخندید چون از منا شنید
 بگفتا بگو تا تمنای چیست
 ز هر کون گفتی که در عالم است
 که خوانی چو بر کوه جان بخشش
 و گر هر چه کس آکاشیش دهد

زور و در چپه آنچه حال آورد
 بر آشفته و اناهی سنجیده گوی
 نه بر خویش ده در و سبزی بن
 باز و هوس مر مرا کار نیست
 اگر راه من جی ای اوجوی
 قصر بکاری مکن زینها
 ز احوال گیتی مشور از جوی
 ازین پیشتر گفتم روی نیست
 ازین گفتگو آتشی بر فروخت
 بدل میستی زان سهم در قباد
 بسالی دو خاموش باندم برش
 ز عشقم بدل آتشی بر فروخت
 که عاقل غم دل بندار گفت
 تو بیخوش شو تا بخوشی کشند
 سع القصد بودم چنان د و ال
 منعیش برستم از گفتگوی
 ز جام جنون شدم جرعه نوش
 چو دیدم اینچنان بایر از ادهم
 بزم نمودم خواند و اگر ام کرد
 دل از لعل او ساغر نمی کشد
 چو بخورد شدم پرده از رخ کشود

بر و نقص مرد و کمال آورد
 که جز من بر و گیرای ایجوی
 که من مستم ز اهل تن و یوفن
 نیازم بدکان و باز نیست
 بخر پاک زردان مهر من مجوی
 برو کار خود را بحق واکذار
 و گر راز جوی ز خود باز جوی
 که گنجایش بگرد جوی نیست
 خیالات خام مرا پاک بخت
 که گفت شنیدم همه شد زیاد
 فرودم بدل مهر جان پرورش
 همه خرم هستی من بسخت
 نه مستی که از جام بنداخت
 ز خود دور شو تا بهشت کشند
 نه از وی جوان نه از من حال
 بخاموشی از وی شدم از جوی
 شدم از ره بهشتی تا بهوش
 غم اندوز و دلور و دل ادهم
 ز لعل خودم باد و در جام کرد
 ز بهشتی و مستی فراموش کرد
 رخ خویش بی پرده با من نمود

حجاب مهم بود نپندار تو
 ز خود هر قدر چشم پوشی کنی
 ز تن دل بر پر داز تا جان رسد
 ازین فکر و وسواسن لا تورا
 تو را از اسم اعظم چه بنوای سپرد
 شکبید کجا نشنه از نام آب
 رهی رو که آنی بمنزل فساد
 برو دل طلب کن بدین گما
 چرا گرم چون زاید باردی
 اگر یا خدای بی جوئی و مگوی
 اگر یار اندر میان آیدت
 بکن کاخ هستی خود را خراب
 از اندم که آن کنج را یستم
 مرا حالت این است اسی بخوا
 میان من و آن کرامی ندیم
 همه قول اور است پند آستم
 ره او که رفتم که را بی خوش است
 تو گفتی که این داستان میگفت
 شب و روز من شعله فداست
 تو نیز اسی جهان جوی با فروجا
 مرا حالت این است اسی یاکرنا

بزم وصال

جهان خود پرستی و انکار تو
 ز جام لبم جرعه نوشی کنی
 باندازه خانه همان رسد
 مهم تر بسی کار باشد تورا
 رو را از اسم سوی سستی نگر
 که آساید از نام نان ناستاب
 نه تو خسته مانی و منزل دراز
 چو دل یافتی اسم اعظم تورا
 ز دردی که ناید از و داردی
 که از ذکر پر می نگرد و سبوی
 کجا کار چشم از زبان آیدت
 مر آن کنج نایاب خوش بیاب
 بویرانی خویش بشناختم
 مرا خواهی از مهر با من بساز
 جو بود اتحادی از عهد قدیم
 هر پنج او بدل کاشت من کلام
 بهشت است بادوست که آفت است
 یکی شعله گشت و من در گرفت
 درین آتش آسودگی مشکل است
 غم آشنایی دیگر از من محواه
 ازین پس من و رخ و تیار من

ادویه

بیاساقی آن جسم هستی بیار که کاخ وجودم جو در آن شود	همان دشمن خودی هستی بیار عیان بر من آن گنج نهان شود
بیان لوله تلیساق در راه معشوق یکانه آفاق و قربان کردن دل جان حبیب ضایعی آن حلقا یکتایی زمان آفاق	
بیا جان کن ایدوست قربان دوست نه جانست آتش خور و نه میست بدان آتش هر که او گشت است نه پندارم ار فی بجایان بری از آن آبجو آن بود نام او گذر ز آب آتش کن از بندگی بشو تا توان تا توانیت هست ازین نه بدنام چه سود آوری و گر روز کز این رواق کبود زیغی که خط شعاعی کشید چو از ماه فریاد و هم روز بود برسم خلیل آن نکو آر چند چو روز نبروش در آن پس و پیش ز خون جالو بس که شد بر جان چو فانی شد از کار خون نخشن خج که درون در شد و بر نشست مرا گفت و انشور را از جو	که جانی ز تو بخشد جان دوست نهان آتشی انداب نه میست که دیوست کشت زنگی از آتش که گر آبجو آن خور می جان بری که حیوان بود زنده جام او نه ز آتش نه از آب کن زندگی بجایان بفتان چو جانیت هست که فانی فشان و باقی بری عیان گشت خور می کشت ز دود سر کو سپندان آتش برید فلک نیز دمی بقربان کشود بفرمود کشتن بسی گو سفند بهر گوشه از گشته صد گشته گشت بهر جای که رود خون شد و آن هم از پامی جان رشته بکینختن بیوزش سر بر بندش لیت که دانشورا بشنو و بازگوی

بگو چون خلیل آن سزاوار مرد
 چه سود بغير اندرش خست ساه
 چرا شد دگرگون و خجسته
 که او خود نه این پرده در سارود
 یکی پای بکشاده هر سو شود
 یکی راه تازد برافسرخ
 زمینیا می دیگر می گشته است
 سماع این کند آن برادر فقیر
 یکی که خدا دید و شد سوی ده
 صفادید آن تا صفا شد برقص
 چو بوسه سیه سنگ نیست باغ
 مرا چون نداد آنچنان دیده است
 اگر زاب نغمه شوم دور به
 چه دانی در این راه با من کوی
 بدو گفتم ای سرور بهوشمند
 همه کام دل جز دور سپهر
 سخنها می نغمه نت یاد باد
 چه پرسی چه بود آن خیال خلیل
 چه آمد به پروانه سوخته
 جان ای گرانایه کان نور پاک
 همه هستی از خود پر آوازه کرد

بخون سپهر دست را باز کرد
 که بد چاره اش کشتن بگناه
 چه بود آن فدا کا مدش از دست
 چرا دیگران را بر آن باز دست
 کسی را که یامیت چون بود
 نه بر لاشه و انگاه بر سنگلاخ
 و از چه باید بر افشاند دست
 شراب آن خور وین کند واریو
 مرا کاشناستم خنه به
 مرا بی صفارقص باشد نقص
 چو منید و را و نوریزوان پاک
 اگر سنگ بوسه شوم بت پست
 مرا کاب شیر نیم از شور به
 خلاف ره رست گوی میبوی
 مبادت گزند از سپهر بلند
 بکام دولت گردش ماه و مهر
 جز این در بگوشت همه باو باد
 بنج گران مایه یو بر خلیل
 که زد خویش بر جمع افروخته
 که شد خطرش از سبک پاک
 بهر صورتی جلوه تازه کرد

چه عاشق چه عجز و نیازش همه
 چه عقل چه آن خان مان سایش
 چه دین چه آن چرخ جان پرورش
 چه ناز و چه آن کبر و خود پیش
 چه شیخ و چه آن خشکیش در مانع
 چه زشت و چه نیکو چه پست و بلند
 ولی از اختلافات این زندگوست
 جواز دیده است بین بگری
 جواز ما حقیقت بغیب اندر است
 از است کاین اختلافات است
 ولی را که نیرودان کشایش دهد
 که او را کند فتنه بر زلف و خال
 که از کفر گردد و بر و جلوده گر
 گشت رخ نماید ز سیامی دین
 که از تیرگی که تبا بن رگه
 زهر سوبر و آشکارا شود
 چو گشت است نامر کجا بنیدش
 زهر جابر آرد و سر آن نازنین
 شناسای می می نه پردازد او
 چو بر طرف بیند اندر نقین
 چو از چشم معنی ندارد و نظر

چه معشوق و چه تنج و نایش همه
 چه عشق و چه آن خانه پرورش
 چه کفر و چه آن رلف غارت گرش
 چه خاک و چه آن عجز و مسکنش
 چه زند و چه آن با دوش و مانع
 بود جلوه کاهت خود پسند
 که این شست و شست و شست و شست
 ز غمی و ز شست و شست و شست
 بگویم کان دیگر آن دیگر است
 یکی ایند اندیکری لایست و است
 زهر آرایش و نایش و دهد
 بجایش گسی ره زند که بمال
 که کفرش همه دین شود و بهر
 که کفرش شود و جز تو لایمی دین
 که از بادشاهی که از بندگی
 جو بسیار بند شناسا شود
 که از خار باشد چو گل چنیدش
 چه از کفر شناسدش چه زوین
 نظرش که شسته است و پاکد
 که با دوش است یا سکه یا انگین
 نیار و ز صورت نمودن گذر

اگر شش می دوی ناپسند آیدش
 کسی را که کور آید از مادرش
 و اگر نیز باور کند دیده نیست
 خلیل خدا نیز مهر پسر
 ولیکن بد او را شش انبار نیست
 بگفتا بیک دل نکند دو مهر
 چو آورد بان خود بقر بان کمش
 چشمش یکی سر نه اندر کشید
 چونیکو نظر کرد یک نور بود
 بالید چون چشم بار دیگر
 نه از مهر نشیر بلکه آن آفتاب
 همی گفت و افکند برنده تیغ
 از آن پیش میدیدش غیر دوست
 کنون دوست را پوست سخن بودم
 چو ایزد بر روی این در کشاد
 که هر کوبه بنید نشان مرا
 درین بد که جریل گفتش بلند
 پیاد و دم او را ز باغ بهشت
 بهشت است کتی نظر کن در ست
 بهشت است جانی که آنجا است
 همان که باور دوری است

نخورده است می بر خند آیدش
 زمینیا یه سخن باورش
 شنیده است از روی کفش نیست
 بدل بیت چون بنیش اندر بصر
 کتش از پاک داور ممتاز نیست
 بر آن شد که بر مهر خوب چهر
 خدا کرد از مهر کار آ کمش
 که انبار را عین دسار دید
 که که یار او بود و که پور بود
 رخ یار خود دید از مهر بشد
 به کلی ز مهر ذره بودی تبا
 که بادوست گستاخ بودم تیغ
 روا بود اگر میدیدش پوست
 که گر بر درم دوست را منکرم
 بگفتا نشانیش باید بحداد
 به نیکی زنده استان مرا
 که مان ای خلیل الله این بسند
 که بفرخدا ایزد آن را شست
 بهشتی کسی آن که حق محبت
 بهشتی کسی کایدش کنا
 که مینو بود و و رخ جانگز است

<p>خلیل آن فدا را فدا کرد و زود دیگر هر گنج یافت کام و مراد هر جا که رو یافتند انبیا که ما چون تقلید و بر رفته بودیم بدان ای گران بایستی نظیر چون اچاران باید این ماه رفت ولی شکر کز فیض احمد کنون که از پس نشانها در این نهاد نشانهای ره پیر و ان می اند نگویند از و آنچه نشینده اند چو گفتی تقلید چون ره روم چو با که خدا استم آشنا دلت گرنه با که خدا آشنا که تقلید باشد ز ناخجروی ز گم گشته گم گشته کی راه بست تو دامن دانا نگه دار سخت چو تقلید و انا نباشد سخت کسانی که دانش بیند و شنند</p>	<p>جو بروی و بر نشانی گشود با گاهی مانشانی نهاد نشانها نهادند از هر ما مباد و در آن راه مکه شویم کز این راه رفتن بود ناگزیر خنک آنکه بایار آگاه رفت در این ره توان رفت بی غم شده جاده روشن بارشاد که مست از می جادوان می اند که بر روی خویش همه دیده اند بنادیده برویده چون بگروم چرا بایدم رفت تا روستا بآن آشنا شو که با که خداست اگرست تقلید همچون خودی ره از بست از مرد آگاه بست که نادان نباشد که غم و غبت نخود و پیکس فضل و دانش سخت تقلید بر پیشه آموختند</p>
<p>بیان سباهی می اقتدار و محبت و استن او با تبار و روزگار و خاطر داری نمودن اینها با غزالی شمار</p>	<p>نهر شهر خد کاروانی حشر سوی دار ملک شمی وادگر</p>

نرمند و رنگ ز سقلا و چین
فرم شده کاروانی شکوف
در آن شاه را بود مملکت عظیم
فلک همچو گوی بچوگان او
بدش مطیع و مطیع بچاسب
شدی هر زمان کاروانی شکوف
همه فیتندی ز شاه آب جابه
شکفت اینکه و ملک آن کاروان
نه جاتنگ میشد بهمان او
بلکش هر انگس که آمدند
کشیدی از پنج رنج ارولی
که بد راه تا کشور آن خدیو
بشکیر آن کاروان شتاب
در آن کاروان بود دانا نغسی
جوان و جوانش و بخرد می
به کس که بودی در آن کاروان
به صعب کاری که افتاد می
بگفتی من این راه بسیده ام
بسی دیو و دوا که کردم بپوش
وین ره که اندر زمین بشوید
همه بر شما همراهی کنم

از آنجا

ز روم و زرش وزیران بین
بجفتن مانند دریای شرف
ولی داد و گشت طبعی کریم
سه و مهر قصبی دو بر جوان او
یکی ز انهمه چرخ بد آفتاب
بلکش خوسیل بدریای زرش
مشرف شدندی بدیدار شاه
شدی هر دم از صندین کاروان
نه میکاشت همان افغان او
از آنجا دل بازگشتش نه بود
همان بد که در راه یا منزلی
بسی صعب هر کام صد غول بود
همی را ندید بوی آن آفتاب
سفر کرده و دیده سختی بے
ز چهرش عیان قره ایزدی
بدی همچو مادر پدر مهربان
به یک جدا کانه دل داغی
بدونیک اونیک بنجیده ام
درین راه کاید از و بوی خون
بقول من از جان دل بگوید
شب در و زمان پاسبانی کنم

نه از غول و زهرن اندام بود
 بر ای که انان ترا نم می
 بهم گفت هر یک بری چایوش
 لوی بزرگی با بر فرشت
 که ابله شمر دندش از لای
 یکی گفت چو نست آیین شاه
 در ایوان چو باشد شدی راجه
 بر شاه از محران گوی کسیت
 از و باز خواه این تن بکیناه
 بر ایشان پیروز داند ز رزید
 که هستم فرستاده شمع یار
 که آساید از من دل این آن
 غریب از بوی آشنای شمش
 برم تا شمار ایمان سدا
 دم و سبکت مرود روشن من
 چنین بنده از چه در سلک است
 که زو با سواران چاکل ان
 ز ممانی شاهان حد چین
 شدند چو سیندند و ق میش
 در ان نیز محروم نگذاشتند
 که بهتر ز تو شسته دست در ره رفیق

نیاید بر پیشان سحر بد
 پی زهرن و دیو دامن می
 هم میگفت آن کاروان از سو
 نشد طلع از بابیک شام و چاشت
 تسخوف و دندش از کمری
 یکی گفت تا شهر خدیت راه
 یکی گفتی از شه بهما باز کوی
 یکی گفت آیین این شاه چیت
 یکی گفت اگر دیوی آید براه
 چو از دند و دند این رخنند
 بر ایشان پس انگاه گفت همکار
 فرشته فرستاده در کاروان
 کس از گم شود بهما با شمش
 فرستاده شاهم اندر شمش
 و گریاره گفتند کاین روشن من
 شوی کو جهان تا جهان ملک است
 پیاده فرستد یکی را روان
 فرستاده شه چو باشد خنین
 حتی چند از کاروان و پیش
 نه زادی که بانو نشین داشتند
 به جاز گشتند اندر طریقی

چنین تاباید شبی تیره فام
شبى نارسنگ ختن داشته
بسی خورده خورشید تیار او
ز انگشت وزنگی بسی تیره تر
نه مه قرص مهر ارشدی آشکار
رهی صعب پیش آمد و پر نینو
در او بانگ دیوان غولان همه
زده راه غول غولان او
همه کس از سیاه کستر شدی
بر امان کس که زوی جانک
بدی مار و کتر دم فزون بخش
شده موش و تنیش مار پلنگ
در آن سخت راه و در آن تیره
جزان پاکدل پیر روشن و ن
به پیودی آنزه چنان بی خطر
هم آنان که رفتندش بر قدم
نه پروای دیو و نه بیم پلنگ
یکی کوه پیش آمد اندر گذار
سراز برف چون فرق پیران
بدان کاروان گفت آن او آن
که این شاه راه از دوان این است

از ویرگی برده وزنگی بلام
لباس از دل باهر من داشته
سیاهی نه شسته ز رخسار او
مکرزنگی بود انگشت کمر
بدی در نظر تابه دوده وار
بزاران بهر کام او دام و دیو
ز دیوان کرده وز غولان سر
سپرده پنجگال دیوان او
همه کام او کاسه سر بدی
گرفتگی که بسیار روشن مار پلنگ
دم مار یار دم کتر دمش
که نیز و بهر جا که در و بچنگ
همه کاروان پیر اسف و کرب
که ابله شمزدیش کاروان
که گفتی به پیوده صدره بکر
نه تن نشان شده نه جان نشان
نه خاری بپا و نه پایی بسنگ
چو شرح پیمر بجای استوار
دل از چشمه روشن ماستدشید
بر این کوه باید شدن یلکان
نه غول است و روی باهر من است

یک موزه باایت قمن کبوه
 چشم فرو و ندیش کاروان
 ره ی پیش و ارم امن و فراخ
 تو کر میروی راه خود گیر و رو
 و گر ره برافرو و بر پند شان
 اثر دار و اندرز و در جان پاک
 جدا گشت از ایشان بر شد کبوه
 که بوی زبانه اش یافتند
 ز من بشنوا این بند و لکش بجان
 که گرد گمانی شود در هر نیت
 و گرنه معاذ الله از سجدی
 و لیکن بدی زهر نوشید نیست
 چو آن راه دان شد بیالای گم
 همه کوه و دیدند چشمه سار
 هم از و ایمن هم از ران
 دو فرنگ دیگر جوت یافتند
 چو روز از شب تیره آمد برون
 چو دیدند شاهی پیشینه
 پذیره رسیدند جمعی پیش
 بیرون دشان تا بدر بارشاه
 پس نگاه مرویگران را خواست

اسیدین بملک شہر باشکوه
 کج کلک اسی رہو کاروان
 چرافت باید براین دیولاخ
 که مارا بناید چنین پیش رو
 از ان پند شد سخت تر نشان
 نروید گیاه تر از شوره خاک
 اباوتی چند از ان گروه
 بد بنال آن بوی لشتافند
 مشو بانگو خواه خود بد گمان
 نه او بد گمانے شود و شمنت
 همه جزنگونی کند یا بدی
 نه خویش در ابر پوشیدنت
 پشت او رفت کیسر کرده
 کل و سنبل و لاله و مرغزار
 رہی پاک و بی شکلاخ و شکن
 سحر کشور شاه رایافتند
 همه دیدہ بستند بر زهنمون
 بوی رائے بود گنجینه
 دل آسا و فرخ رخ و جگمکش
 شہ اول شد از رہبر غنڈخواہ
 کہ جانشان مران سہار افتاد

[illegible]

<p>می و ساقی و مغل آرامی واد که ناکفته ناور دشان مینان کینزان گل چهره در دلبری دران وادی از جبل کشکان همه آیت یاس بر خوانند همه طعمه دیو و غول آمدند که اندرز و اناه بند و بکار به از خود سری تا بدایمی روی که او بر تن خویش جوید بلاء چه جای رهی نخت و بجز عقیق حدیث از لب پیر دین نبوش ز خود راه نرفته هرگز تپوی زرقم که بردندم آنجا کشان سراز کوی مستان بر آوردی که اصل سرور است و عین خوشی ازین ناخوشان رو کنم ناخوشان</p>	<p>دران کین آبادشان جامی واد نزدند پیچ کامی زبان و شاقان مه رو بخت گری وز آنرو همه روز بر کشکان بقیه ضلالت نهد و مانیدند ز خود سیر و از جان طول آمدند سزای چنان قوم نخبستیار بتقلید اگر یک دو کامی روی کس از خود رود در ره صعبنا بگلگشت نتوان شدن بر فوق چو کوک نشین چند روزی نمود بیاموز اول پس آنکه بکوی من اول بخود در ره پشان کجا گر بخود راه بسپردی بیاساقی آن داروی بهشی بده تا شوم از بی بهیشان</p>
<p>بیان بانغ و بهار و چشمه ها که روان بودند بر کو بسیار و آمد بازرگان بشقت بسیار و خوش شدن از دیدار شاه نجاشعک وز این پرده تش و رفاق زن رهی زن که دلها بدست شود دل تیره را جای پرتو کند</p>	<p>بیامطر باره عشاق زن رهی زن که جانها غلامت شود رهی زن که عشق مرا نکند</p>

در این دنیا بهشت است

که بی عشق هر شادمانی غم است
 نه نیمیم کیمستی ولی شادمان
 بگویم وین عالم از او کیست
 کس از بنده عشق شد باو حکمت
 بشیرین لبی خویش را بنده گیر
 و گر روز کاین شاه بازم زنفید
 شکر خنده شیرین چو شد به کار
 چو سروی که دور افتد از نار و
 بدشتی نگا در می رانند
 یکی دشت چون مرغزار بهشت
 ز بس لاله و گل و رو برو مید
 بهوش بغایت خوش سازگار
 ز سیر چشمه اش آب صافی روان
 بدو گفتم این بهشت را انصاف دور
 همه آب آن چشمه بر کل روان
 ولیک این خطایست نیز اسکار
 بهار و بهشت است گفتی نه دشت
 چو شب گشت رودی بیامد پیش
 از و عکس من خوش نایان شده
 شب ماه و رودی همچون آن
 ز صافی با نهند سیاب بود

غم عاشقی شادی عالم است
 جز آنکس که عشقش زودش بجان
 کسی که غم عشق آنا و نیست
 که بی عشق اگر شاه باشد ملک است
 بده خسروی یک شکر خنده گیر
 جهان را بریر بر اندر کشید
 عیان شد رخ خسرو از کوه سار
 بشد شیر دل از بر سپیلتن
 که شیرین و خسرو را غم اندند
 ولی خالکس از عشق بزان سرت
 تو گفتی که شیرین بخسرو رسید
 خزان لبی خوشتر از نوبهار
 دلم گفت چون چشم عاشق من
 کجا سرو و شیرین کجا گرم شود
 چو چشمان من در غم نیکوان
 کجا چشم عاشق کجا روی یار
 بهار و بهشت بجان بنده گشت
 شبی روزی با و در همه خویش
 گفت خسرو با همچوان شده
 که خوش و دود ماه کرد و می
 بطعم آب همچوان و آن آب بود

در آن سبزه زار انگلغام هست
 بهشتی خرامید کوشه بدست
 یکی جرعه افشاند ساقی برود
 تو می بین که یک قطره او رنگ
 چو آن خضر لب آب چو آن شست
 که هر بزم ما از تو شد چون بهار
 کنون بزم شیرین و خسر رسید
 بخوان دفتر می از حکایات عشق
 بگو گرچه نیز نگ شیرین بتی
 بگو چون شود شیرام کسی
 ندیدم مغزالی که ناز و بشیر
 زنی را برون چون شود نیز زن
 یکی را ندیدم رشکین کمند
 ز گل دیده رنگ و زرد سمن
 ز مرغان خدنگ را بر و کمان
 چه نیز نگ زد و ز کسی برفسون
 چه در پرده زرد مرغی خوش نوا
 همه دانه ام از عشق و نیز نگ اوت
 ولیک از تو جویم روایات عشق
 بگفت این افرخت جام از شراب
 کوی این نشین آب ترکن بے

ز ساقی با نین جم جام خواست
 چو گل بر لب آب چو آن شست
 باب خضر داد کوشه درود
 همچون رسید و شد آبجیات
 مرا گفت سر سبز بادی غشت
 تو چون ابر می و بزم ما سبزه زار
 تو را نوبت گفته نور رسید
 اشارات عشق و کنایات عشق
 بزور راه دارای جم شوکتی
 کجا شاه گرد و غلام کسی
 که لکلی که بر باز گرد و دلیر
 زنده با جوانان شمشیر زن
 سر شیر مردان و در آرد و بند
 ز یا سر و خشم که دوازده روز
 توان شد بخیر شیر و مان
 که بالای سر و چان شد نکون
 که غرقا بدم آمدش از موا
 که جوش دل از دلکش انگشت
 که شیرین سرائی حکایات عشق
 همه بست پیرایه از آفتاب
 با نمائنه عشق سر کن شبی

ز شیرین و خسر و سخن ساز کن
 چو از دوست جام شرابم رسید
 کشیدم بر دی دی آن جام می
 الا نیا ری بر این بر شکفت
 ز لطفی که با جان درویش کرد
 نه بینی کی را که شیرین لب
 چو خوابد محبت قصه از وی کند
 من از لطف انس در بی نظیر
 که از الطاف او رفته بودم ز دست
 مع القهستی چو بالا گرفت
 چو آب خضر خوردم از ساقش
 بد و گفتم ای سرور انجمن
 چرا از هوس جونی اسرار عشق
 هوس می بخوبی بسته بهمتن
 ولی عشق چون در ولی را بهت
 زخود شرم دارد اگر جان دهد
 بل میشناس آرزوی ز دوست
 نثار و نعم بود با بود خویش
 جهان گر بهیم بر خور و سر بهر
 بامید ز هر بت تلخ کو
 غمی را بقصد شادمانی خسر د

سخن در خور منزل آغاز کن
 از آن آسمان آفتابم رسید
 که در دل همه واقفم کام وی
 نگوئی که دین و دوا و سال گرفت
 مرا احدا دست و خویش کرد
 به سالغمی وصل ریز و شبی
 از آن ذوق تعبیر بر می کند
 بی خوانده ام خورده برین گیر
 اگر بهوشیاری مکن عیب است
 خردست شد راه صحرای گرفت
 عوض دادم از چشمه گوهرش
 ز شیرین و خسر و چو جونی سخن
 نیاید ز هر پله و سس کار عشق
 جو آفتن نیست بگسختن
 زهر آرزو باید شست
 که نری نه در خور و همان نه
 که از دوستی دشمن آرزوست
 که باور و خود دیده به خود خویش
 نه از خود بود و تر جهان با خبر
 به پرواز و از آسمان سپو
 و در جهان و دلداری جانی خسر

نوشد نمی کو طرب زایدش
همه عشق بزخوشتن بسته اند
همه تیزبالان برکنده پر
کشیده ز کار جهان و شایان
بزانوسه دول بهلوی دوست
دل از خیر و لذت پر داخته
بدل از نزدیک و از خویش دور
نشیند بی پرده بهلوی دوست
بشیرینی از دوست غمی چشند
بجوی حبیب از کهانی کنند
زور و انجمن نشان نبی نثرند
به مستقی از آب شیرین گوار
چنان شکفت از گل گلستان
بکام دل دوست پر داخته
بهوس پیشه خسرو که خود کام بود
همه در پی کام خود می ستافت
مرا تنگ باشد که نامش برم
که عشق از نقش است نا دور است
تو بر صورت از عشق بازی کنی
که صورت بهر دم و هر گون بود
بصورت که تا پایدار است و پست

مگر بر رسم و در و نغز ایدش
خزانان که از خوشتن رسته اند
همه سر بلند ان افکنده سر
که کاری مهم تر قنادستان
سبز زانو آینه روی دوست
که تا جایی جانان بجان خست
زخو و غایب آما باد و زخو
که خود پرده بودند بر روی
که با هر چه از دوست اندخوند
از آن به که بیدوست شایان
که نشان داری او قد سودمند
شکستند نه اینان ز شمشیر
که از خار راه بت و لسان
بنا کامی خوشتن ساخته
از و لاجرم عشق بد نام بود
که غمی ز شیرین بی زینت
همان به که از نام او بگذرم
همان عاشق نقش چون نگار
نه پندارست سر فروزی کنی
که با قابل عشق همچون بود
که با عشق باقی شود زیر دست

سوی عشق باقی کسی برود راه	که جرس جاوید بودش نگاه
که فانی بجاوید چون بگردد	بنا بنس ناخبرش چون ره رود
و گر آنکه این نفس موزون ترا	براقی ست کار و بگردون ترا
اگر شه کند میل ویدار تو	فرستد یکی را طلب کار تو
که شوق یقایی تو باشد مرا	برودی بدر بارش نهمی در آ
و شاقی برخ گل به بریا سمن	که باشد فرستاده شه خیسمن
تو گردیده بندی بر خسار او	به بد دل شوی محمودیدار او
کجا شاد مینی و در بارشاد	کجا بینی آن نعل در بارشاد
از آن ماه پیکرت سنبقت	همان سود مینی که از پشنت
چو خسر و که چون کام جنت نیت	ز شیرین بازار شکرت شافت
در ارباب رستی برخ شکرتش	کشیدی هوس تا در دیگرش
چنین است آئین اهل هوس	ز خود نگذرند از پی بچکس
بهر جا که کام و مرادی بود	دل فلان و جان شادی بود
بهر جا که عیش و سرودی بود	می و شاد و بانگ زودی بود
نشادی نشینند و راند کام	ازین پیش غبن است از ایشان کلام
ولی کار عشاق از آن بر سر است	کز ایشان بیاید نشانی است
بجویند چند آنکه بید کنند	بگویند چند آنکه در و کنند
اگر در برخ باز کشودشان	بر آن در میسند و این سودشان
حدیثی ز اهل و فاکوش کن	ز شیرین و خشم و فراوش کن
صفت پی زیبا و مدلی و مدام بر گشت	یا قواشدان و بر جوان
شیدم که در کشور هندوان	بهمدکنن بود سرودی جوان

بی دل را با بستی و فزونی
 نه تر تابا باغی آراسته
 گلش مشک سانسندش کفر و
 بقامت صنوبر بچهر آفتاب
 بهشتی ز رخسار تابان شده
 دو محدودش بر آتش چو دو دغلی
 دو لب چون جادوی بلبل لغز
 خرامی بر قمار کبک در س
 سیه سر گیس اوز مستی خراب
 بگردن دو گیسویش از شکتاب
 بدارش که خورشید از خیره بود
 تی کرد و روش دو مسکین سرن
 برش چشمه بود بلور فام
 میانش چو مولی بد آما شکفت
 نگارین کفش چون بساغ شراب
 فتاده بیا گیسوی چرخش
 مگر گشته دیوانه روی خویش
 باین خود هر صبح آن پری
 سر تن لبست می ران ز رنود
 چو پخته خفته کردی دل از کار خوشتر
 بدیش جوانی و شد صید او

بلای قسار و محدودی کبک
 شکفته در او آنچه دلخواسته
 می شام پرورش می صبح پوش
 دوند و بنیاد و جاد و نجواب
 ولی کوثرش آبجوان شده
 لب از کندین مال چون جزینی
 بی زهره در چاهشان عوطله
 همه دلفروزی همه دلبره
 دو آمو بچکال شیران نجواب
 کمند افکن کردن آفتاب
 بلای دو پیوسته بس تیره بود
 ز زنا رمویا لش صد برهن
 در آن چشمه شگین دلش جز نام
 که باری چو کوه سرن برگرفت
 عیان کرده بس نه نوز آفتاب
 که پامال سازد دل عاشق
 که بزنجیر خود کرده گیسوی خویش
 بگنگ آمدی در ستایش گری
 ستایش نمودی و گفتی درود
 بنزل شدی با پستار خویش
 ز خود رفت و افتاد و قید او

بشدتا نظر باز گیر دزوی
 بدل گفت خود را شکلیا کنم
 نظر خواستی بنمن از پیش تیر
 چو در خواب رفتی جالش ببر
 بهر نیز در بست مغافل ازین
 از آن شد که چون بی قراری کنند
 خرد با جنون خواستی جنگها
 نمودش ولی کرشمش بر کند
 لکد کو بکشش چنان کرست
 بهر صبح کز خانه آن ماه سنگ
 بهمه پرستنده دوا به اشش
 جوان نیز افتادی اندر پیش
 چو جبر با که دل بسته بر مهر پور
 زبس گرم کز سوز دل آه کرد
 زبس شد پیایی ز هر سو نگاه
 از افسوس بگرم غارت کری
 ز سوز دل چشم خونبار او
 بخویشانش این قصه برداشتند
 پدر مادرش یافتند آگهی
 پرانیده گشتند از کار وخت
 بیاران نشستند پس ای نین

دلش رفت و خاطر فتادش زلی
 دلش گفت آهنگ صحرایم
 چو بستی نظر و دیدش در ضمیر
 چو بیدار گشتی خیالش بسر
 که جوش حریر است و تبر آهین
 شکلیش بغم پرده داری کند
 بیک حمله بگر سخت فرسنگها
 بهر عشق او راسی دیگر زند
 که شد خاک و بر بگذارش نشست
 بهر نوزش برون آمدی سوی سنگ
 فتاده بدنبال چون سایه اش
 شدی عیش خرم بروی پیش
 از دو کام دل بستنی اما ز دور
 ضمیر را ز سوز دل آگاه کرد
 همان در دل هم نمودند راه
 و ز این سواراوت بفرمانبری
 رقیبان شدند آگاه از کار او
 همه تخم کین و دخل کاشتند
 پریشان شدند از مخرگی
 بدل هر یکی دیک سودا بخت
 که چون باز دارند جان را بخت

بگل راه بلبل ببیند چون
 که دریش بانیست خون ریختن
 من این شکل آسان نمایم می
 ولی باید این فتنه روزگار
 جوان چون نبیند نه خویش را
 زهر کس از دوزخ بید هست
 منش گویم آن گوهر دیر یاب
 بنگ آسمان آفتاب جهان
 همه یاورش ز غم خسته اند
 چو این بشنود عاشق مستمند
 چو نو مید کرد ز دل از خویش
 چنین کرد و با آن جوان اگر گفت
 شنید این سخن عاشق در و پاک
 ز پای آمد و رفت بهوشش ز سر
 که آن سرو بالا بت ماه رو
 بیا گفت کجا نشانت دهم
 نمودش بانگشت جای عمیق
 جوان ز دزدل ناله در فناک
 بدل آتشی بودش از سوز و درد
 شکرش جهانی بسیلاب داد
 شد آن حیل گریه باران خویش

یکی دوستان و بر این تر نمون
 نه با کس خصمی در آتش
 خود این عقده را و آتشای می
 نیاید سوی گنگ فونی تر حاکم
 فراید بدل رخ و خویش را
 نشانی زد مساز جوید می
 فرود شد چو خورشید تابان در آب
 ولی اندر و عرق شد ناگهان
 بسوگ و باند و نه بسته اند
 بر او بر بسوزد دلش روز چند
 سرخوشین گیرد و کار خویش
 حدیث پریشان بد و باز گفت
 نهاد از غم دوست دل بر پاک
 چو آمد بخود گفت با حیل گریه
 کجا شد در این شرف و پرافرو
 نشان زان بت و لسانت هم
 که آنجا شد آن ماه بیک غرق
 در آب اندر افکند خود را ز خاک
 ز آب آتش خویش اچاره کرد
 مکافات آن خویش بر آب داد
 بیان کرد تا فیر و ستان خویش

پریشان شدن آن مرغین با چرا
 چو این قصه گفتند با شکوه
 بجای شدن آن بخت نازین
 از آن قصه افتاد پر پیچ
 تهمان غدر بست از روان
 زهی داده جان غم روی من
 ز چشم و جادو کین برده خواب
 با خبر افسوس شستی و غسل
 ز ما با تو این حق گذاری نبود
 ز من هر چه داری شکایت روا
 کنون هم بدین کفر استاده ام
 ز جام تو کام مرا بعباد
 سحرگاه کز چشمه خاوران
 فلک بند و آسود آن ز رو
 پری پیکر از خواب نوشین بخت
 شب تا سحر چشم پندار دست
 بتن جامه دلبری راست کرد
 بسی برد از عود و صندل بکار
 بهمه او رفت یاران همه
 رسیدند چون برب گنگ رود
 کشاده رخ آن بخت و لغیر

که بروی شد این ظلم از ما چرا
 جهان شد چو شمشیر چو شمشیر سیاه
 که عاشق مینا دجالی چنین
 بخود برد و بر دین پیاد و پیچ
 که ای یار حست کش بی نصیب
 ندیده خبر اندوه در کوی من
 بجانت دهند دین داده تاب
 بسایت فرورفت خار اجل
 کزنی و زخور را شکاری نبود
 ولی من نگردم محبت کو دست
 بنا بود خود چون تو آمده ام
 مرا شهد و بدخواه را زهر باد
 شد از نور خور گنگ و دوی
 ز پیکر لبست آن سیاهی که بود
 چگونم گمان خواب آن چشم بست
 که در دل غم فرت یار دست
 ز زیور بخولش آنچه میخواست کرد
 روان شد بکشتی چو خرم بهار
 دل آسوده از تنگ از دایمه
 هر تن لبشند بهر درود
 ز غیشان بهر سید عال غیر

<p>کجا اندرین ز رن ویر یافتاد که اینخا دورفت شورده سر ز تاب عشقی گشت مهر تاب شد بدیافد رفت با ردگر ولی شد بر آتشها آشناء که معشوق لبس عشاق بست ازین کار مردان رقی شتاند خبرینها که لغتسم دگر با کند ز مردان زیان نیست شتاق با که فروخت از دست نا آستین نه شیرست کان نقش شد بر جریه یکی کام شیرین ز فریا و جست نه عاشق که از تیغ کمتر شمار که طبعش ز گرمی است چون عیش بسکینه و دور دمندی زغم</p>	<p>که آنرا ندانم که سود افتاد + اشارت بسرگردان حیلہ کر چری بیک از غصه بنیاب شد ز روزیاد آمد و خشان کمر بسی هر کسی کرد و سر جاشنا ازین العجب تر در آفاق حبست زبان بین ز مردان سخن جسته اند بلی عشق پاک این اثر با کند جوی بیک جان نیست عشاق را مخوان حافظ آنرا که باشد جز این تو شیرین و سر و بعا شق گیسر یکی از شکر خاطر شاد جست تو این خود پسندان نابردار بده ساقی این در باز دمی عشق مگر تعلله و در خود پسندی زغم</p>
<p>بیان عکسی جهان نابائی آن و گذر ایندن خرمی نمی و خوشی و ناخوشی هر یک تو انا و نا تو ان و نا</p>	<p>جهان گاه شادی و گاهی غم است که آرد فروندی و کینه خرمی بیک سینه انده بیک دل سرو یکی شب فروزد ز جام شراب</p>

<p> نمک و شادی آید ز یوان و لب یکی کنج نهاده و هر پنج زو بدانگونه آید که شمس و شمس سخن هر چه آرد و پریشان بود که خواننده را دل نسوزد چو ابر بهار را شکبازی نه کرد و که چو دل از سنگ پولاد و شست که نادره تصدیق محشر کند بدل کار کر تر ز شیر تیرین بساط نشاط و سرای سرو ز مایه خزانیش بار بهشت همه جامی شادی عیش و نوا هواش ز غلدرین یلو گار تن مرده را روح دیگر دهد روان بینی از دست خود کوکب چه قصر خمان جامی علما و جور که با آسمان همسری داشتی بغیر از نگوئی و شد سرنگون سی و نه فزون از هزار و سیست سوم عشر از ماه سوال بود همان چه خورشید نهفته بود </p>	<p> نه انده نه شاد و نیست و دست کس یکی پنج نابوده بر کنج زو همه هر چه پیش آمد از خوب و شست درین انجمن خامه لزان بود نه آن داستان این انجمن که این قصه را خواند و زاری نکرد که باین سخن خاطر می شاد و شست که این قصه خواند که باور کند یکی داستان دهم از تخیل ز شیراز آن رشک گلگشت حور چه شیراز آن خاک مینو شست چه شیراز آن خاک را شش فرا چه شیراز باغی همیشه بهار نیمی کزان و دوج پرورد مد که از لای چو شش کفی نقیشتی هزاران تصور اندر و بی تصور همی با آسمان که عدل افراشتی ز خورشید آسمان را ندیدی فرو چه پرسی چگونه که این حال هست که ماه خمر زان نهم سال بود که بختین روز از نهفته بود </p>
---	---

بشیر از آمدنیک زلزله
 زمین چو در باد آمد بموج
 و یا همچو کشتی که بر روی آب
 بجنبان دست قضا خدایک
 چنان شد بر افلاک خاک سیاه
 فلک بر سر خاکبان خاک نیت
 ز برج و بازو ز ایوان کلاه
 پدر برده از یاد محراب سپهر
 چو کوکب باد در آویختی
 فراخوش کرده جلیس قدیم
 کران سنگها آمد از که بنیر
 همانا ز بس خاک غبار اشکاف
 بر افروخته شعله از هر مقام
 بطوفان آب از تهور آمد آب
 شده یاره هر کوه مانند طور
 بسا سنگ کز تیغ که شد رها
 غنای از کربوه بصر او دشت
 همان کاخ پور شده بخت
 امیر احمد آن بسط پاک رسول
 یکی طاق محراب اهل و عا
 چنان آمد آن طاق و خر که بجای

جهان روز محشر شد از دلوله
 جهان غرق موج اوج فوج
 بنگینده طوفان شد مضطرب
 جهانی در آمد بجاک هلاک
 که شد تیره آینه مهر و ماه
 زمین از تزلزل بر افلاک نیت
 بجای ماند و شتی همه سنگلاخ
 پسر نا امید از وفای پدر
 از و نام چون جسم بگتر نختی
 ازین امر حادث و فای قدیم
 که بر خاست از کاو و مای نغیر
 بجایش دل سنگ خارا شکاف
 تنور نیست گفتی بطوفان خاک
 بطوفان خاک آتش گرم تاب
 و ز او نار موسی نموده طور
 بنگیندش زمین از تزلزل بجا
 که باصفحه دست یکسان گشت
 که بود آسمانی بروی زمین
 چراغ هدایت بر اهل و عا
 در و چرخ را پشت طاعت و عا
 که ماند آسمان تا که که بجای

خنجر دی آن موج دریای نور
 فرو بستش آن قهر بر رخ نقاب
 درو بود چون نارین بگری
 هوای زمین بوسیش داشت طاق
 و گر کاخ فرخ برادرش را
 چنان کوفت بر خاک دور سپهر
 مگر شیم اختر ضیا خواستی
 بر آورده کاخ همایون شاه
 یکی طاق بگذاشته ز اوج سپهر
 چنان کاخ نادیده آسیب رنگ
 زارک کزین شد ستونها لگون
 ز مسجد ز بازار و میدان و باغ
 زیر طاقشان مرغ کوکو زند
 بسا طاق گاند مسجد فرو د
 کس آن طاقها چون بریند خراب
 نمکون کشتن خر که هسته ان
 یکی زان بیان کعبه تنگ من
 چنان آسمان کوفتش بر زمین
 من اکنون نشسته ابر تل خاک
 جگر یار کاخم بگریخواره کان
 ناله زمین خسته و خامه

کز او نور نیروان بدی در طوق
 تو گفتی که شد در کسوف آفتاب
 مبارک نهادی نگو گوهری
 فرو واه و طاقش بود طاق
 که زینت بد از فرخی عرش را
 که مهر از خبارش پوشید سپهر
 ز خاکش فلک تو تیا خواستی
 که باشد جهان را ز هر بد پناه
 ز آئینه پنداره ما و همه
 چنان گشت کاینه ز آسبک
 که بد هر یکی آسمان را ستون
 اگر جوئی از چندی جو سراج
 که کو بانی طاق تا او زند
 که در محکمی کمر زد و ن نبود
 کی امین رو دیر کرد و ن خواب
 قیاسی ست بر حالت کمر ان
 کز او نام من بود شد تنگ من
 که گوئی نبوده است آن سرزمین
 پس پیش من ناله در دناک
 ز خان در زمان گشته او دکان
 کز این حالت انشا کنم نامه

شکسته قلم در سر انگشت من
 پریشان ترم ز آنچه بودم پیش
 بگریم بخود یا که بر دیگر
 گر فغم بر افتانم از دیده آب
 نینداند این در در اچاره کس
 شهنشاہ فتح علی شہ کہ باد
 خدیو می کہ آرایش جان از تو
 ویش آسمانی است چرخ زمین
 زوشتس کہ از از عطا است
 تیغش کہ برق و کفش منیع است
 نشدشت او تا بہ تیر افکنی
 کجا ابر را مایہ دریاستی +
 ز عکس دلش تا لبش آفتاب
 جهان سایہ پرورد و پادشاست
 از و بکسر موی خود کم مباد
 جهان شہر یار افلک چاکرا
 ز ہی از پس پاک پروردگار
 بویرہ جمع پریشان فارس
 تو چون مایہ شادی عالمی
 تو هستی چو است اختر مہر
 تو شاہی ملک از تو و انکہ خراب

سر انگشت من خامہ و شست من
 بزخم زمانہ فہم برودہ نیش
 غم خود و غم نام غم کشوری
 کی از سیل آباد گرد و خراب
 خدا و خداوند دانند و بس
 جهانش بفرمان فلک بر مراد
 جهان بندہ فرمان فرمان از تو
 ز جام جهان نیش مہ جبرہ حین
 اگر ماندہ بحری بہان است او
 کجی کہ بجای ماندہ ہم تیغ او است
 نشد بیکہ چرخ پر ویزنے
 اگر نہ زدشتس مدد خواستی
 ز جو و کفش سحر و خطر اب
 بر این بسپہر و ستارہ گولت
 جان چون سر موی و ہم مباد
 رعیت پناہا کہم گستر
 نماز تو واجب ترین کار و با
 شکستہ دلاں سنینہ پریشان با پر
 چرا در ولی بود باید محمے
 تو یاری چہ خصم باشد سپہر
 تو ابری گشت از تو و انکہ سرب

زحمت مگر خاک ننگ زده است
 ز شیر و زشت بکا و زمین
 نه یک ساله شا که ده ساله
 اگر دیده بردوزی از حال ما
 اگر لطف عامت شود یار ما
 وصال این همه تار خالی که کرد
 و گرنه کیم من که گستاخ دار
 نصیحت بشا مان خود درستی
 غرض عرض خالی است بشیر
 کسی را که یزان دهد سروری
 خدا مهربان است بر خلق خویش
 صلاح جهان آنچه باشد خدا
 چه هرج آن کند شاه نیر و ایتی
 من آن به کز این گفته بنفهم
 همی نیست تا سایه از کس جدا
 از و خلق با پیسم و امید باد
 دلچند ازین وحشت و دلوله
 بگرد و این حال چسب خج
 بسی بودی از روزگار این بسیار
 نمائند همی چرخ بر یک قرار
 زمان بدی خواهد انجامفت

چرا بار ما خاکیان بزند
 که خواند آیتی تا بلرز و چنین
 بنخست بدین بوم و میران طوج
 سیه روز مایه احوال ما
 ز وصال بهت آخر کار ما
 از آن بید که بودش ملی پیر
 نصیحت برم بردر شهر یار
 بهانه مرا میفرسود ای است
 و گرنه مرا با فضولی چه کار
 به از ما شناسد در هر مهنی
 پس از وی خداوند انصاف
 همان انگند در دل پا و شا
 بر او بر فروزون ندادنی است
 سرایم دعای شهنشا و بس
 بود بر سر خلق سایه خدا
 چه اصل خود این سایه با دید
 نه پیوسته خواهد بدین زار که
 بستم بار ام خاک ورم
 یکی روز بار و زگار این بسیار
 بهر دم و گرگون شود و زگار
 زمین خواهد از جنبش آرامفت

دگر خاک خدیش کند چون سپهر	تو بپاش اندر دویچو تا بنده مهر
جگر خوار کی چند باز آرد دل	سراسر باند و ده سپار دل
مخو زخم که دانا بود شاخ و آ	چون اوان نه دل برانده مدار
از آن آفتی کردل افروختی	جهانی درین انجمن سوختی
چو خستی کنون چاره اولساز	دل خسته را تو بشمار و بساز
یکی داستان کو که بخشش روان	ز سپهر دخی را و سر و جوان
سمی خد او ندی خبر شکن	کوشید دل کرد و لشکر شکن
ازین داستان جان ستا	ترغیرت روان نریمان بسو
ز با ما و ران و زما زندان	همه کار نامه تهمتن و ران
بسهراب ازین داستان تاب	همه دستاش خراب ده
ز غم جان و کین تن افکن تاب	ز آرزو می ران افرا سیاب
بیزین سخن خواب خلق از هر آس	که افسانه شناسد شن شناس
پیار ای زان گونه گفتار را	که از دل برد مہول بیکار را
از و مروت رسنده کرد و دلیر	دل شیر خشد بر و باه سپر
بر انگشت خوانی فروزان شود	بدریا سیری آب سوزان شود
کز این کار خواهی ز گفتار جویش	بجز راستگوی مکن کار جویش
بنظر بر این داستان آنچه بود	اگر چه بر آن بود متوان فرو
تو خود چهره از راستی بر فرو	گر از رشک سوز و عدو کو بسو
در آغاز این نامه باشکوه	سخن باند از بختیاری گرد
که بر خویش شفقت کرد و در	ز ترکان کردلش تنی تو
یکی نامو بختیاری نزاو	دلیر و نهبر مند و شج نهاد

<p>بدان شیرتازی سوار می لیر همه کام او گوشش و کارزار تیهش ز خون نه خودار باو هم مگر رزم را بزم نپداشتی باو یار بدکم ز پانصد سوار بود شیر تنها بدشت نبرد شد از نامور و خرمی و مستار از ان گشت ماشیل شیرگیر تیزنده بختیاری می تراود که با بچک زانند و یکدل نبود که بختیاریان زنده دست بزر زمین شد همه چشمه و مرغزار</p>	<p>تیمازی پدر نام او کرده شیر بیال و کبویال سام سوار ز می بود ناچار مرد و دیک بزم اندرون نیز می داشتی ز قوش که افزون از می هزار بلی پشت مردست بازوی مرد یل ترک شیر او زن بختیار بچ اسد راند محمد منیر بختیاری بدالیاس او چو بشنید این کینه در دل فرو نملان دست با بختیاری سپر در اندیشه تا گشت خرم بجار</p>
<p>در وصف بهار تازی شیرت و مرغزار مانند بهشت و خرم رزم با اعدای میمون طلعت سر اسیر شست دل افروز مانند باغ بهشت پس پیش ترکان کند آورش که خبر راستی در کاش نبود بر امش و آن خرم آرمگاه که بر بازو شمن چه چیلک رسید زافزونی فیل و مال و حشر و دهنرل بر اندیم پیشین ز کردو</p>	<p>جهان شد ز پیونداری بهشت شد آن شیر نر با آبشخورش در اندیشه و شمنانش نه بود و در دوزی بر اسود از پنج راه سوم روز ترکی بویله رسید من چند تن ترک پر خاشخو هندان تا کردیم از انبه ستود</p>

<p>که از احتیاری و از جانک برسم شیخون بمانا خستند من و چارتن با تبه نچه نفس شب تیره و پاس خیل زد و بکشتند و بر دخیل و بن</p>	<p>همه دور از این مردانگی بیغما و کشتن به پر خستند با پوشش فرو دیم با گردن با خشم شد چهره و کامیاب خبر را من اید رشدم کینه</p>
<p>پیان زرم و عالی همی و جزت مرد و لیر بر قوت و شیخون زردن بر خصم بد انجام رو با و خدایت</p>	<p>بر آفت زین گفت مرد و لیر بر آن شد که تنها بر اند سوار از آنجا که تا آن سراز بود به نردان نهانی و لشکر نهان و دیگر میاد که غوغا شود کسی کو بدر باز سر و دست پدر بر پدر خدمت سالیان بر آن شد که از خصم سرش اگر پوشش آرد پذیر و زوی و گرنه چو حجت بر او شد تمام بشهباز پیکر روان که زرد از دهنزدان کا شربت است بداندیش و کیمیا دست برد ز غوغی و بیغما کنم باز حجت</p>
<p>نفرید همچون بر آشفته شیر بر ارد و خصم بد اختر و مار مرا و را خد چهره بر آرز بود نمی رفت در کشتن بیگناه یکجی فتنه در ملک بر پا شود نهد تهمت مرد خصم و دست دستی شود بار و برش یان ز غوغی و بیغما کند باز حجت همان خونی و برده گیر و روی بکیفر کشد تیغ کین از نیام کز الیاس فریاد بودی فرو وزان پنج این شایخ رشتی دست که نهان ز ما بوده این دست فرستم به بیان و عهد دست</p>	<p>نفرید همچون بر آشفته شیر بر ارد و خصم بد اختر و مار مرا و را خد چهره بر آرز بود نمی رفت در کشتن بیگناه یکجی فتنه در ملک بر پا شود نهد تهمت مرد خصم و دست دستی شود بار و برش یان ز غوغی و بیغما کند باز حجت همان خونی و برده گیر و روی بکیفر کشد تیغ کین از نیام کز الیاس فریاد بودی فرو وزان پنج این شایخ رشتی دست که نهان ز ما بوده این دست فرستم به بیان و عهد دست</p>

<p> به نر می بر طعمه اینک شیر که گنجیدش قاف در هر شکاف بنامش که ریک بر خواندند چو موریش بگرفته اندر دهان که بگرفته در نیمه راهش سپهر پذیریم از و آسمانی خبر شد از معدن آن کوه آراسته که برین کجا دست یابد کسی ازین کوه بهاران کجا برسد که شهباز سیمرغ آن قاف شد که بامانین عهد و پیمان رفت و ده راه سیلابت خان خویش ز نامی چرا شاهبازی کنی که از اوده شاهبازی کن که بازمی من درشتی کنی که نم خاک خاکش فشانم بباد که برافزود آنکه از بار بود چو آتش سوی طعمه شیر برد به پیوده بر خود میفرایم فرستاده آید شهباز گفت که آبند جو رفته ناید به جو </p>	<p> همی خواست بروی کند روزی یکی کوه بودی فروزن ترز قاف دلیران کزان داستان اندند زمین پیراوان بزرگی نهان ز معدنش لعلی است غلطیده هر کس از گشت بر قلعه اش اسپهر نهفت اندران که ز روضه آ چو این کوه لایقید بر جو بی بر ذرانکه از چرخ اختر برد کو ترک آگاه ازین لاف شد و دوباره فرسته فرستاد وقت مکن حیل و رحم آرد بر جان شیر بشیران چه رو باه بازی کنی تو خود صعو شاهبازی کن اگر از کوه یک پستی کنی من از سم اسپان تازی نژاد تو را بخت بدوست بر آکشد چو روی که بر شیر نخچیر برد سخن با تر از وی داشت بخت ازین در بی گفتا باز گفت چو بشیند گفتا برو باز کو + </p>
---	---

من آنروز بیچشم نبود از غرور
کنون چون کشیدم بدین کجاست
ز خود بگذرد باب خود گریه
بدین کو بهسار آن کجا بر شود
اگر روز بگذشته باز آوری
مرا با تو تیرای نهاده سوار
ببینی دم آید تیغ مرا
فرستاده کان کوه و لشکر دید
بیاید بر آورد در از نهفت
که گوشت بگذشته از آوج ما
زهر سوکمر با فزون از قیاس
ره از جاوه مور بار یکپا تر
هجر جا کمان برده کز وی آن
حصاری بر آورده آنجا رنگ
ز پنجه فزون سنگ بند احسا
بدانان کوه از سواران هزار
همه زمین پوش پولاول
اگر ممکنستی بدانان ظفر
ز ترکان کسی گر بر آن که رو
ازین داستان چهره ندارد
ببخشد و با مرد کونیده گفت

که از شیر ز طعمه بروم زور
چه اندیشم از تو من شو نجبت
شود زنده با آن همه کمیا
وگر چون عقاب آسمان شود
ز بر برده از بختیاری بری
بدانان این که بود کارزار
همان کوه گردون تیغ مرا
تو گفتی ز سر موش او برید
بسالار ترکان سر اسیر گفت
بر او بر شدن را فرو بسته راه
کز او فرخ اندیشه دارد هر اس
در او یک و هم اندر آید بسر
ببالاشد از خود بیایم کمان
در او صد تن از شیر مردان جنگ
در آن کوه چون آشیان عقاب
سه باره فزون از در کارزار
ز شمشیر پولاد آهن کسل
محال است رفتن بر آن کوه
لگام که مرغ گردون بود
بر او دشت همچون گل اندر با
که با این حد و باید آسود

توشیزریان راز انبوه کور
 نه بیم این نویدی است به نیک
 اگر پیشه یکسر شود نیزه دار
 بهیسی گز انکوه روز نبرد
 یکی برها گستره پهن خوان
 بگفت این یکسر سپه برشانند
 ذرا انجادمان همچو جوشنده یک
 برادر غمی دشت سالار گو
 جوانی ببالای اسفندیار
 نیاد روه همتای و چرخ پیر
 بدامان سواری نه پروخته
 به تن پرتوان و برج پرتاب
 حریف وی از کوه خارا شدی
 ز مهرش برادر دل افروخته
 از بود روشن دل بهلوان
 ابانام نه خنده مصطفی
 جوان چون بدامان آن کسید
 نیارست و جنگ دشمن رنگ
 نپراخت از گمنه سر و جوان
 چو شیری که از گور میندگله
 بل نامور چون برادر بدید

مترسان که بر شیر جستن است
 که دشتی غزالانش آید جنگ
 ز پیکار آتش لبش یک شرار
 چگونه بر آرم بخورشید گرد
 گنم سالها تخمه شان استخوان
 بجایی که بدل افغان براند
 سه رانداد امن کوه یک
 بر آن ز رف لشکر شده پیشه
 جهان را بر دی از و یادگار
 بدامان مادر بدنه شیر گیر
 هم از کودکی خوش زین سوار
 بدامان که در برج شیر افتاب
 از انکوه تغیش گذاراشدی
 نه نامی ز زرش بیاموخته
 جواز بهلوان دیده ایلمان
 که از نام او یافت گیتی صفا
 بخوشید و روشن لبش بر مید
 که نام نیابده بود شن تنگ
 بدستوری نامور بهلوان
 همی کرد خوش دمان رانله
 که مانند بیرومان بر دمید

عظیم نام چو سرشته سیران در دشتی ایستاده و دشتی در دشتی ایستاده

فرستاد چندی ز ترکان سوار
یکی را می باید ورین کار و تنگ
پژانده نشه باید دل به لبوان
باسان بدین کو همان نیست
هنوز این سخن بر لب نامدار
بدشمن در او سخت چون نیست
ز تیغش همان بر سواران سید
بهر کس کز او تیغ کین می
زمین آسمانی بر اختر شده
بیک حمله بردشمن نابکار
بسی خست و شکست افکند و
جوشبهار دید آن نبرد و شیر
نهر میت کسان دل پرانده شد
ولاور هم آهنگ بالا نمود
سپید چو دید آنچنان دست
که جانش ز فرخ برادر فرود
ابا ماند از ان بر انگشت اسپ
دو نیمه بفرمود کشتن کرده
خود آمد بر او سر و جوان
همی گفت شاد دار و ان نیا
خوش آن باب کز نو خرسند شد

در این باب

که اندیشه باید ورین کارزار
که تا دامن دولت آید بچنگ
که جلدی کند تیره رو بن دل
بلند آسمان چون زمین نیست
که آن شیر ز چهره شد بر شکار
یکی تیغ الماس پیکر بدست
که از برق بر کوهساران سید
ز مغر کدشتی زین می می
همه اخترانش دو پیکر شده
هزار می بفرزد و شان هزار
چو دشمن چنین دید نمود پشت
همی بال حبت از برای گریز
ابا لشکر خود بر انکوه شد
چو آن شعله کاید بدینال و
شگفت و بدل نام نردان برد
دل بد سگالان در او رسیده
بپای که آمد چو آذر کشید
چپ راست رفتن بجای گوی
بدیدار او کرد در روشن و ان
نبرد که آسوده جان نیا
خنک زین نهال بهر نرسد

در این باب

خوش آن نامور کش برادر توئی
 مرادیده روشن بروی تو باد
 دل نامور همچو گل بشکفید
 که چون پهلوان هتتری بهرین
 همی گفت شاد و اجران تخت تو
 سپاس خداوند بالا دست
 بخوردی کرم بر نفس چدر
 دو بال بهاسایه برین فلند
 اگر زال سنج پرور شده
 دو بال بهاد و برادر مرا
 کز از باب برین دری شد فرا
 بروی من ای باب بسته مباد
 چنان خواهم ای سر و نیل نام
 تو ایدر بدانان این کوه باش
 من اکنون پیاده بر ایم بکوه
 نخواهم که شبها ز آید بلاست
 بر این که من امرو سامان شک
 نقشش بر کف پد پهلوان
 شدی تا دوفرنگ آواز او
 از آنجا که آتش برافروختی
 چو بر جی بد از آهن افراخته

برادر توئی پشت دیار توئی
 دو گیتی بیک تار موی تو باد
 همی خواست گفتی نشادی پڑ
 بر دلش بستود و کرد آفرین
 بگردون سیر پایه تخت تو
 که برین درخشش خود به لب
 بزرگی مرا و او در روشن گهر
 مرا پرورش داد و کرد از جمند
 بمن بر بهاسایه گستر شده
 بهرنیک و بدیار دیار مرا
 دو باب کرامت من گشت بار
 جهان جز بر ایشان حجت مباد
 که این کارزار من آید تمام
 روان خرم و دل پرانده باش
 بدانند لیش را سازم ارجان شو
 که من با تهن شدم در صف
 همی خست خواهم ابا این تفنگ
 چو بر کو بهسار از دایمان
 خود از پنج من بیشتر ساز او
 سه پا نقد قدم دور تر خوی
 بسا قلعه زیر و زبر ساخته

باز و چنان پاشنه کوفتی
 شنیدم که ترکیش بر از من
 تکی کرد و دست ناخسته
 تکی کرد و پیکر دشمنان را
 ز دامن کون آن بل شکوه
 گلوله بر او ریخت زان کوه
 در آن گیر و دار آتشیان ای دید
 نشست از پس سنگ بسینگر
 تفنگی کزان کرد بشکستن
 بسی سخت بندق زان بست
 همی شکر دشمن بد نشان
 چون شکر شکن را تپه ساختی
 چو پر درخته کردی عدد و سنگ
 ببالا چون موج دریا زوی
 مباد اشود غرق در یابی
 چنین میت سنکر دشمن گرفت
 بناگاه فوجی ز ترکان گروه
 جوار بلا برسد از آمدند
 برید دشمن ز جان پاک مهر
 بلائی بدیشان ز بالا وزیر
 دژی بدیشان محکم اندر وره

کز و مغز جنگ بر آشتو فتنه
 ابا بازوی همچو ران میون
 همان بازوی پهلوان بسته
 در آن روز پیش از سه نجاه با
 چو سیر و مان کرد آهنگ کوه
 چو زاله بگل برگ را بر بهار
 که از سنگ خود حصاری کشید
 همان از در شعله بارش جنگ
 نقش کرده ام نام سنکر شکن
 بهر بندی دشمنی را انگشت
 نشان کرد و شد بروی آتش نشان
 عدد و سنکری را بر داختی
 در و جان ترکان شدی بیدر
 هم از بیم دشمن ببالا زوی
 همین بود بالا ز و نهایی او
 سواره بدو مانده اندر شکفت
 که سبالا نشان گفت فتن کوه
 کیلی سیل کشند و باز آمدند
 چو دید آتشیان کینه بار و مهر
 مهر نکو بر و جان شود سنگ
 کشیدند خست اندر و کسیر

بیغهای ترکان رومال خوش
 بیغان نیز دخت آن سده نواز
 پیاده پس پشت آن نامدار
 خبر شد بدشمن که آن نامور
 زن کودک خویش بگشتند
 در آمد بدژ پس لوز مسازید
 بناموش دشمن نیز دخت کس
 بداندیش چون شیر دیده کله
 سپید چو دشمن بدانگونه یافت
 جهان دیده پیر سیاه رو
 همی گفت کامی نامدار گزین
 چو دشمن شکستی برایشان متناز
 چو نیران توراکرده بر خصم چید
 کمین گاین همه ناسپاسی بود
 تو کوی گرفتگی که از رفت خوان
 کسی بر بلند آسمان از زمین
 بدین که شدن تاکنون بچکس
 بویژه که از خصم کمین توخته
 بر آتش بدینان سیاوش رفت
 سپاس از خداوند بخشنده دار
 بید رفت مرد جوان رای پیر

ز نیغهای ترکان بداد بدیش
 غنای راسوی و ز پیر سجد باز
 بیامد ترکان دوباره نزار
 بکشدون در به بسته کمر
 لوامی نیزیت برافراشتند
 سپید هم از پی رسیدش نواز
 از ایشان بیغ نمود لب
 از ان کوه سپید بهامون کله
 بدینال شان سوی بامون یافت
 بدخواه بر دوش دست زد
 متنازایی دشمنان پیش ازین
 که کس با شکسته نشد ترسناز
 بشکرانه در خون مروضه خیز
 نه مروی و نیروان شناسی بود
 ذرا گاه تر باشد اندر جهان
 نکرد دست زمینان که کردی گز
 نکرد است بی زرم بستن جور
 یکی کوه بدژ آتش افروخته
 سیاوش بر کوه آتش رفت
 بدشمن غشای منت گذار
 ملی رای پیران بود و پذیر

بباز و چنان پاشنه کوفتی
 شنیدم که ترکیش بر از من
 تھی کرد و دیرست ناخسته
 تھی کرد و پیکر دش آن نادر
 ز دامن کون آن بل شکوه
 گلوله برادر نخت زان کوه
 در آن گیر و دار آتچان ای دید
 نقشست از پس سنگ دین بیک
 تفنگی کزان کرد شک شکن
 بسی نخت بندق در آن بست
 همی شکر دشمن بد نشان
 چون شکر شکن را تھی ساختی
 چو پر خسته کردی عد و سنگ
 ببالا چون موج دریا زوی
 مباد اشود غرق در یابی
 چنین میت سنکر دشمن گرفت
 بناگاه فوجی ز ترکان کرده
 جابر بلا برسد از آمدند
 برید دشمن ز جان پاک مهر
 بلاتی بدیشان ز بالا وزیر
 دژی بدیشان محکم اندر دهر

کز و مغز جنگ بر آشتو فتنه
 ابا بازوی همچو ران میون
 همان بازوی پهلوان بسته
 در آن روز پیش از سه نجاه با
 چو سیر دمان کرد آهنگ کوه
 چو زاله بگل برگ را بر بهار
 که از سنگ خود حصاری کشید
 همان از در شعله با شش جنگ
 نقش کرده ام نام سنکر شکن
 بهر بندی دشمنی را انگشت
 نشان کرد و شد بروی آتش نشان
 عد و سنکری را بهر داختی
 در و جان ترکان شدی بیدر
 هم از بیم دشمن ببالا زوی
 همین بود بالا ز و نهایی او
 سارده بد و مانده اندر شکفت
 که سالا زشان گفت فتن بکوه
 کیلی سیل کشند و باز آمدند
 چو دید آتچان کینه بار و سپهر
 هر ز کوه بر و جان شود سنگ
 کشید ز خست اندر و کسیر

بیغهای ترکان ز مال بخش
 بیغان نیز دخت آن سهره فرار
 پیاده پس پشت آن نامدار
 خبر شد بدشمن که آن نامور +
 ز آن کودک خویش بگذاشتند
 در آمد بد ز پس لوزر مسازد
 بناموش دشمن نیز دخت کس
 بداندیش چون شیر دیده کله
 سپید چو دشمن بدانگونه یافت
 جهان دیده پیوستی شیوار و در
 همی گفت گاهی نامدار گزین
 چو دشمن شکستی بر ایشان متناز
 چو زیان تو را کرده بر خصم چو
 کمن کاین همه ناسپاسی بود
 تو کوئی گرفتگی که از یفت خوان
 کسی بر بلند آسمان از زمین
 بدین که شدن تا کنون بچکس
 بویژه که از خصم کین توخته
 بر آتش بدنیان سیاوش رفت
 سپاس از خداوند بخشنده ار
 بید رفت مرد جوان رای پر

ز بیغهای ترکان بداد بخش
 عنان راسوی و ز پیچید باز
 بیامد ترکان دوباره تزار
 بکشودن در بسته کمر +
 هوا می نه میت برافراشتند
 سپید هم از پی سیدش فرار
 از ایشان بیغمانموزد پس
 از آن کو به سر شد بهامون کله
 بدینال شان سوی مامون یافت
 بد ز خواه برداشت دست زد
 متناز از پی دشمنان پیش ازین
 که کس با شکسته نشد ترسناز
 بشکرانه در خون مروی خیر
 نه مروی و نیز دوان شناسی بود
 ذرا گاه تر باشد اندر همان
 نکرده است زمینیان که کردی
 نکرده است بی زرم بستن مهر
 یکی کوه بد ز آتش افروخته
 سیاوش بر کوه آتش رفت
 بدشمن بخشای نیست گذار
 ملی رای پیران نبود و پذیر

سپه را بفرمود تا باز گشت
 سسته را نه زرم جوئی نبود
 هر انگس که او باشد از رتبه
 نه این بختیاری که مرست
 شهمانی که بس سنگ داشتند
 از اینان بسی قلعه کوفت
 بطی سرج و بار و نکلون ساخته
 ولی دیوشان آخر از راه برد
 فراموششان شد خداوند ماه
 همیشه کردند ما و من
 بگشتند چون از ره رستی
 چو ترکان شدند از پی دین او
 جهان بزرگی بزرگ جهان
 خداوند دست دل فرمینگ
 کز او بریغ و دشان آب جا
 و دفرخ برادرش و دیوان
 و چشم و دیار وی و دفرخ
 بترکان بداد و دوش و دوش
 شده گرگ و شیر از زمان بره
 بعد هر گجا باشد اینکشان
 همیشه بدیشان قوی ایشان

خود آمد قشکار افکنان تا بد
 چنان بد که در زرم کوی نبود
 ازین دوستانست جبرست
 که هستند گردان با دست برد
 همه زین و لیران سپه داشتند
 بسا مغز دشمن که آشوبست
 بسی سرکشان را از بون ساخته
 ز خود بیسنی از راه و چاه برد
 کز او بودشان زور و دوش
 ستاد چون دیو در زهرنی
 کیفر فتادند در کاستی
 از آملن گرفت و بانیان بداد
 سر مردمی افتخار محسان
 ز کوهی که بن ترغیر سنگ سنگ
 بزرگی و پیروری و دستگاه
 کرانمایه و راد و روش و دوش
 و دوش و بزرگی و دوش
 از ایشان بداد و دوش
 سنگ گله و پاسبان رزم
 فراغ می دی زمین تنگشان
 کلید و فتح و دشتشان

من این دستان بزم پاشان که داند کسی کو خور و آشفت نگونید گویند ز آفتاب سیت بیاسانی آن جام سستی فرا بین ده که سستی فرا بید مرا	از آن گفته تم باشد و دستان که تبوان چنین در گفتار سخت شناوری چاکست آیت نه سستی فرا بلکه سستی زدا ز دل رنگ سستی زواید مرا
بیان نایب از جهان مس بمیان تا کسان بدل نایل بودن دلالتش از من جو امر و باهر ز بهر کسی کسب از ناکسان سپنجی است گیتی چه اتمی پنج سرای که بگذاری و بگذری ز اهل جهان رستگاری خواه ازین دیو مردم و فاعل و پری سپهرت بنیانش از کاستی جهان را که بنی چنین دیر پای ز بهی نا جو امر و کز اهل آن ز شور و زمین چشمه خورشید نژاد گر از اهل گیتی کی با وفا که از کیمیا کس بخود نشان آلوده آرد و چون جانی است بغشایان کهن میرانش	بیان نایب از جهان مس بمیان تا کسان بدل نایل بودن دلالتش از من جو امر و باهر ز بهر کسی کسب از ناکسان سپنجی است گیتی چه اتمی پنج سرای که بگذاری و بگذری ز اهل جهان رستگاری خواه ازین دیو مردم و فاعل و پری سپهرت بنیانش از کاستی جهان را که بنی چنین دیر پای ز بهی نا جو امر و کز اهل آن ز شور و زمین چشمه خورشید نژاد گر از اهل گیتی کی با وفا که از کیمیا کس بخود نشان آلوده آرد و چون جانی است بغشایان کهن میرانش

من انبرخ ره حقه رنجور وار
درستی نمانده در اعضا من
دل نامور پیر زیمبار بود
مرا مهر با نیش شرمند کرده
منی خواستم دید چون دهرش
سخن در برش را ندیدم از هر دو کی
حدیث فطرت بیا و آدم
نهر و چون نام فطرت شنید
با گشت تا ارچه دانه من دست
چو شمع از تیرت گریخته است
که دارم همه خوب گفتار تو
ز هر کس فطرت شنیدم بسی
آنم که آن خود در موت بود
بگوی آنچه دانی تو در جور و پیش
بگفتم که ای عقل یکم یکاست
گر هم شکر گوئی که گم است
خرد بابا ز او را تو بهتر پسر
نه چه هر چه ناراسته از تو است
فزون کن شد تو خوشش توئی
تو بزرگ دانی این گوی
یعنی تی جز جو افرو نیست

جوانخت پیغم چو رنجور وار
همه تب گرفته سر پایی من
کز اول زمین تن در آزار بود
که مهر و وفا مرد را بنده کرد
شدیم تپو نخت و خرد همدش
ز خوی و ز فرنگ هر همتی
که بس را بنوا خرد شاد آدم
چو گلبن ز باد سحر شکفت
بگو شرح این گفته با من در
یکی مفضل دوستان بر سر دوز
خوشم گرچه می جویم آزار تو
ولی معنی آن نماند که
که نیکوترین خوی و صفت بود
ببر از من و خوشیستن در و خوش
بمان عقل را تا نیکستی بقا
هنر حق گذار هنر پروریت
که بهتر پسر نه ز مهت بدید
سخن بیش مالیک معنی تو را
ازیر که جان فطرت توئی
ولیکن چگونه چو گوئی بگوی
جو افرو را کس هم آورده نیست

جوان مرد را کشتی لبه است	که خود دست نیروی خود است
عدوی جوانمردم نفس است	که با خلق یار است و با خود عدو
کشتیخ و بر خویش اندمی	که بر خویش خصمی نداند می
جفا بیند از خلق دیاری کند	ستم بیند و دوستداری کند
بخویش آنچه خواهد نخواهد پس	که با خویش خصمی پسندید پس
مروت در خلد باشد کلید	ولی نقش پای قوت ندید
مروت بر افتاده دلسوزی است	خدا را بخود رحمت آموزی است
جوانمرد خود را نبیند پیش	که جسم خدا خواهد آنکه بخویش
و ده سر نه کور ابو دسو دند	که این شیوه افتاد او پسند
نه لمر سو و نه منستی بر نهند	که منست بر داکمی سر دهند
ازیرا که تن بار رهوار است	سرا و بر آن بار سر بار است
نه بینی کشتی چو دار و زیان	که ریزند بارش بی سواد
جوانمرد نیز از ازل تا ابد	یکی بجز دانسته بی جزر و مد
بکشتی اخلاص باخته	خدا را در آن نا خدا خسته
شنیده که این کشتی دیر یاب	تبا هوش کند آرزو باد آب
همه آرزو با بر آیمخته	در آن شرف دریا فروخته
بکشتی و گردیده تشویش شیر	هم از آرزو دیاخته و آن کثیر
دوم باره انگنده خود را در آب	که امین رو و کشتی او بر آب
چو از خویشین کرده خود را جدا	گرفته در انحال دوش خدا
چو بشکسته چون خضر کشتی از	خدا کرده از کشتنش بی نیاز
که باشد در آن بجز خطراب	چو ناهمی در آب چو کشتی بر آب

چو گشتی چه باهی که دریا شده
گشته فلک کس گفتش فتا
تو از خویش گم شو که پیدا شو
چو از سر در افکندی این کند ولق
بنویش نباید در دشمنی
همین نه خود از پیش برداشتی
تبو کیمیا می سرشته شده است
تو لاجول خواندی و دیو از تور
کنون از چه لاجول شد قول تو
بگفت تیغ از بهر دشمن نکوست
بگفت جامی تیغ کنون جام به
یکی جام پر باد و خوش گوار
طریق جو از روی این است پس
چو بنویش گشت آنچه کرد از حد است
از آن ماریت آمد آتشاه را
بپر وخت از خویشتن خانه را
چو شنید کایدش می مو تن به
بشد رفت خویش از ولایت بیرون
و اگر هر چه حکم آید از پادشاه است
فتوت بنده ملک بسیر و دست
تو کشور پر و از کان شهر بار

نشده کم در اسما سسی شده
فتی گشت خواهی فاش و فنا
بعین نهانی هویدا شو
همه رحم کردی بنویش و خلق
که افکندی از خویش با دمی
که از خلق تشویش برداشتی
سکت زان بدل با فرشته است
چو دیو آن همه مکر و دیو از تور
که قوت از شسته است لاجول تو
بیفکن که دشمن کنون گشت و دست
بنه تیغ و بر جای آن جام نه
نبوش و نبوشان که شد خشم یار
که با خویش بر می نیار و نفس
نه از خشم کین فی زار و دست
که بدگوش بر حکم الله را
که این خانه وقف است جانانه
ولایت بپر وخت از خویشتن
ولایت بصاحب ولایت سپرد
که بر کشور خویش فرمانرواست
صدای خود و خست خود و دست
در آن ملک بنده تو را کار و بار

<p>که نه نای بخشش است و در باو است بیک اتفاقی که خسران کند نیارش چه باشد بوی را نه چ چگونیم که در وصف ناید فنی بد که زرد او و سواد او در راه دو کسی که ز نه اران درم بکد رم بخشش اگر بجز جوئی و دهش که در خورد و سبایه است نکرده کس از دره حق دهد در می چ اگر بنید آن کس که گوید خدا و گرمی بیند خدا نیست او که اول ببايد خدا جوینیت فتوت خدا جستن آمد نخست چو جستی خدا بنحو احسان کنی سر و زردی خالی از زرق و نه بخشی که این محو خلاق بود نه بدوست بخشی که نیکوست آن فکر دشمن آید بقصد سوت و گر ناسپاس آرد و ناسزا</p>	<p>نه در نید این ملک آب و گل است هزاران چنین کشور از تو کند که عرشش بود که ترین خانه فنی کیست شایسته ملاتی بدخواه خودنی بدخواه دوست بنفشه خویش ز ابل کرم از جوی به گرسبوی دهب فتوت ز دریا بر آورد گرد گواهان شمرعی بناید همی گواه از چه جوید که او خود گوا گوا این کرم نه خدا را بجو و زان پس براه خدا پوینیت فنی کیست آنکو خدا رحمت و گر جان بخشی نه تاوان کنی نه بر مگر بگرو نه بر شید زید نه و الیری احسان که ز راق بود که بر نعمتان نیز چون و دهان و فابند و لطف جان پرور نه بیند ز تو جز به نیکی جزا</p>
---	---

درین معنی ارم بسیاری شکرت

تو نیکو به معنی نه بر صوت و حرف

بیان پدر و کردن شاهای این دنیا بی بقا و نقوص
از تجویز وزیر دیگری را پس ماندن طفل صغیر بدو کتسرا

بهندوستان حسری دیدست
وزیر قدیش بدر سجده برد
بجامه طفلی ز شاه قدیم
هم از کودکی را دور و نرسد
نهان داشتی مادر از مردش
بهفته چو ماه و بهمه همچو سال
چو ز آغوش مادر باو شاد شد
در وهر که دیدی فروماندی
دلستان بشام از خوش نبرد
بطفلان شب عید ز عید
ز آونیه شان لپرا کنیده بود
بر او الفت افکند یور وزیر
ز مهر و عشقش آن سبق شنبه بود
شبی باید گفت فرخ پسر
که فرخ نهادست و والائبا
وزیرش فرستاد و آورد
چو دیدش وزیر آنج شاهش
بر او مهر فرزند و بلند داشت
به پور خودش خست همراه ویا

شبه دیگر آمد بجایش نشست
کلید ممالک بدتش سپرد
بدامان مادر چو درسیم
نشان بزرگی ز چهرش عیان
وزر آسیب چشم بدیاجمش
بر او روی آن شاخ نور تپال
لسان یکی سه واز داشت
بر او نام یزدان همی خواندگی
در او خور و سالان بدر و بود
که ممکن نبود دیدنش زور عید
کز او سبت شان به آونیه بود
وزر او دیدگان راستی تیر
که بر مهر و عشقش سبق جسته بود
ز احوال آن کودک بی پدر
بقامت چو سر و بواضه ساز
فرزون دیدش از انچه از وی شنید
دل خود بر خسار او گرفت و خوش
چنان بد که گفتی و فرزند داشت
بدرس و به بزم و بیاغ و شکار

قصار آمد کی روز حشین
 بر او دستور شد پورا و
 به راه او پور شاه قدیم
 جو انجخت شان دید و پیش نمود
 در آن انجمن بود دانش ور
 بر همین چو بر روی شهزاده دید
 پیامد دستور این را ز گفت
 چو دستور بشنود این شد عین
 بدل گفت باید تبه کردش
 بدانت کایزد کسی را که خواست
 بد زخم گفت این پسر را ببر
 بهامون کشیدش بحیثیت زهر
 چو قصاب دستور شوم اخترت
 مرا گفت کارم بجانست گرد
 پسر کر خوان این سخن گوش کرد
 که در خون این بگنجد در و
 بمن برنجشامی و حرمت نامی
 بجانش نجی شود مرد و خوان
 بیا بود پس عا به اش را بخون
 پسرکان همه خون پیشش ریخت
 رئیس دمی بر پسر برگشت

بدر بارش از هندوان گشته کش
 برسم نیایش بدستور او
 که هدرس او بود و یار و دیدم
 بپوسید و بنشانند و تبت فرو
 زدانش فرو خواند از هر در
 مرا و را پی شاهی آماده دید
 ندانسته دانسته را بار گفت
 که شه را به خواهر بود و این
 که ناید زیان برشته و برنش
 نیارند از و یک سر موی گشت
 نهایش از تن پسر و از سر
 بدو گفت نوشت بدل شد بهر
 پسر و در کاخ بر دست
 ولی چون پندم من این پند
 بخواری بقیاد و پرای مرد
 که مانی عذاب ابد را گرد
 که تا تو نمشد بر حمت خدای
 بریدش یک انگشت بهر زن
 در انجمن روان شد بشه اندرون
 نیای اندر آمد خود بدو پیش
 چنان دیدش افتاده بخود بد

پیوده بر دوشش بود بر حال او
 مخور گفت غم کز بلا بینی
 توئی بی پدر چون منم بی پسر
 همانا که این مرز و ستور بود
 هر ساله یک بار بغاگران
 نگشتی شه آگه در آگه شدی
 که ملک ارچه جز گلشن نیست
 چو دید آفتابان پور آرا و بخت
 نه مرد نیست گفتا که همچون زنا
 یکی سب و تیغ از پدر بارخواست
 ندادش که تو خردی و خشم چیر
 پذیرفت شهزاده آن امی
 جوانان مرز آگهی یافتند
 بدنبال خصم بد اختر شافت
 وز ایشان بسی همه آوردند
 از ایشان گشت و بخت بخت
 همه اهل آن مرز شادی کنان
 زیغما که آورد و پور و پسر
 چو دستور دید آن همه خواسته
 بدل گفت کاین گنج باشد نایاب
 پرسید و گفتند یغماست این

دزدان باز پرسید احوال او
 که بعد از خدا در پناه منی
 مرا تو پسر به ترا من پدر
 که از جان او مرد می و در بود
 ببردند از آن مرز مال گران
 تلافی ز دور می نه ممکن بی
 چو از شاه دور است بمهرست
 ز غیرت بخود بر به پیچیدخت
 نشیند و باز دبار بر بنان
 که تاز و بختهم از در بارخواست
 بخون خود اندر مرد و غیر خیر
 بسی گشت تا بس و تیغی بخت
 ابا او تنی چند بشافتند
 از وخت و یغما همه باز یافت
 زرواشته و مال و بخت و چیز
 بفروری آمد بجای نشست
 پذیرد شدندش ز پیر و جوان
 یکی نیمه بردند ز و زیر
 ستوران و اسبان آراسته
 یکی بوم و بران و چندین خراج
 که از دشمن خود کشیدیم کهن

<p>که انفرز پرواز داز که خدا گنج خود افراید آن گنج را دو اسپه بشتابد آن زبونم کشا و زر را خشم و شاد و دید که سر مایه این فرونی کجا است بگفت آنچه را که دیو و دیه پیر اندیشه شد یک نبوتش نشان بر من همه رست شد که تا برم از پنج شاخی که رست پورگران مایه من رسان رسانده نامه را سرزن همی راند در ره بگردار باد تن خود هم از پنج رسته دید ملک آده از باره آمد بر سر فروخت خشتی و دوزیر سر برامو فرو بسته چنگال شیر شکر لعل شیرش را بنده بود دران باغ بود عشرت کنان که بر لاله عشرت کند صیگاه بهیمیش یکی نامه نهفته دید که خط پدر بد بخون پسر</p>	<p>در اندیشه شد و دنیا کالی مکافات آن محنت فرخ را بدستوری شاه دستور شوم همان مرز ویرانه آباد دید بسا لارده گفت بنمای را پیاسخ زمین را بسید پیر چو شهر آده را دید بشافتر بدل گفت چرخ آنچه بنخواست و گر گونه را می باید درست یکی نامه نبوت گفت ایحوان دران نامه نبوشته کامی پور ملک آده برگرفت و در ره نهاد شب آمد در شهر راسته دید هانجا یکی باغ بود از وزیر عنان خوش رست پنج در یکی دختر میشت نورس وزیر بقامت چو سوس می خرامنده بود قصار ابراهیم هم زادگان سحر که چون آمد از باغ ماه جوانی نه ماهی بد خفته دید چو کشاد و بر خواند دید آن قمر</p>
--	--

چو روی پسر دید بهوش شد
بدل گفت باید ز غیش ربانند
تبدیل خط وستی استاد و است
بهندی قریب است این دو سخن
صنم و او منشور آوا دلش
نهفتن بحسب جوان خواب بود
ز حاجت و آمد بشهر اندرون
چو پلور وزیر آگه از نامه شد
باین خود سوزا را
یکی را که فخر دانی بود
چو روزی دو بگذشت آمد وزیر
سینه بچشمش جهان جان بدید
پسر را به خواند و دستانم داد
چو بکشد و آن نامه را باز خواند
گفت ایزدی کرده را چاره
پسر را به خواند و پرسش نمود
دگر مفتی آن گفته که گویا
برون بلند بزیارت کی
سه تنگ را گفت کاخ جادو
بشب هر که آمد و گرانم
وزان پس پسر را به خواند و گفت

می صوگامش فراموش شد
چو غیش جامل در آغوشت
که این شیوه را از پدر یاد داشت
که این را بکش با که داماد کن
بدل کرد گشتن به دامادش
چو خورشید سر زو طاق کبود
ملک اوده با طالعی رهنمون
بعشرت صلا داد و هنگامه شد
به پیوست مرثیای شمشاد
بکشتن گشت که خدائی بود
بشهر اندرون بدلیل و نفیر
که داماد دختر ندیره رسید
پسر نامه اش را بکش نهاد
فرود و نختی در اندیشه ماند
یوسف کنون چاره گرگ است
به تشریف و بر با یکا هوش فرود
یوسف کشی کرد چنگال تبر
ولی گشته ویران و غار کمی
شبا نگاه تا صبح دم نچوید
کشیدش بخون کان بود و ستم
که اکنون که با ما شدی یار بود

که روشن کند جان تاریک
زیارت کنی تا سحر نفوس
بسکین دمی و نیاز آوری
بکامش بداندیش او بمنون
یکی طاس حلوانان ریش
پیرسید و گفتش همه حال چو
بخان بازار و طاسن بام کند
نیاز آورم تا سحر نفوس
بهم خوابه تازه و مساز شد
بجای پسر شد بدستور او
شد اندر بی را و پور جوان
از دوست تقدیر گرفته کند
بجای که خود کند خند نگرین
جهان تا که خدا این سنگفتی زید
بگوش و لش آمد از غیب از
بد اما دوستورده تاج و گنج
بچشم اندر این کاخ را خاک گیر
که شد بخت بیدار و گفتا شب
ازین پس زمره تاباهی تو را
بدو شاد و بسپر دخت و کلاه
با و از در آفرین آمدند

زیارت گوی هست ندو یکا
باید هم مشبدا انجاری
یکی طاس حلوانان بری
پذیرفت بر نوا آمد برون
شبانگه برون فت از خانه خوش
بره پور و ستورش آمد پیش
بگفتا غریبی تو در این دیار
من اشب بجای تو انجاروم
جوان شد چون بخت هم باشد
خبر شد بدستور کان پورا و
سراپا برینه برون شد و دن
مگر تازه و ستانش اگر کف
چو آمد کشیدند زار شنجون
پدر با پسر هر دو خون پسید
در این هوشه دهند در خواب باز
که پدر و دساز این سرا سنج
مرد شود راه افلاک گیر
ملزاده چون بخت من نجوا
درگاه شه شو که شباهی تو را
ملک زاده بر حسب آمد بشاه
بزرگانش همه زمین دهند

نیز از در آفرین آمدند

نه هر لیس سزاوارش پای بود
بیرخواند و ستور را با پسر
بسوی زیارت که آمد شتاب
از ایشان بخرنیم جانی نبود
چو پیداشد آن مکر و ستور بود
اگر چه از بهره بیداد و است
گدشته بدل دریا و رومرد
بدل گفت وقت جو اندر دمی
بداد بمن بسزیه نیکی نبود
هما نجاشت پشیمان بخت
بسی خور و تمار بهود نشان
جو اندر دشمن باز زم گشت
چو خصم اینچنان دید شد یار او
شه از آنچه بودش قرون پیا
پدخوانده را خواند و اکرام کرد
کسی کو بیدخواه نیکی نمود
فتوت کلید در دولت است
بهشت جو اندر هم خوی او است
نی گویمت در جهان فرو با
بد خلق بزخوشن پسند و پس
بره سانی آن گیمینامی قلوب

از نایب انبیا که بخت بخت بخت

از نایب انبیا که بخت بخت بخت

بلی که خدائی خدائی بود
بجستند و نام از ایشان خبر
طیان دید و خون چو دوزخ
به تن شان تو گفتمی روانی نبود
که خصم خود و آفت پور بود
همه ناجو اندر ویش و دشت
بر او برنجشود و تمار خور و
نه بنگام بیداد و دل سر دمی است
بداد و چه جویم چو نیکی نبود
بدست خود آن زخمها زشت
جو بهود نشان دید نشود نشان
گشتش شبشیر و از شرم گشت
بصد جان و دل شد سزاوار
بدستوری خویش را و نواخت
همان مرز و ستوریش انعام کرد
چو نیکی رسان کار او تاج بود
که دولت با نذار بهمت گشت
بهشتی بود هر که در کوی و
جهان جوی باش جو اندر دشت
بدخوشن پسند هرگز نگیس
که هر یک کند نیک و بهشت خوب

کند سرخ روی چو انردیم	گزنه که از سرخ بر دزدیم
دو بریان خاموشی گزیدن از گفتن سخن باعث عدم لوحی	دو بریان خاموشی و نوبهاران گذشت
سامعان لوح و سخن ترغیب حضرت از بنه نو آیدن رین فر	جهان در گذشت بکشتا نفس
بکش لغمه تازه جان فرای	نه پیوسته شاخ آوروید مشک
برین خاموشی و رگاران گذشت	بسی بود خواهی گفتن خموش
که بگذشت نه باید و گریه	چو در جام داری می خوشگوار
که این باغ خرم بود و گاه خشت	چو لوح و قلم زیر فرمان تست
چو باشد محالی بر او زرش	شب و دشمن خضم در آید درو
چرا نجه داری روان از خار	نه فلکم دست و نه دفتر به پیش
سخن گوی اکنون که دوران	بلو گفت گزین چیست پر دای تو
بزار و مرا دید نه بسا ده سر	نگونی چرا قصه از هر دری
نشته چو تنندگان سپیش	ز بزم و وصلت چرا دل گرفت
چه شد تا در گونه شد رازی تو	از ان نخبه های نخبسم فروز
نه از شهر باری نه از دلی می	ز اندر زشایان چه داری بیا
دل از بزم وصلت گرفت این	جهانی بریشان و در هم شود
نخوان تا شبی خوش بر آیم روز	بدو گفتم ای سالخورده جان
که آشفته می نیم این روزگار	بسی گفتم اندر ز نشنفت خس
چو اندر ز کارا گمان کم شود	چرا لب نه بندهم ز گفت و شنود
که داری به نیروی دوش	
بهستم نفس تا نگویند بس	
که گفته ز نیست و نا گفته سود	

نسخه خطی در کتابت کتبه در روز دوازدهم

بسی ریخ بر دم بهیوشان
ز دانش چو بر نه بندم نفس
با قنادگان گویم و نشنوند
تو آن خسرو ترک بنیگ چه گفت
گدا فی که مغزش ز دانش شست
چو ایندشایان سرایم همی
خضر گفت که گفته لب بر بند
بنی را که از سنگ گوهر شکست
اگر بند گوی مشو مردجوی
نه دریا که گوهر ز پایاب او
نه خورشید کان بر توانشان کند
ز نشیندن کس بهانه مساز
و گر نشنوند از تو اندرز روند
من از بند دارم کی داستان
که شناسی شدت از شمی از جوی
مخو غم گر این انجمن شد و راز
چو گنج که نبودت کو میاست
اگر خودی گوهرت را نخو است
جهانی خریدار این گوهرند

درستان شاه بند و ستان
خضر گفت در ملک بند و ستان

چو دیدم ریخ اندر افروزشان
که نه خویش از ان سود بر دم
کجا سر فرازان بدان بگریزد
در آندم که اندر ز سعدی شفت
بشاه از نصیحت کند را بهی است
در طعنه بر خود کشتایم همی
بفلس در کنج گوهر مبدند
بر دم در درج گوهر نه بست
لب بند بکشتای و بی فرد گوی
با میدی آن گوهر ناب او
زمانه با مید رخشان کند
که گوش نیوشند گانست با
بگوی و بشپینایش بند
سرشته در ان دانش پاستان
بگویم تو را بشنو و باز گوی
ازین انجمن انجمن با مساز
سخن گوی بر عالمی کنج پاش
در گنج گفتار بستن خطاست
تو بکشتای بنیک که چون مساز

درستان شاه بند و ستان
شبی بود کشور به نیر و ستان

کلی بجهت در ملک اموزد از این دیار را که رسول خدا صلی الله علیه و آله فرمود

خدیوی گرم گستر و او در
 نبود از کف دست گوشتان
 جهانی بر آسود از او او
 دو فرزند بودش چو شیر
 خرمند و دانا دل و بسیار
 بفرهنگ پیش بسال اندکی
 دو چشمند گفتی که طاقند
 سر آورده چون دست با یکدیگر
 چه خوش کردی یاری یاری
 بگفتا برادرت به یار فقی
 برادر کنز او جان برادر بود
 رفیق از بد افتد نخواهد ترا
 مع القصه چون شه فیت از جهان
 چو رفتار هر یک بدخواه بود
 زمانه بر این سالیان برگشت
 شبستان سر کن زن گشت
 چو زن شفره نژاده افزون شود
 که هر یک طبع و گز زاده اند
 چه زن و شبستان چه جوان بد
 چو کار ممالک بدیشان فتاد
 فتاده هم هر یک از چپ است

به نیکی ز خورشید مشهورتر
 چو عقلمش ز سکین نشان
 فلک بنده طبع از او او
 سر او ارشاهی و تخت و کلاه
 بهر پیشه و راه و پریشان کار
 بصورت دواتا به معنی کی
 که بی دیگری دیگری مخفی
 تو گفتی دو ابروست با یکدیگر
 چه خوشتر جواب وی اندر قال
 بگفتا برادر نه آمار فسیق
 بشمشیر بران برابر بود
 برادر چو بد شد بکا بد ترا
 همان نیم ازین کشت و نیم از آن
 دو کشور بد آما یکی شاه بود
 که تا حال ایشان دگر گشت
 همان بر صدف شد صدین پر
 چو افزون شود دل پر از خون
 بکین چنین خویش آما ده اند
 چو افزون شود کاشان آردین
 همه ملک ایشان بریشان فتاد
 که ملک بجا مانده تنها مرست

ولی هر چه از پور کتیر بدند
ولی با خدا آشنا باشند
چو مهر نراوان ز کبر و منی
از میان خداوند بزار شد
اگر کشیم و اگر نبندیم ایم
ولی سرکشی کار را بر من است
سرافرازی اندر سر افکندگی است
چو فرزند گیر و خلاف پدر
که مخلوق را چون چنین است کار
چو شد ملک در پنجه کمتران
بسودند سر بر سپهر بلند
یکی زان اسیران که در بند بود
بسی کرده بدجهد از رای راست
ازیر که با هر دو پیوند داشت
بهر یک دل از مهر افشیده خسته
چو ناچار شد راه انیان گذشت
سر انجام بدینک دانسته بود
خود نیز آینه بود صاف
چو آینه بازنگ جست اتصال
کم از جسم جان از نه گو یا بود
نه از نوازه جان در گذار

ز مهر نهر ننگ بهتر بدند
ز انصاف گیتی بیاد باشند
گرفتند آئین آبر منی
ز رحمت با خدا و گان یار شد
همه کرده آفریننده ایم
که مزار فرینده را بر من است
نشان سر افکندگی بندگیست
پدر را زیانست و خود را ضرر
کجا بنده و کو خداوندگار
به چند سر پنجه مهران
سر سرگشان شان در آید بند
بسیوار مردی خردمند بود
که کین از میان نیز و بر سر داشت
ز هر یک جدا جان خرسند داشت
بهرای مردی بیاموخته
بهمراه آنان علم بر فرشت
چو دانی به پیونده باری چه سود
بشد تیره زانینش کبر و لان
چه فرقت آینه را با سفال
کم از مشک مشک را به بویا بود
چو پیر از موده نه بنده و بکار

ولی جمله تدبیر با گشت سست
خرومند را نیز ندبیر بود
به نیروی دانش بسی چاره کرد
غنه آموز کارش چو در بند دید
هم او را و هم حق او را شناخت
به پیش خودش خواند و اگر ارم کرد
چو روشن روان دید اگر ارم او
زمین بوسه رو گفت کامی شهر یا
رخشتم بدت باد اختر سپند
بشکرا نه این همه آب و جاده
که با ست در وی همه شامه او
شوش گفت قحطی گوهر نیم
یکی بند بکشتای از گنج نیند
نه پند ارم آن گنج گانده تویی
که آن گنج داری بیا و بار
نخندید و انا و برش ناز
مر نیز این گنج مقصود بود
ولی در جهان مانند هم پیشه
به تن زخمه نیر دارم چه خنک
اگر حلتی یا بم از روزگار
آبوشن و لا انچه گفتند با

بی آنکه تقدیری آید درست
ولی سخره دست تقدیر بود
ولی چاره بیرون بدار دست
ز شادی برویش چو گل شکفت
بصد لاله از بندش آزاد است
ز احسان رسیده ولی ارم کرد
دو باره در افتاد و در دام او
مبادی نثرند از بد روزگار
یکام تو ز هر جهان باو قند
یکی گنج دارم سزاوار شاه
بیای شمش کرد خواهم شمار
چنان دان که سالار کشور نیم
که آن گنج جود دل بهوشمند
بجگر گنج دانش که آموختی
که آن گنج بهتر بر شهر بار
که دانم نداری بگو بهر نیاز
که این گنج مر شاه را سود بود
دل از بود نم در جهان پیشه
که در خونه نیمه عباس
بگویم تیر را آنچه آید بکار
نه بداری آن نزد خفتند با

خستین بدو گفت کامی شه یا
گر از پاک نیروان فرمش کنی
حگر که چو برداری از خواب
چو بر دور که این روی رخ کنی
درون از هر آلاشی پاکد
که از خاکی و خاک خواهی شد
و گر مرد بیکاره را خوار دار
به بیکار مردم خدا و من است
ندیدم به از مردم پیشه ور
شناسد که نیروان بدنان او
ولی داشت پیوسته خود را بکار
هر آنکس که بنی بکاری است
شه و عالم و لشکر و پیشه ور
بگویم ز شایان چه باید نخست
دروغ از همه بذر شایان تر
که هر پیشه را که سلطان کند
اگر از رعیت زبانی رسد
ز شایان که آید کی ناپسند
و گر پیشه خسران بخش است
بودش یکی چشمه خوشگوار
بجوشد چو برداری از چشمه آب

دل خود همیشه به نیروان سپار
چرخ دل خویش خاموش کنی
نیایش بر بردار دادگر
بخود روز آینه فسخ کنی
بر دادگر چه بر خاک دار
چو پاک آمدی پاک خواهی شد
که بیکار مردم نیاید به کار
که از پیشه نیست این من است
خداوند را بنده بنی ضرر
کم و بیش و آمد بفرمان او
که خوش نیست تن بر دروغ
اگر خود رعیت و گرباد شاست
همه هر کی رست کاری دگر
بود عهد و پیمان گفت دست
کز آن عالمی رست بیم خطر
رعیت بناچار نیز آن کند
ز یالش گنج بر جهانی رسد
جهانی برنج و بخت رسند
کز این پیشه و لهاد شایان است
همه تشنگان که روش از مکنار
و گرنه بجوشد شود چون سراب

چه باید بگل چشمه انباشتن
 و گر شاه را خشم کارست مهر
 چو شمشیر جله خشم است غوغا شود
 جهاندار باید بطبع جهان
 چه بکینرستان پالیز نیست
 ولی باید بخش خشمندان کند
 جهان دار را بسیم و مهید به
 ازین هر دو چون یکی در محل
 بناید به نرمی نهد و از سخت
 و گرنه چو بشناختندش سلیم
 و گرنیز یکسر بود دشمنانک
 بدر بار اوره بخوید کس
 و گر لازم آید جهان دار را
 تبه گشت چون در تن آینه
 یکی چون تباهی بود خوی او
 و گرزین دوازده سر ز قش تن
 اگر چه بود خویش پیوند وزن
 و گر شاه را پیشه خلق نکوست
 چو شاه جهان مهربانی کند
 دل شاه با خلق اگر بد بود
 زبردست باز بردستان خویش

که آتش فزاید ز برداشتن
 کز این هر دو بر خاست و سپهر
 و گر مهر بس فتنه بر پا شود
 که گاهی بهار است و گاهی خزان
 و گر جمله کربا بود نیز نیست
 که خود را نه آخر پشیمان کند
 گاهی خند و گه برابر و گره
 نباشد باک اندر افتد خلل
 که کامل شمارند او را است
 گر آتش شود زوند از بدیم
 از و خلق دایم تبر بندوبست
 با و راز کشور نکوید کسی
 که راند ز کشور تبه کار را
 بداروست در مان خونریزی
 ز اندر ز رویم است داروی او
 چو خون تباہ است خوش بریز
 چو عضو تباہ است او را بر زن
 که خلق نکو سازدش خلق دوست
 جهانی برا و جانفشانی کند
 بکوشش که او دشمن خود بود
 چو شد خصم شد خصم با جان خویش

که گر چرخ شانست کیفر نیست
 دل باز منی است و خور و دست
 نه ممکن بود تخم کین کاشتن
 و گر کار شده در بر آوردن است
 سه قلعه بکار است مرشاه را
 یکی زنان سه سازند از او گل
 و گر قلعه از آهین و زر کنند
 سوم قلعه شان بندگان خداست
 گزین باره شان بیک محاکم بود
 چو زین بگذری قلعه لشکر است
 چو این هر دو شه را مهیا بود
 و گر نه بگوید است از انهم شبی
 و گر آنچه است را نیاید بکار
 که آرد فراموشی از کار ملک
 در حصید آموخته شه رو کند
 نیگار شهان در کند و نشان
 حلیت قرار از نه همه بود
 شه آن به که بازی چنان آورد
 به پیل و پیاده با سپه زیر
 شاهی که شه را نباشد وبال
 انشای که در خون دشمن بود

نشنید تا او شود از زیر دست
 دهد آنچه گشتیم از غوب و نشت
 و را و خرمن مهر برداشتن
 گزین امین از غارت دشمن است
 پی چاره جسمه بدخواه را
 بیاس زن مرد تر سنده دل
 که بغیرش از جمع لشکر کنند
 که سامان بیکار ایشان دعاست
 بر او دست برد کسی کم نبود
 که بنیان آن مرد کند آور است
 سوم قلعه اش نیز بر جا بود
 که از آب و از گل بخت آبروی
 ز باد و قمار است و شرب شکار
 از و بشکند روز بازار ملک
 بگوید کشور اول بی آمو کند
 دل و دوستان به سر و شمشیر
 نه در خور دسلاار کشور بود
 که از همه سران تاج و کشور برد
 سپه روز و از باد شایان سیر
 بود خون دشمن که با دشمن جلال
 کجا در می صاف روشن بود

که سالار کشور چو شیر است	ز احوال کشور خبر دار نیست
از آن در دور و سر شاه پس	می صاف شه خون بدخواه پس
که شاهد بود شاه را سازگار	یکی زن یکی دولت پایدار
بر یکی هر چه کم کثرتش در دهر	یکی هر قدر بیش شیشش شمر
برنج از یک چو بگشت بخر آورد	چو کشور فرون گشت گنج آورد
دل شه ز راه خسر و کم مباد	نیاز شش پیوند مردم مباد
که پیوند خلق است فرزندان شاه	بفرزند خوش نیست پیوند شاه
شه اندر مکیان باید وارجمند	نه بسیار کوی نه بسیار خند
که در خیره خندی بسکاستی	همه مرد را مایه خواری است
بد فرمان عمل دادن و دستگاه	کند با نگاه بزرگ تباه
زبون پروری آفت نسیر است	ز پرالگان پشت دولت تویت
چه باد دولت پادشاهی کند	چو در خانه خود تباهی کند
و اگر کشته چیست لشکر کشی	ندادن بکس مهلت سر کشی
که گشته پی زش از پشت	بتا ز و براء دشمن زیر دست
چو هر روز گیسو درده تازه	از و هر کسی گیسو داندازه
و دیگر که آرزوم و تن پروری	هم او ماند از کار و هم لشکری
چه خوشتر که روزی و فتنی برنج	ز خود برنج بر گیری از خشم کج
ز ویرانه خشم دولت کشان	آبادی بوم خود بر نشان
ز مال عبد و کنج باید بخسار	که مالک خود کنج باید کشار
ز مال عیت چو مخزن نهند	بنام کامه آخر بد شستن دهند
بخونی و دوزار شه آسان گرفت	و اگر کامه از آن مال نتوان گرفت

چو بید که ز بر دو کفر نبرد
چو خبر برد و باز ارکان گشت
و گشته که افزون گرفت از خراج
بجوخت ازین ملک بیرون نبرد
چو در میان بفشاند تجمی که داشت
بدو یکستان کوچی خواهی از آن
و گر شاه را رای زن در خورست
زده تن چو یک ای گشت هتوا
چو رای پریشان زند بهر کسی
از آن هر چه شه را بنجا طرشت
ولی تا نگردد هست باید نفقت
مبادا یکی زان همه انجمن
بسیار از یاد میان دو یار
و گر شاه باید که در بهر دیار
ولی کن نبایستش امر نشست
خدیوان که بودند کار آگهان
بسامه محرمی گشت بخدای گشت
من از محراب پیش گشته نفور
چنین خواندم از داوود گشت
یکی اهل دانش و گر لشکری است
بود هر کی پیشه را سزا

ای که در خور است

ز نش غرا کر بار دیگر نه برد
کر او را نکشتی جهان را بکشت
تو غارتگرش آن خود ارمی تاج
که ده یک و دهانش افزون
تبه گشت یعنی نکرد آنچه گشت
که خود گشت پیاره ده یک تاز
که از تیغ زن رای زن بهتر
به از تیغ شمشیر زن صد هزار
به یک باید فروشد بسی
ببایست گرفت و بر کار بست
که بس از یار یار بیا گفت
نهانی دشمن رساند سخن
کز آن انجمن کرد خلقی هزار
امینی فرستد گذارش بکار
کز اینگونه در ملک و غیرت
ز مجرم نهفتند از نهان
چو خوش بگری محرم دیگری
که جسم ز نزدیک آید دور
که نه بخش کرد و خلق جهان
سوم هر که پیشه منقری است
که آن دیگری را نباشد روا

نصفه یکا ده است که در صفت ایضا و احوالی

<p> بنای بدگفتن ره و دیگر کند ملک ویران شود نام تنگ تبه ساز و آیین و انشوری نخلقی زیانست و بر خود ضرر یکی مایه و رپود بازارگان ولی از یک افزون فرزندان که سودای سودا بنودش سپهر که با مسکنت زندگانی کند بسک ویران همی حجت راه که کامی نه بر وفق و ستور حجت نشت و نظر سوی مبتلاست که بر خلق آسان شود در راحت که زر کم بدو کار بسیار است بدر بار سلطان ایران ششت که شاهش بخدمت پذیرد سپهر بگفتا شود کار کشور تباہ ویران آیین گشت گردد دوز پنویدری جز بدستور تو ز ضرر و آغشی چه داری خبر شوی شادانکه که سودی بی چو اندک ستا شد و افزون شد </p>	<p> ازین هر سه هر یک نگرانی فقیه ار کند ساز سامان جنگ چو ساز قضا بخت کند لشکری و گر راه اینان رود پیشه دور شنیدم که در عهد نوشیروان زر و سیم بسیار و ربندا و بسر داشت سودای کا سپهر نیخواست بازارگانی کند بدستوری پاک دستور شاه ولی دست از امید دستور چو نوید شد ز آرزوی که داشت بلی خواست بستن شینکخت ولی خویش بازار از آن کرد چو بازارگان روز فرصت بیا ز رشه در پذیرفت آمایه زر پذیرفت سیم و پذیرفت شاه تو خواهی که پور تو گردد دهر چو دستوری شه کند پور تو تو چو چینیاشتی سیم و زر تو بازارگانی دار مشتری حجت کجا سر فرمان نهند </p>
---	---

بلبل بادشاهان که سنجیده اند
 وصال با چنین نظم همچون
 دوزبند تاج تخت و تکیه
 دوزگر نمایه از یک صد
 بفرق فلک یب چون قیدین
 یکی آفتابی در ایوان بزم
 یکی جوهر خورش جان گرامی
 یکی زیوری تخت جمشید را
 خرد گفت رسوائی خود میخواه
 که گفت گهر سوی عمان فرست
 تو خود را به بهود و نجه مساز
 دوازده کز اختر رهنمای
 تو ز آیین انیان بشور از جوی
 بلی گفتم این مرد و فرزانه شاه
 بآیین نیکان پذیرا شدند
 کنون هر قدر پایه شان شیر
 نه بازار کافی که کالا خرید
 متاع من از بست ناسودمند
 بیاساتی آن سود سود اینان

بدو نیک گشو چنین دیده اند
 تار و دوازده بد و نظر
 خداوند شیراز و کرمان زمین
 سپهر جلال آفتاب شرف
 حسن شاه غازی و سلطان شهنشیر
 یکی شتر زه شیری بمیدان نهم
 یکی گوهر افسرش چرخ سای
 یکی زینتی تاج خورشید را
 کز اختر کنی زینت مهر و ماه
 و یار نیزه ز می ملک مان فرست
 که هستند زاندر ز تو بی نیاز
 کتابست هر یک فرستگار
 چو جستی باند ز شاهان بگوی
 شنودند از بخردان رسم و راه
 بآیین نو کشور آرا شدند
 باند ز درویش درویش تر
 همان را خرد و کاندرو سود و دم
 ز یانی ندارد که واپس دهند
 که عیش ندیدم سود و دین

بده تاز سود و زیان وارم
 ز تشویش سود و انیان وارم

خطاب قلم راستی ضم و تنبیه برین معنی که تا از حقیقت حال
پیشین ننگد رقم و بسوی مطلوب خود توجه آرد و هر دم

<p>بیایا خامه از سر بنه سر کشی کجی را بنه راستی پیشه کن خنهای پیشینه هرگز گوی که این رزم رزم دلیران بود نیکی و کم از هفت خوان از گوی سپید ز که گردون بگردون کشید تتمن بیازار گانی کشود بر قهقهه هفت خوان راز یاد اگر رستمی هفت خوانی گرفت بلی آسمان بود بر زمین خطا گفتم این که کشان آه او گویم بهرام گردون نور د که سالار ترکان حصاری گرفت حصاریت سر برده بواج ماه چرا گفتم که آسمان بگردون د نشین گوی بد بر آن کوه سر بر او زه پیاری ستاره نبود جز آن ترک یل کور لغو خست بران کوه سر جامی ختر گشت</p>	<p>مکن با چو من خاک گشتی ز تیغ یل ترک اندیشه کن سخن غیر فتح سپید ز گوی نه ناورد پیلان و غیر آن بود ز نیروی کرد جان باز گوی حصاری ست گفتی خدا آفرید وی از نیروی پهلوانی کشود که بگذشته بیج است نابوده با بزرگ زمین آسمانی گرفت گرفت نیست با و بریا و بین بند آسمان تا که گاه او ست ز ترکان کسی ره بگردون کرد که بهرام از دمانده اندر شکفت ز پیودش خسته پیک نگاه ندانم بران کوه هر چون بود سفر سنگ ره دور آن بیشتر نیازش به برج و باره نبود بر او از بند می تابید مهر که خشنده پیکان تیر و بی است</p>
---	---

بر او بر شدن کار کس نبود
از آن رفت کس ننگه هر
بر او ریزی کرد جای نشست
چو شد بایه و کشت گروش کرد
چو کارش از آن بایه بالا گرفت
با و ارغمان آمد از هر دیار
چو خوش گفت گوینده نیک
سر چشمه شاد گرفت تن بیل
ز نشیندن ناله داد خواه
پور شه نشاء شد جامی تنگ
زری شد چو در پارس آورد و
چو نمود از روی پیکس با جبت
رهر سو فرام شد حساب او
بکشور زهر سو سپه تا ختی
بلی هر که او را حصار می چست
بسی بیم و امیدش آمد ز شاه
تسی مغر از سر بر از باده بود
چو پایان کارش را ندانید
سوی نیل شد انشت شاه
بفرمود کان لاف خد شکر می
برادر چهارید و چون یک شد

اگر رفت کس غیر کس نبود
که بر طایر ترشش بست بر
نخستین بازار گان راه بست
ز انبوه دزدان بر آن تیغ کلاه
شد سلی و راه صحرای گرفت
که بنشد بر ایشان بجان نینها
که بر جانش باد آفرین از خدا
چو پرست نشاید که شتی سل
بکلی طمع کرد در ملک شاه
نماندش در آن بود جامی تنگ
ز شه کس نه پرداخت بر کار او
قوی تر شد از شاخ شکر کشت
چنان شد که کس را بدست او
همه کشور شه به ساختی
نه ترسد ز کس که همه آسمان
که آید بر او و نسا بد راه
وزان بیم و امید ازاده بود
همه کشور از وی پر آواز شد
که از دیو پر دزدان جایگاه
خواهد بداند استخانی بری
همه یار و گان ملک نیند

اکنون گاه مردی و جانپازی است
 همه بر سپید ز کین آورید
 بگوئید و آن قلعه ویران کنید
 چو فرمان سالار خواند ایلمخان
 ولی چون خردمند و سنجیده بود
 نبی جسته میهوده کین توختن
 بدشمن فرستاد و اندرز کرد
 بشد لشکر آرای باسی سوار
 چو آمد بدگر و دشکر شکن
 پذیره شدش پیش سالار لر
 پیشش گری را بیای ایستاد
 نخستین سپیدش از ایلمخان
 که اردو در گردون مبادا نشند
 هم از پهلوترک سپید باز
 که دل را بنیازست بر چهرشان
 جهان دار و اندک نازنده ام
 تو ای نامور پهلو کام گار
 اگر جدا دیده بر راه بود
 ولی ندستی دشت گر پهلوان
 مرا خواند بایستی نام دور
 سرافراز گفت کین برکش

ز بیکان ملک پروازی است
 بلند آسمان بزمین آورید
 کسانم پنگان و شیران کنید
 بسرز چو دامان کین بریان
 بکیش و بدانش پسندیده بود
 چو شش بند کار او سوختن
 که شتر طست اندرز نگه نه برد
 بدان کاور و در ره آن بکار
 بسی تلخ و شیرینش اندر سخن
 سراز منفرد خالی دل از کینه بر
 دوران پس بلا به زبان کشاد
 که چون است آن را دسورون
 گزندش مباد از سپهر بلند
 ز کشته بر او شش آن سرفراز
 درونم بیا کنده از مهرشان
 باین دو دو مان کشته بنده ام
 قدم رنجه کردی و دین کوه سا
 نیازم بدین چهره نخواه بود
 نبایست خود رنجه کردن دل
 که تا کردی پایی خودت بر سر
 تو را خواند می ای نیکو سپید

خود ایستاد زنی آدم بی شکلی
ولی حکم شد رفته بر این بخت
درین خدمت اگر کردم باز سر
بر او مرا گفته آن نام دار
که چند نیست کامد بشاه این خبر
همی سپری راه خدمت گری
ولی می باز این پیکار گان
ز تو رسم نامر و می تازه شد
اگر تهمت است این تهمت و را
که که تهمت است این شهادت
ولی که بیای خود آئی بشاه
و کر نه منت زین و تارم بر و
بخندید و بولت پرازان کرد
سه سال است تاس بر این کوه
شهنشاه ایران بدین گذشت
خبر شد ز من حکم فرامی فارس
کنون ایمن می کنند باز خواست
ز شاه و شهنشاه مرا پاک نیست
باین مردم و باره و پیر کی
بر این کار که خود بود دست
تو این در که بینی کشیده ماه

فوتادمی زین سواران یکی
من ز این بختان سر فراز جهان
ز من بنده خود نبود این قدر
نه از خود بفرموده شهر یار
که از راه خدمت کشیدی تو سر
سر سر کشی داری و خود سری
ببروی بسی مال بازار گان
ز جو تو گمستی پراواز شد
ازین کوه سر برد و ادای
و گر هست است از تو کفر کشد
ز شاه ایمنانت بخوابد کنه
بر انم ازین کوه سیلاب خون
وزان پس بگفت ای سر فراز
لخمی سوز مردم برم گاه زر
نیرسید وزین راز آ که نگشت
تو گفتی و رانیت پروا می رس
کی اینها باین ایلی روست
که ماشاه کشور دلم پاک نیست
سپارم چو دل با و از کی
که من دل پیر اندیشه دارم کن
کسی را بر او بر شدن نیست

مگر زنده کرده دل سیستان
 و گر بر کرا باشد آهنگ من
 گوزابل آنروز این در کشود
 نبوده ست در عهد پیشین نعلنگ
 کنون گر همه دشت رستم بود
 بده تن کا نذا چرا لاک ست
 چو تیمور بند میان رزم را
 برایشان چنان آتش نشان کنم
 ولی اگر کند پهلوان هتیری
 بگو شیم و برخود فرایش کنیم
 ز بر دست گرد و چرخ زیر دست
 سرفرازیل کاین سخنها شنید
 ازان بیجا با سخن گفتش
 همی دست بردی بشمشیر تیز
 بخود گفت ز نهار خایم مکن
 زمانه دراز ست و در دست
 و گره باند ز زلف فرو و بپند
 سوم ره تلخی زبان برشاد
 چه باشاد ایران کنی داوری
 ازین پشته گل چه پستی کنی
 نه اسپید زار بر سپهر بلند

و باشاد تیمور گیتی ستان
 کجا گیرد این قلعه از جنگ من
 که سامان گیتی دیگر گونه بود
 که بودی دیگر گونه آیین جنگ
 جهان سر بر سر سام نیرم شود
 کنم هر کرامت چون خاک کبت
 کشد انده دشت و خوار زرم را
 که انبوه ایشان پریشان کنم
 از و هتیری و ز ما کتیری
 چرا دیگران راستایش کنیم
 شود آسمان از چه چون خاکست
 پیچید و روشن دلش بر مید
 و زان بی اوب نام شه بر دشت
 کزان پیکرش را کند ریز ریز
 فرستاده ناتمام مکن
 با خروش و موسم باز عبت
 نیاید نگون نخت را سووند
 که امی ناجو انمرو ناپاک زاد
 کز اختر سبا و اتورا یاوری
 که باشاد ایران درشتی کنی
 به نیروی اختر شوی شهر بند

بیایان تور او سیکل اورد
تو خود را ازین قلعه سر درین
هزاران چون شاه دار و دوار
کفی خاک بریک ازین توده خاک
من اید زباند ز رو نید آدم
بنودی اگر تیغ من در نیام
درشتی بر مرد خسر و پست
تو با ایلمان چون مدار کنی
نه آن بچلو ترک رفت از میان
همه بندگان در سر دند
مر پاس ایلمی عنان گیر بود
کنون رزم را یکسر آماده باش
بیک هفته ماند اندران کوه سر
به شتم بیامد بسالار گفت
نشت ایلمان بر در شهر یار
که گر رای شاه است جنگ ورم
هر چه از جهان از نسب یان رسد
وز این سود اندیش بی نام و
بشبه نامه از دور رسد که
شکاست بشبه برده از ایلمان
کنون یک نظر پیش یا نشکود

نجم کندت اسیر اورد
کز این توده بسیار دارد زمین
که هر یک نند با سواری هزار
اگر باز گزند گرد و خاک
فرشاده گی پای نید آدم
زبان تو ز نیسان کشتی بکام
کمن پیش ازین تا ز باقیست
که با شاه کین آشکار کنی
که در بندگی بوشن سالیان
چه خواهد شد از این سخن بشنوند
چو شنیدی آنرا که گفتیم سوده
بلندی نمی خواهی فتاده بار
بگشت و به پیودان بوم و بر
همه هر چه دید آشکار و نهفت
ز نوحیت دستوری کارزار
و گرنیت فرمان درنگ ورم
همه گوش داریم تا آن رسد
بکرم و بیلست بدافخت جنگ
فرستاد و اظهار شرمندگی
که دارد سر کشتی در نیام
ز ایران کسی را یکس نشود

گر این در بختا در جنگ او
 اصلاح آبخان بنیم اسی شیدا
 بدست من این بوم و بر سپرد
 برآوردم این راز را از نهفت
 بود شوم نزد کسی و راسی ن
 نقش پیش شوکارا و با فروغ
 دو فرمان رسید از در شهر یار
 یل ترک مشکربان طلع خست
 از ترکان بهرله او شش هزار
 سه فسخ برادرش همراه بود
 کی فسخ اسپهبد را دلو
 یلی پردلی را د پر مایه
 فلک را مدارست با نجرش
 عید و نهم از نوک تیرش بفر
 کند آتش از آب تیغش حذر
 ندانسته کان آتش آیدار
 و گر لشکر آرای سپروز جنگ
 جوانی بالا چو سرور و ان
 سپهری بغیر آفتاب بچهر
 شود هم نبرد از پشخ کبود
 از اندم کش از حد کشاده است

چنان دان که گشت پنهان
 که شد داردش باز ازین گمان
 بدو نیکش از چشم من نیکرد
 بگفتم بشاه آنچه بایست گفت
 و زان شوم تر دشمن را زین
 که فرق است از راستی تا دروغ
 بان کس بگیر و بان کش یار
 نگین بدانیش راحله خست
 همه گرد و جویده کار زار
 که هر یک جانفش میاخواه بود
 که در زرم کوهی به بنیاد بود
 بغیر می آسمان بایه
 که خشم ستاره است هر گوش
 چو از پیش تیر شهاب آهمن
 که در سنگ و آهن فرو برده
 نماید ز آب در آتش گذار
 که آسوده از وی نهند پلنگ
 تجدیر میر و به نیر و جوان
 بیالای خورش آفتاب سپهر
 زیر آردش همچو بیشن فرو
 بروی و کرد دست او کس نیست

چند
 که
 بدو
 نیکش
 از چشم
 من نیکرد
 بگفتم
 بشاه
 آنچه
 بایست
 گفت
 و زان
 شوم
 تر
 دشمن
 را زین
 که
 فرق
 است
 از
 راستی
 تا
 دروغ
 بان
 کس
 بگیر
 و بان
 کش
 یار
 نگین
 بدانیش
 راحله
 خست
 همه
 گرد
 و جویده
 کار
 زار
 که
 هر یک
 جانفش
 میاخواه
 بود
 که
 در
 زرم
 کوهی
 به
 بنیاد
 بود
 بغیر
 می
 آسمان
 بایه
 که
 خشم
 ستاره
 است
 هر
 گوش
 چو
 از
 پیش
 تیر
 شهاب
 آهمن
 که
 در
 سنگ
 و آهن
 فرو
 برده
 نماید
 ز آب
 در
 آتش
 گذار
 که
 آسوده
 از
 وی
 نهند
 پلنگ
 تجدیر
 میر
 و به
 نیر
 و جوان
 بیالای
 خورش
 آفتاب
 سپهر
 زیر
 آردش
 همچو
 بیشن
 فرو
 بروی
 و کرد
 دست
 او
 کس
 نیست

اگر دشت یکسره بود نیره دار
 سووم شیده قش نیو خمر گذار
 جوانی هشیوار و راد و ترک
 که در چشم او زرم چون زرم بود
 یکایک ز اسباب سامان جنگ
 نه خود و سپهش نه گستر توان
 نه مغر بستر نه بتن جوشنا
 تو گفتی که با تیغ بازی کنند
 بهمه راه هر یک ز گردان هزار
 پس پشت شان بود سالار کج
 دو باره هزارش بهمه راه مرد
 بلند اختر می دور از چشم بد
 برخش اندر و تیغ و رشت او
 یکی کز پولاد و جنگ دشت
 یکی باره برق تنگ زیر ران
 بدشتی سپه راه می رانند
 که آندشت خاص از پی جنگ بود
 بسالار گفتا سپه دار گرد
 بلند آسمان ست ابن کوه نیست
 بوئیره که کوه ست بر یکدگر
 اگر کس جو آتش بهالار و د

در اید چو شیر می که در پیشه زار
 سپهر بزرگگی یل نامدار
 بخردی تبدیر میران ترک
 تو گفتی همه کام او زرم بود
 سناندا شنیدی و تیغ و تنگ
 نه پروا می پاس تن پهلوان
 ندلپوش چون آینه روشنا
 بجان باقتن کار سازی کنند
 سیرنده با اثر و شعله بار
 یل شیر دل ایلخان سترگ
 نهفته رخ ماه گردون بگرد
 همه تن توان و همه دل خرد
 چو چرخ می و مهر بر پشت او
 که در پیش کوهی گران سنگ است
 که بودش سر جنگ با آسمان
 کجا دشت زرش میخو اندند
 از ان تا بنگه نیم فرسنگ بود
 که این زرم را خواند توان شمر
 بر او دست با پای انبوه است
 کسی را بر او بر نباشد گذر
 کجا برسد از غریا رود و

<p> هلاک جهانی بجهاد اوست بساید اگر پس اگردا برآورده آن با کج و ننگ رفت نباشد فراتر شدن راه او یکی از هزاران برآید کس است بود چار و دروازه از دست دو دیگر شتر خواب با گشت ازین سرزمین بیشتر گذریم شب و به نگاه باز آوریم کراد و را خردگرگون شود که این رزم کرد و بجا بس نگرد و زیکا ره گزیند بود جسم را سود و ما را زیان براین که نیارست کردن کد ازان بدکزان پیشتر برزاند بدشمن زمانه به تنگ آوریم سپه راند با یتیمان تا کمر مگر ز ایشان دست کوتاه شود نیار و گلوله برایشان خور برایشان شود کار سخت چو یک روز گردد به نیت هلاک </p>	<p> کران ننگها در کمرگاه اوست کند هر یکی خصم اگر ز آن راه بهر جا تواند با جنگ رفت کس از بسیر و تا کمرگاه او بر او مرد اگر باز اگر گرس به و چار راه است باریک تنگ سپه شیر و زرین کلاه است آن همین جامی لشکر فرو آوریم بهر روز بر کوه تا ز آوریم بپایان بپنیم تا چون شود بپاسخ چنین گفت سالار باز چو ما بر زمین خصم باشد بکوه بر آن رزم اگر بگذرد سالیان جهاندار تیمور با سستی هزار سپه چند گاهی بر این دربانند مگر بر کمرگاه جنگ آوریم اگر سنگ اگر آهن آید بس کشان آنچو در کمرگاه بود و دیگر کز اینهای تا کوه ونی در کمر با فتنه و خندنگ ز ما آنچه بکما به کرد و هلاک </p>
---	---

چو صد تن بیک و زشتن دهم
دوروز از زشکردن شد بیدار
سپید پسندید این رای گفت
همه هر چه گفتی درست آرای
کنون هر چه کوئی تو فرمان برم
و گر روز کاین گنبد تیز گرد
بوی این کوه سر شد بلند آفتاب
سپید بیامد بر ایمن
رفا نش ببوسید سالار ترک
بیانوش که فرخ بقال آمدی
ز تو باد پهلوی لشکر قوی
و گر لشکر آرای لشکر پناه
در ارم ببوسید و نشا باش گفت
مرا روی تو اختر روز باد
و گر کمتر این گرد مهر نژاد
ببوسیدش مخبر پر از آب کرد
سپاس تو چون در میان آورم
که دادی سه فرخ برادر مرا
گر اجموح من در صباح امید
بیار این چنین گفت کامر و خجک
داند لش از ما رسته مع بار

بسیار از این شعرها در کتابهای دیگر آمده است

از این به که صدر روز صد تن دهم
سوم روز ترسان شو در نخواه
که دولت نه بخشد کس را بخت
همی تا زمانه بپاید پیای
بجز راه فرمان بری نسیم
شبه را بدل کرد با لاجورد
ستاره نمان شد برین نقاش
زوه و امن پر ولی بیان
چنین گفت کای پهلوان
به بخت و بد دولت جمال آمدی
که هم پهلوان زاده و هم پهلوی
میان چست بر سینه آمد ز راه
که جلالت بر روشن فردا بخت
وز این اخترم سوز فرور باد
بیامد بنزد برادر ستاد
بنالید کای پاک نیردان فرد
مگر جامی هر موزبان آورم
بهرنیک و بدیار و یاور مرا
سه خورشید تابان بیکجا مید
سه اسرنه از بهر نام است تنگ
سخن گفته از هر دری بشمار

بسیار از این شعرها در کتابهای دیگر آمده است

ز اندیشه مر و خسرو دست
 اگر چه به بنمودن شمشیر و تیک
 جز اندازد زه شد زشت کوی
 به نیروی بد کوئی شست مرو
 بکوشیم تا گرد آن گرد پاک
 دل از مهر شه باید آراستن
 جویاری و دباختر شاهمان
 بایست کوشید ز انسان شاه
 کردول بهر شه آمد گرد
 بگفتند و بر آسب بستند زن
 سوی کوه بادار و گیر آمدند
 برافروخت چون آتش جنگشان
 چو آن سیل شد بر فراز شیب
 بسالار و او آگهی نیده بان
 بکینه کمر بست از آن که دلیر
 گران شکما کرد از آن که پا
 ولیکن به نیروی بخت بلند
 به ترکان چنین گفت سالار
 که این شکما کاید از کوه سر
 گلوله برایشان نیار و گذار
 چنین مانبر و یک ایشان بود

بشه باز گونه نمود و آنچه هست
 دل خسرو آینه هست یک
 ز صد گفته باشد یکی را اثر
 بآینه شاه به نشسته گرد
 و گرفت بایستمان در بلا
 پس آنگه ز به خواه کین جستن
 کند چهره بر خصم بد خواهان
 تو کوئی تناده است در زرنگاه
 بهاره به بهر شمشیر و
 چو در باغ بخش و را آمد زمین
 چه کوه آمد از اسب زیر آمدند
 چو آتش بسالار شد آتششان
 بنمود بر بلر ز سپهر از نیب
 که آتشک که کرد و سیلی گران
 چنان کاختر شوم ازین چرخ بر
 تو گفتی که بار و ز گردون بلا
 بیک تن ز ترکان نیامد گزند
 چو اندازد گرفت از کارشان
 دلیران مارت است بهر خطره
 با شکشان آمد از کوهها
 با با همه سستی آرند زور

بر کوشش بنایست از پشت
 در این بود که کوه رسیده
 شبان شد بسالاران گرفت
 میل نامور لشکر آرمی گرد
 کز این نام بهتر بود تنگ ما
 بهنگام سختی جو یغما کنند
 چو با ما چنین باشد اینکشان
 چو با شیم زین سنان دشمن بون
 سن النون کی ترک ناز آورم
 بگفت این در از جا بر نمیست پ
 مگر روان بهراه اود و سوار
 رسید و همه برده واپس گرفت
 در خان ابنویش از پیش بود
 همی تاخت چون شیر سوی ربه
 برون تاخت هم از کمین کاخک
 عنان داد پهلوی بامان کوه
 گلوله فشانند همچون تگرگ
 تبه گشت از و چار پ و دود
 بدل گفت اگر روی واپس کنیم
 میان در خان شود کار سخت
 که دشمن نهانست ما آشکار

مگر چار در وازه افتد دست
 گروهی یغمای گا و گله
 ز یغمای دشمن سخن باز گفت
 شنید و بدندان سر انگشت
 که دشمن بر یغما از جنگ ما
 در آسودگی تاج غوغا کنند
 کی این در برون آید از جنگ
 از قلعه اوستا نیم چون
 فزون ز آنچه بر دند باز آورم
 خروشان و جوشان چو آتش
 بر قند شایسته کار زار
 روان بداندیش از دود شگفت
 که آنجا کمین بداندیش بود
 پس پشت ماند آن در خان همه
 شد آتش فشان از دماهی فتنه
 بهما بنامان بذر دشمن کرده
 بلا از پس پشت و از پیش گ
 ز مردمی ولی روی واپس نکرد
 تن خویش در کام کرگس گنیم
 که بار و گلوله چو برگ از دست
 نخواهد شد از مایلی رستگار

در یغما برون از جنگ

دلی که شمشیر خنک آوردیم
 ز جنگ خنک است مار از پناه
 عنان داد بر بار و تیر گام
 بسی کرد از انبوه دشمن تباه
 ز بر تازی که ز مغفربان
 چنین تاب میشت عدو داشت
 ز انبوه دشمن بهامون فست
 عنان را به پیچید و باز ایستاد
 سپاه شکسته به پیوست باز
 که لشکرافت در یاد آمد بهم
 دو نیمه شد و باز با هم فست
 به پیش سپه راند پشت سپاه
 بکش برد آن کرد و لشکر سخن
 همی سخت باو خزان خشک برگ
 پرانده دل گشت اسیمه سر
 سپهر وخت کاید بهمه سپاه
 برآمد بزمین تیغ کین میان
 هم او نام شان بود و هم گام
 همی تاخت و آمد پشت ببرد
 همه آتش افشان بر گمبار
 نزد بر سپه خویش امید رنگ

همان به که از پیش جنگ آوریم
 چو خصم از پس پوشش مادرین
 بگفت و بر آورد تیغ از نیام
 همی راند تا در میان سپاه
 گذر داد آن تیغ خار اشکان
 همی تیغ راند و همی مرگشت
 پیتخ از پیش لشکر گفت
 همی تاخت که خصم کیسوفتاد
 چو جست از میان پهلوزرم ساز
 نهنگی گذر کرد گفتی محسم
 پیمیز انگشت مهر اشکاف
 چو امین شد از پشت لشکر ناه
 نفنگی که خواندیش لشکر شکن
 بر ایشان ببارید همچون تلگر
 سپه شد از لشکر آرا خیر
 بشیر زکشت و آمد براه
 چنین چون خبر دار گشت ایلیان
 که بی او بند و دل آرام شان
 سپه میان بی حست کرد
 شاده گلی دید و کردش هزار
 جنگ اندر آورد و بران بخت

برایشان شده دشمنانشان
چو خود را بشکر آرا بساند
رسید از پس پشت شان ای پیکان
چو فرخ برادر بد انگونه دید
دور خساراه را بپوسید گفت
سه پهلوه که پهلوه بر اختر زدند
ایسی زرم کردند و خون بخشیدند
که آن که ترن کرد لشکر نپاه
بیک حمله شان دشمن آید تنه
بیک موج کان رفت در فکند
چو لشکر شکست امان گفت باز
بباد اچو بالاروند این گروه
بگفت این و بر شد بکوه بلند
سپهدار را بشکر آرا به پیش
همان که ترن کرد و هتر نژاد
سپاه از پس پشت و از پیش رو
ویران و زرم گشته زان راهت
دو کام ارشدندی بچکال و پاک
چو موجی که بر که زور یا شود
ز بالا همه سنگ غلطان لبهر
نگردی کس از کوه آهن گشت

دوی از تیغ پرا بانش نشان
ز زنگس بکلیه گ جوی برانند
جمنده نوندیش در زیران
پیاده شد و در برش کشید
که بی تو مینیا دینده خفت
بیکره بدریای لشکر زدند
بسی خاک باخون بر میختند
همراه لشکر بیامد ز راه
بیالاشد آن سیل کامد ز کوه
خس و خاک کیسه به بالا فکند
بباید هم اکنون شدن ز سوار
با سخت کرد و گذشتن بکوه
چو جوا حایل بگردن فکند
که گیرندش سبب بر جانیش
که گردون مدار و چنان کرد
همه زرم سازان و خاش
در امید و بیم از بل نیک بخت
ز لغزش فرو آمدندی بچاک
زند لطمه باز بر جاشو و
پس پشت گرز بل نامور
که بدر فتن آسانتر از بخت

با سودن از سبج بودی درنگ
 بشد ابری از کوه بن تا مکر
 بنجاک ابر باران ز گردون بود
 همه سیل از که بهامون رسید
 چو سیل بیلا دمان باشکوه
 از ایشان همه در پر آواز شد
 چو دروازه بیرون شد و بگشتن
 شد این چار آزاده از چارسو
 نشستند هر یک بدروازه
 سپید سوی گلستان خمدون
 شتر خواب را لشکر آراشت
 سیه شیر گرفت شیر سفید
 بزرین مکر ماند زین کلاه
 بهمه هر یک ز ترکان هزار
 چو آسوده شد لختی از دار گهر
 شبی خوشن با سودگی رو شد
 بر ایشان شد سه روشن و ن
 سپید بگفتاد و در فوره و رنگ
 دو روزی که آسوده ماند سپاه
 کرد اینجا فراتر شدن را نیست
 نه مرد و اندر آن پای توان نهاد

همان بد که آماده گرد و تنگ
 همه بر نقش از زیر و باران بر
 شکفت است چون کار و روشن
 بکه رفته سیلی ز بهامون که دید
 ز خوشیشان روان گشته سیلی بود
 ز دشمن نمی چار دروازه شد
 بر آنکوه سرگشت آهنگشان
 و ایشان همه در پر از انگه
 که گیرند از دشمن آوازه
 که گل بود و آرایش گلستان
 که شتر بود صید شیر است
 که با شیر خورشید کس نارسید
 که هست آن مکر و خوراک
 همه از موده بکوه و شکار
 سپاه از دور و زبالا و زره
 سحر که چو خورستی افروخته
 بدان تاجه را می آور و بیل
 به است از منین سه رفتن بخت
 بیلا با سان توان جست راه
 باید فروفت تا چار هست
 نه در آن مقام نه گردن نه بکوه

اگر بود مان تا کنون بیم سنگ
چو مرور زنده کند پاس خویش
گر از خویش بگذشت فزاید
نیسیم درین کار رای درست
پذیرفت از آن نامور اینان
سخن هر چه گفتی همه مغرور گشت
درین کوه اگر پسته بودی
بدشمن که کار تنگ آمدی
ولیکن با کار دشوار گشت
بشد لشکر آرا پیش گروه
اگر در من بگذشت شوق نیست
بگو شمع که این در آرزو چنگ
همی گفت وزد بر کمر منش
بلی شیر گیر استاده دلیر
گرفتش بکش مرد روشن نهاد
بکسار رو کرد خندان خوش
بشد فرخ سپهبد از جانی خویش
گفت ای عدوی تن جان جود
اگر فتم دلیری در آویختن
نه این کوه زرم دلیران بود
که آسان در آئی و آسان رو

کنون بیم سنگستان بافتنگ
نیار و یکی کام نبهاد پیش
که ماند بجای تا رو بر سر دار
درستی همه رای و فرمان گشت
بدو گفت کای را و روشن آن
که این که گشتن که لغو گشت
که چندی در آن لشکر اسودنی
بزر نیز را به چنگ آمدی
که جامی اندک مر بسیار گشت
که من خود به تنهار و دم بکوه
و گرنه که مرا مرگ و دشمن نیست
که بیم سنگ بار و بسته بافتنگ
دلیران تنی چند پیر منش
سپهبد بدو گفت کاین آگاه
چو آن پیمان رو ببالا نهاد
همان کش بکش برده او را بشتر
گرفتش که بنده و بنده پیش
چه خواهی بجان من جان جود
چه بکشاید از خون خود و ختن
نه کام نهنگان و شیران بود
همی خون بریزی خوش لغو

نیم دلست پیوده جان با حقن
 تو نماز نموده کن بیج کار
 نخست آزمون کن بهایبش را
 بر اول بجز راه کردن سپهر
 چو میانی بخود پامی گردون خرام
 مباد لگمان تو نماید درست
 فیرین یانه منور زینهار
 نه گیرد زمانه ز تو انتقام
 روستش شده بود هر یک ستوه
 به ای که یکتا بران نگرود
 ای بی آسانی طلسم است این
 بر اهی که اندیش خیره بساند
 بر ایشان باین کوشش مشت
 اکنون چار ماه است تا خود سپاه
 شدن با چنان سختی از دست زرم
 کنن زرم پیش است هشیار شو
 نه پشت است کوه است و کوهی شگرف
 آفتابانی آن را چو بارنده تیغ
 باند ز رهتر جوان داد کوشش
 اگر بقتله آن کوه را در میان
 مگر گنگ کوه بر آن کوهسار

محال است بر آسمان تهاشن
 خرد را به کار و پیش دار
 بنا از موده فرن خویش را
 وزان این بجو کینه ماه مهر
 ز صحن سرازونه داشت با
 بریرا فتی از با مزان تاشیست
 که بر نه و کلش است و فنا
 بنیایش در یزدانه زوام
 نه من است بود و بچندین کرد
 خردمند مردم کی آن ره رود
 کشادش تبذیر باید ز کین
 به نیرودی تن چون توان را
 نشد یار مان احشود لفرور
 از اینان در این دژ بود کینه خرا
 برین کوه سر سوز را بود و بزم
 ز خواب جوانی قوبیده ارشوا
 نه دریای نشن نه سحر ای برت
 گدازی ملین را بانه تیغ
 گرت مهر می باید اند زرنوش
 بکش هر یکی از دمانی دمان
 فزون نخت از برانه زایم بهار

چو غنچه تند رخ و شان فنگ
ازین یک هوا پزیر شهراب
ز سرب فنگ و زیمکان تیر
سپید ز تو گشتی بگوشن شد
بنگاه فوجی ز ترکان گروه
یکی راه دیدند باریک و تنگ
بزیرانند آتش خوری ز ردف دشت
که چون آب کم گشتی از کوه سر
کله نیز کردند می از که یک
ایام در آن باداد بنگاه
کمین کرده ترکان برون رفتند
شبانان بگشتند یکسر همه
بسالای ترکان خبر شد که آب
باین آنجورشان نیاز و قنار
بفرمودشان بستان آن راه را
چو دشمن چنان دید آمد ستوده
کمر تابید بر و افسون جنگ
نتی شد ز دشمن چو این سوختی
ز سوسوی و کرشکر آرامی گردد
همی تا که دشمن خبردار شد
ز بیمی آن شعله بالا رسید

چو پرنده شبان شبان فنگ
وزان چرخ پنهان بچرخاب
که بارید بروی زبالا و زیر
یکی معدن سرب آهن شد
که بستندی از هر طرف به کوه
در آن سخت کوه از میان دو سنگ
کز آنکوه سر میاه از برف دشت
ببالا بردندی از آب خور
وزان آنجور د آب خوردی کل
یکی کله با آن شبانان براه
ببردند و گشتند و انداختند
ببردند از جنگ ایشان
در آن کوه گشتند بسنگیاب
گره ایشان را خن بکار و قنار
چنان چنان ره چاره پذیر خواها
سپهر راند یکسر بر افسوسی کوه
همان آنجورشان در باد جنگ
سپهر روان گشت خود با گروه
برفت و بهر تنی چند برد
که شیر و میشه بکسار شد
همی بر سرش میاد سوسو

<p> که شد و دودانش پیرخ کبود همان راند دست قضا بر سرم هم قلع با چرخ انبار بود ستاره بناید هم این نشست زمینی قضا را آسانی به تر ولی بود بالا تر از دست و دست ز بنهار پاس روان و دشمن بروی کسی کرده ام از من ولی گاه مهر آگینه است شان یکی را بگردن یکی را بچمن بچشم از غوان و پنج شنبلیله چو بید او کرد و بر داد کر همت دست کین عبت به تهم نه نیم نرایی بجز سوختن ندیدم ز تو رای کیف کشی مرا نم که ز بنهار خواه آمد هم هم ایدر بکام پلنگ سپار که باشاه دوران چه کردم پیش و گر بخشدم شرمساری کشد بدین بیگانه خرد سالان من کمن با من آنرا که بینی ز بخشش </p>	<p> بگفت آب تدیرم اکنون چه شد نمی آید از هفت خوان با دم همی چشم چون اخترم باز بود ولیکن باین دشمن حرمت همه را سامان می نمودم حذر نیارست گردون مرا دست کنعان بایدم هم جان و دشمن من این چار ازاده را تا کنون دل از سنگ هنگام کینه است نشان همی گفت و از استیغ کفن بنده تا بسالار ترکان رسید بر آرم و پریش انگنده سر بگفت ای به نیر و چو گردان سپهر ازین ناسپاسی کین توختن ز من بار باد پیش سر کشی کنون نیز اگر پر گناه آدم کرم برو خواهی بر شصت بار که من دانم و کرد و شست خوش کرم شاه سپند خواری کشد به بخشای بر جان نالان من کرم و پلخ آمار من پیش </p>
--	--

سپید بختیند آمد پیشم
برخواه با ایلمان گفت راز
نوییدی سوی شه فرستاد گفت
هم از خواهرش ایلمان گفت باز
بپاش ز خدمت کند آرزو
شنید این سخن شاه گیتی نباد
گفت با برو ایلمان را بگو
بگو پیش شه مرد خسر و پرست
پرست تو دادم کتاف و کمره

فرو رخت از دیدگان آب گیم
سرفراز از دور پذیرفت باز
فرستاده آمد بگفت آنچه رفت
که دارد بد با خسر و نیاز
که شه بگشاید را بچشد بدو
به بخشد و بر مرد زنها خواه
کز این پیشتر هر چه خواهی بگو
از نهال بی رتمه اش برتر
نه بند و خش و یکپیر و پیر

در بیان فیروزی لشکر عدو کن و عذر خواهی دشمن
و بدح شاه ذو المین فی این ظفر نیم عشرت مهیا کردن

چه چندین در نامرادی ز نیم
نشستم شاد و گساریم جام
سز زلف گساقی بدست آوریم
آرام دل با دل آرام خویش
نشاید سپردن بغم خویش را
تو در جام بگن می لعل رنگ
یکی انجمن دارم از عیش و نوش
زیر روی اقبال و یاسند بخت
شه داد که حکم فرامی فارس
خدیوی که دست سخا پرور شر

بیامادی هم بنیادی ز نیم
در آیم سیم عشرت بدلم
بغضای باقی شکست آوریم
تقنیم نقل و می جام خویش
بنیادی سپردن بد اندیش را
خسود از نخواهد بگو جام سنگ
اگر بر کار و میوشنده کوش
وز انصاف دارای و نیم
پرست و بدل کشور آرای
سحابیست بر منج کشورش

بشاید که این شعر را در این زمانه گویند

نشان بدار

پیری که مهر و عشق اسی است
 چنان قدر داند خشمی و دهن
 سوختن و دوشش بر در است
 یکی خواست کافر هند سر نهاد
 کسی کشش کند خدمت از راست
 اگر مور باشد سلیمان شود
 چنان کای لیان آنخدا و بخت
 بصدق و صفادش بشکوه
 سرش را با وج ستاره رساند
 بنغمی کشیم من این راز را
 چنان بد که آن سرو زامور
 بجز اهل فرنگش نبود
 مهر خدشی نامزد ستش
 همه کشور از وی بر آوازه شد
 بکاری که تدبیر در کار داشت
 بجائی که حاجت بنیوش بود
 یکی چون بد ریای لشکر زند
 یکی چون بگردون کین آورد
 همیشه خوش این عقل نیر و بهم
 چو شامش چنان بصلبت کشید
 یکی که زین شبستانش بود
 یکی که زین شبستانش بود

سپاس نامه زالاتی اوخت
 نزار و زکار آگهان کس زین
 ولی هر یکی از ره دیگر است
 یکی سر نهاد آنکه افسر نهاد
 گراید با فرونی از کاستی
 و گرد ز مهر ز نشان شود
 گراید ز می آنخدا و بخت
 بجز ایزد ار کس نه اندیشه کرد
 مرا و را بهادی خویش خود
 بطق فلک خشم او از را
 سرافراز بخرد پیر بر پیر
 بر دوش در آفرینش نبود
 پیر ما گلی پایه افراشتش
 در و کار کشور بر اندازد شد
 خود از فضل نیر داند خدیوار
 و فرخ بر آورد و بازویش بود
 بد ریای تو گوئی که صبر زند
 بی خشم تا پشت زین آورد
 که زیبا بود دست باز و بهم
 سلاحتش به امدادی خویش
 ز تن و لوده بیک چنان جان

یکی بازین دخت آزاد و نخت
 ز چهر آفتابی جانتاب بود
 بیلا چو سروی سرفراز بود
 ندیدش مگر در نقاب نقاب
 دو کیسوش دام ره مهر و ماه
 بقدر طوبی آن ماه خوراسشت
 و فاپرورد و هموش و لغرب
 بفرموده شهر یار سترگ
 روان گشت کاین جانده جان
 و زان پس چنان رفت فرمان شاه
 یکی جشن برپای کرد ایلیان
 چراغان چنان گشت گیتی فروز
 تو گفتی قنادیل کاندز مهو است
 و یا مجلس از لاله های بلور
 شاخل زده شعله بر آسمان
 شمع زبس کرد هر گون تنگفت
 همه چرخ گفتم گرفته شهاب
 زخم یار و کان نستران بار شد
 شده تو پیر زبور آتش فشان
 بکاخ و شبستان و میدان کوی
 و دل بهنگ برزد و چرخ برین

که دیدار آن خسروانی دخت
 بلبل آمد رون و خوشنمای
 مگر سرور امیوه از ناز بود
 و گریه دیدی از سرمستی نقاب
 دو یاد ام او بی سیاسی ساه
 شبستان شاه از رخسار چون
 بهشتی بقدر ایلیان را نصیب
 به بستند عقدش بسالار ترک
 که این یک و بدو آن یک و دگر
 که خورشید آید سوی مهر ماه
 که رفت از زمین طغنه بر آسمان
 که کس باز نشاخت شب از روز
 بهر یک ستاره سپهری جلاست
 بود لاله زاری بدامان طود
 فلک را تخم خوشه و کلمکشان
 فلک بست غیرت بدندان گشت
 شده دشمن دیو دل نران کباب
 خیم آسمان نستران زار شد
 زده شعله و زخم آسمان
 ز شاد و می آن مرد در مای می
 که گر جشن خواهی بین بر زمین

یکی حمد زین سوی کاخ شاه
دو فرخ برادرش چون شیر ز
هم از کتیری و هم از پاش محمد
چو دیدند دیگر بزرگان چنین
چنین تا با یوان رسیدند باز
رسید ایخان و گرفتار محمد
سوی منزل مشتری یافت مهر
چنان با همان کینه از سر نهاد
یکی سالها منزل ماه جست
با لین رنجور که آمد طیب
فسرده تنی را بتن جان رسید
چو این دولت آمد کاشانه اثر
در گنجهای درم باز کرد +
یکی پهن خوان گرم گسترید
زمینش و بره آنقدر گشته شد
نرئس استخوان نخت بالایی
سیلمان که جستی ز پزدان
گسترده ای از پهن خوانی چنین
مگر بزم نرئس سرای بهشت
بهشتی صفت مرد همان در او
هر آنکو در آن جشن خدمت نمود

بروند و در حمد کردند ماه
نجد مت گذاری به بسته کمر
پشادی برتسند و ز پر محمد
برتسند و ز پر محمد گزین
همه ره بساط و همه ره نیاز
بد انسان که از موم کینه شد
بازار دکان مهربان شد سپهر
بخج همی آیین دیگر نهاد
سوی آفتاب فلک راحت
به بنگاه مجوری آمد حبیب
لکام خضاب حیوان رسید
چرخ فلک تافت بزخانه اش
بشکرانه بخشیدن آغاز کرد
که تا مرغ طوبی از وانه چید
که تا اوج جدی و حمل نشسته شد
هماد و هوا پر نمودی شکم
که روزی و پدر روزی عالمی
بیکاه شان طعمه او بی یقین
پدل آرزوی بهمان بهشت
همی یافت چیزی که کرد آرزو
در ده داد و تقصیر خدمت نمود

فلک دیدم و دیده ز رنگار
 بگفت از چه ناد و خوریم و رویم
 بد و گفتم ای صبح تا دیرگاه
 پس از تو نشان چشم روشن تر است
 جهان را سر پای می کردیده
 بگفت آنچه گفتمی فرو نیده ام
 بگفتمی نه شای چنین دیده ام
 مرا تا که نیروان گردش بخوابست
 بر این شاه با و آفرین خدای
 چگونه چه در کرده باد شاست
 همه پارس را بنده خویش کرد
 جهان را ز خود کرد امیدوار
 جهان را پر از بیم امید کرد
 همه خسرو یا را این شاه باد
 همین پاک پیوند بر ایمنان
 چه برسی ز تازی خورشید ای زارجوی
 نگوئی که این داده و دولتست
 به نیروان کنندند خدایگری
 بخدمت فزای و بخدمت گرامی
 چه از پاک نیروان چه سلطان او
 بگاه و به بیکه پرستندگی

عبارات از کتاب گاهان ۱۲

بگفتم تو را تا چه افتاده کار
 دو بزی و دین پیش خنجریم
 بسیر و سفر بوده سال و ماه
 تو دایه جهان طفل دهن نور است
 بگو تا که عیشی چنین دیده
 جهان را همه در نور دیده ام
 نه مهری نه ماهی چنین دیده ام
 ندیدم چنین عیش نیروان گواست
 که فرسنگ و تختش بود برهنه
 تبد به خسرو ستاره گوشت
 یکی ملک بیگانه را خویش کرد
 ز بهی قدر روان خسرو حق گزار
 بخود ملکت خویش جاوید کرد
 دلش خرم و جانش آگاه باد
 مبارک ز فرخندای جهان
 رواز ایمنان سرافرازجوی
 که اینها همه را ده خدمت است
 و بد مرد را آب پیغمبری
 که خدمت بد دولت بود در نهایی
 بخدمت توان کردن از خویش شاد
 و بد مرد را فرسندگی

بلی بندهگان را کند ناسپاس ولی چون ملک قدره ز دست تخت دو فایزاید از قدر دانی و بس اگر خسروی قدر دانی کند بر این ماجرا و استانی شنو چون بیایمت راه بی راه مرو	چو نبود ملک قدر ز دست شناس زبان نیست که بنده جان بیا بر این حرف بگشت نهاد و بس جهان برورش جانفشانی کند چون بیایمت راه بی راه مرو
--	--

بیا خامه گفتار را در پسند چنین چند خامش نشینی همی خمش اگر چه ره بخودست بریده سرمی را بهانه مکن تو آن سر بریده زمان آوری نه سرمیزندت زلاف و دروغ چو از کودکی با تو خو کرده ام کنون خوی خردی ز من بگیر بگفت بهر پیکار دارم تو را کرامی خامه حل گیرتی ز سر تو تیزه مکن با خداوند کار تو توانی از زاری من تافت سر گرازم شکایت کنی حق تو را من اسی خامه اندر سپاس ام	که داری زبان خامشی بچند سخن کوی کز دل زدانی نمی ولی جای گفتن خموشی بدست مکوناید از سر بریده سخن که از لعل گفتار جان پرور که شمع دوز این شمع گیر فروم تو را بر سر دست پرورده ام سخن کوی و از من سخن بپذیر نبه سر کشی کار دارم تو را تو را ایندی خامه این بر تو که در نخبه قدرت اوست کار چه سازد قلم در کف دلاور ولی بگینا هم من ایندی گوست نه کافر دلم حق شناس تو ام
--	--

که پیوسته سر بر خلم داشتی
کرت سر بریدم ز بانم شدی
ولیکن منت ارجمندی دهم
بکنجینه خویش راهت دهم
وراز دولت انگیزی شرد
چو قدر شراب از نشناختند
من اینها تورابر سر آوردم
بدین داوری با تو استادام
یک امشب کرم سازگاری کنی
یکی نغز بهنگامه برایت
بکارم روایات بو شهر را
بهند آن سفر جتن خویش را
باند ز روانانه پر دشتن
بشش پایه بودن به بند رای
نه و نمودن بهر شناس
که عرضه کردن بان مشتری
چو نشناختن از زکالای خویش
و گریونه رانی بیارستن
بکیستی بانم یک یادگار
کرای خامه این پایم دی کنی
ازین پس ترا قدر خواهم

مرا یک زمان باز نکند استی
باب بقا ز بنمایم شدی
سرت برم و سربندی دهم
فرون از فلک ستکاهت دهم
تبن زار و لاغر بدل درود
نه بر پایه ات دستک حسند
که بهوده افسوس شان خوردم
به کفری داری آماده ام
میان راه بندی و یاری کنی
زول رنگ اندوه بردایت
شمارم ره کینه و مهر را
نخستین شمار کم و بیش را
ز دشمن همی دوست نشناختن
در آن شور و غوغا داران را
وز آن ناشناسان ندیدن شناس
کز انگشت شناخت انگشته ی
زول پاک شستن تنهای خویش
بگوهر فروزون زر کاستن
گذاوه هر کسی باز گیر و شمار
بهر اهرم ره نور دی کنی
کرت خوار کردم نجوا هم نوا

دلایاوری کن بدین غامه را
 وفا خواهی از هند کم راز گویی
 ازین شکر پاریسی نوش کن
 گز ازنده راز گردان سپهر
 که چون شذر هجرت هزار و دیوت
 مرا را می تان شده از دوشان
 ازیرا که از آنکریزان بسی
 همه موبد وزیرک و هوشیار
 نهر و نهر مندر پرور همه
 مرابود نیوسته اندر نطفه
 و دیگر گزاینان نهر پردما
 مع القصد بسیر و بخت شتاب
 همی من شتابان و همراخت
 چه بندریکی باغ آراسته
 زهر شهر چندان که کالایندی
 زهند فور روم و چین و بنگ
 ولی جامی تسبیح شان از فروش
 بزرگش که دریا خداوند بود
 روان از دلف و ست آن بادا
 اگر هر چه بودش ز خواهنده
 بر لور شک بر دند از هر کرده

از ایران
 از ایران

مگر کوهر آگین کنی نامه را
 ز بوشهر و مینگامه شش باز گوی
 شکرهای هندی و اعراس کن
 چنین گوید از گردش ماه مهر
 بر او بر فرزوده چهار و دیوت
 بیرم کنم روبه هندوستان
 بایران زمین دیدم از هر کسی
 خرمند و انا و امور کار
 به نیروی دانش تباد و همه
 که چندی بانیان بر ارم بر
 متاع مرگشته بدشتری
 از ایران و ایران بنده خراب
 چنین تا به بندر کشیدم رخت
 در و یافته آنچه دل خواسته
 فراهم در او بهر سودا بندی
 بر هر روز کالاشه راهنگ
 بگوش ملائک رسیدی خروش
 بدید ازین جاش خرسند بود
 دو دریای جوشان بر یکنا
 هم از روی خواهند شنبه بود
 چه انراب شست چه الوار که

از ایران
 از ایران

بهراج او فرو می بهر و وفا
 بنزدیک آنم ز شمع زاده
 کجا نام شهزاده تیمور بود
 بشیخش بر آشفته کردند رای
 گریان بکین از ره مهرش
 زهر شو بیا به شیخ آگهی
 که از خدمت شه گزیرش نبود
 بشی بود بسته بزوان خویش
 ز چشم بد اختران بے خبر
 که از باره غوغا بر آید بلند
 بناگاه پیکلی در آمد ز راه
 سپاهی بکین برده را ختر گرو
 چه فرمانی آتش تبوب نگیتم
 ازین کار سالارشان باز داشت
 همی گفت کاین رای نبود در
 سبا و اگر این کار نادر دل پسند
 اگر چه ملک زاده طفل مستحق
 همانا که این شاه را آگهی است
 بداند پیش مانا بشبه برده راه
 مراد بر خشم شه تاب نیست
 بر یا شوم کار تا چون شود

میفزودشان جز بمحور و جفا
 بباغ شمی سر و ازاده
 که از دور بینی و دشمن و بود
 به نیز نگ ایشان بر آمد ز جای
 در اندیشه کار بمو شمع شد
 نپنداشت جز تسخیر و اطمین
 بشهزاده رای تیرش نبود
 منش باتنی خید همان پیش
 وز اندیشه دشمن خیره سر
 که دشمن بیکباره غارت کند
 که اینک رسیدند شاه و سپاه
 ملک زاده تیمور شان شیر و
 بر ایشان جوابین تش زیم
 همانا ولی آگه از راز داشت
 که از ابران کسی کین شاهان محبت
 بجان ملک زاده آید گزند
 بلکه پدر چون زند دوست
 ستیزه بشاهان خود از اطمین
 مرا زشت کردست در چشم
 ازین آتشم جاره جز آیت
 مکر و در اختر و گرگون شود

درگاهای نصیب سلطنت یافتند
 درگاهای نصیب سلطنت یافتند

چنین است پورنهر و رست
 و ز آنسو بشهر اندرون لشکری
 شبی بود آستین رستخیز
 شب چارده بود و تابنده مه
 فلک چون چراغ ره فرود داشت
 ز شهری که کم از جهانی نبود
 ز هر سز زمین بود کالای او
 چو مایه ز کالای بازارگان
 کسی را که هیچ از خوشی کم نبود
 ز صد تن کی را که بدیک حسرت
 در آن مزر سالار شه پور شاه
 وزیرین سو شاه آمد این آگهی
 امیری کزین کرد و فرزان
 که کار آگهی در او و بنجید
 مگر تا براه آورد پور شاه
 شد آن نامور تا به بند رسید
 گروهی غسل دید با پور شاه
 بران رامی کاغذ و بخود روی
 نش چاره از گفته رهنمون
 چو شبه یافت آگاهی از کار پور
 برخش آمد و در رکابش روان

و رایوان در آمد بدر بخت
 کشته شده همه دست غارت گری
 و ز او اهرمن بسته راه گریز
 چراغ ره فرود تا صبح که
 ز در و گهر و امنی فرود داشت
 شبی چون سحر شد نشانی نبود
 بهر سز زمین رفت یغای او
 که بروند بیا لیکن رایگان
 نیازش نبانی شد آن هم نبود
 بر دیگران بود صاحب سر
 بدستور خودنی بدستور شاه
 که چون سرکشی کرد سر و سبی
 بشیوار مردی و مردانه
 بدونیک گیتی بس دیده بود
 به بند و در ناله داد خواه
 همه کار را را در گون دید
 به نیزنگ در خاطرش بسته راه
 ز نیزنگ ایشان در گون شد
 که نهان بر او دیو خواندی
 پر اندیشه دل شد ز تیار پور
 گر انمایه دستور بلا یحسان

وگر لشکر آراسی پهلوی لشکر
همی رفت و فیه و زیش نهون
ملک زاده را آگهی شد ز شاه
همی گفت این کار نادل پسند
یکی چاره باید سکایسد باز
بسی بر کی گفت پاسخ نهفت
کز این شهر باید بکهنسار و
تو پورشی بر تو نارد و گزند
ولیکن با بزرگان آورد
تو زاید بر و تا بدر بار شاه
نه بند و برویت در مهر را
هر پنج از تو خواهد پدر و پدر
ازین گفته آزادی خویش نهاد
ز خلیش میخواست بیرون جلد
بسی خواندان دیو آدم فریب
به نیزنگ بیرون شدند شایر جنگ
بشد پورش تا بر شهر یار
ولی گفت از ایدر بشیر از رو
خود آمد همی تا بدر یا کنسار
زدیوان سلیمان نشان باز
بشد گفت دستور صفت نهاد

بهره تنه چند مردان کار
سه روزه ز شیراز تا کارزد
یکی را می زد با سران سپاه
بشورید بر با سپهر بلند
که بر باشد آن کار کوه دراز
با خبر یکی ز انبیا باز گفت
برون رفت و هر کس آگهی
کز انگشت خود چشم خود کند
اگر دست یابد ز نامگذرد
نیاز آرد و ما را از و باز خواه
سپارد بدست تو بوشه را
چو آئی و چون دان ز ما باز گیر
نبودش بکیش اندرون تیر است
مباد که در جنگ شایسته دهد
ازین و مدینه بروش از اول شکست
نکردند تا بنگه خود در رنگ
شه از مهر و ادش بجان نیما
مبادا شوی خشم مارا کرد
بدل جوئی مردم آن دیار
نهانی ز هر کس می ساجد
که منشان بدام تو آرم چو باد

<p> جدا دار باید بر شوهر شد زمین بوسه داد و شد از پیش گردی زن و مرد خوانده برایشان بخشود و افزود مهر ز دریا خداوند بشنود سخن گرامی برادرش و فرخ بر سر از آن که خوش بودیم خط در آن زورق معجز از دور گفت تنی کان نیا سودی اندر حیر وز اینجا که بدم و زردان شناس که ای بر فرد زنده ماه و مهر اگر آب پیش آرمی از تشم که در کف خشم کردی رها خوشم ز آنچه بر من روا داشتی کنون نیز اگر خوا را گرفته ام توانا تو و کار و دوست تو پلاس آمدی پر بنیان من است همی گفتی و گفت فرخ سرش که چون با من افکنده کار خوش بدین چاره کار تو چون کنم ندانی چه دلهای بیمار است </p>	<p> بدل خستگان بر سرم مهر شد بهوش شد شاه با فرو جاہ بر بنه تن و خوار و در مانده وید فراموش شان کرد گین سپهر که چون شد بلشتی درون باد تن نه آب و نه نان و نه خج و نه شر بسی داشت کشتی ولی در سفر که دریا زورق چسان جا گرفت بیاسود خوش در پلاس و صبر همی داشت در دل زردان سپاس توئی راز دانه مار و مهر چو او ده دست با دمی خشم ثرمانی و کرد کف اثر و ها که با خود مرا باز نگذاشتی همه بر امید تو دل بسته ام که من یکی بنج پست تو بلا بل ز تو نوش جان من است نهانی بگویش می از راه پیش دل اسودن ز بیمار خویش دگر گونه را چون دگر گون کنم چه جا هنا که پیوسته در کار است </p>
--	---

یکی زان وصال است که پس نماند
خوغم که کارت خدا ساخته است
بلی ایزدی فسرده اینها کند
دو هفته چنین بود دریا نورد
بدریا همه کشتی خویش یافت
بدل جوی آفرستاد شاه
از کشتی در آورد و بنواختش
وز آنسو که انما به دستور راه
همی گفت شهابا بشو فرخنده
مگر در دل شته تر اراه بود
شه این را ز بیرون ندا و ز نهاد
تو کاری که این با خطا کرده
هم آسان شود لیکن از شنیدی
نهانی در آئی بز نهاد رسن
من این ملک خواهم خیر و گشت
گرامی پس دارم اینجا یکی
سپارم باو ملک و اورا بشو
پستند عهد و بکر و آنچه گفت
ولی گشته خوشترین را درود
بند رفت از مردم و برشته روز
گذشته سخن با همه باز گفت

بنام وصال بنام وصال

در آسمان بر قضا بسته باز
جهانها بکار تو برداشته است
دری را که خود بست خود و کند
سوم هفته نیردانش دریا گرد
گرفت و دهان سوندر رفت
هم از تن لباس هم از سر کلاه
فزون را آنچه بد پایگاه عشقش
بر دشمن آمد زبان بر کشاد
که دستوری شاه رومی سحر می
که دیریت کا می ردل شاه بود
بر آنم که نجات این درت بر کشاد
جز این نیست کور را با کرده
باند زرد و ناهجان بگرمی
ولیکن نهان داری از آنچیز
نخواهم کند بر تو یک جو گرفت
بدانش فزون و بسال اندکی
که با کس ندارم دل الا تو
کنون هم بدریا کند خورد و خفت
که چه کند کود و درین چه نه بود
طلب کرد پس لشکری کشید و فر
وزان پس بیایان مسافت

بنام وصال بنام وصال

گزاید بر باید بوشهر شد
 باکر مهرست دور سپهر
 و گرفت بر کام مایه و رهور
 و گره بوشهر غارت بریم
 شمار بشهر آمدن نیست رای
 و گره دنیا می فرستم پیام
 بگفت و بشد پیش دستور شاه
 چو دستور آن ژرف لشکر دید
 همه ره به پیچیدش اندر سخن
 بدو گفت باید مرا رفت پیش
 تو کیسه مباد که آخی به شهر
 فرستاده من بود کر فلان
 جزا و هر که آید بروید رنگ
 بگفت و بیاید بشهر اندرون
 بدر با خداوند هم در نهفت
 بظاهر بر آشفت در با خدا
 تو زاندم که دستور خسرو شدی
 کنون نیز خشم من ساختی
 من آید رخ نام تو دور کارش
 چرا بایدم با چنین حال بیت
 بگفت و در آمد بدر ریاست

دل آگاه ازین کینه و مهرت
 دوز دوزی رشادی فردیم چه
 بیا بچکس بر نیاید بزور
 که نیامی ناورد و باز آوریم
 بماند تا من خود آیم بجای
 که آخته به تیغ یا در نیام
 دمان لشکری کشن با او براه
 ببل کار گفتا بفونعاشید
 بر او تازه میگرد و عهد کمن
 بشاه آگهی داد از راز خویش
 جهانست و دارویی نوشن بر
 بدان کان رست و نیکو نشان
 چنان دان که تیر من آمد رنگ
 بشه گفت رازی داد برون
 یکی راز گفت ای جان خیم نهفت
 که ای شاه را بر بدی نه خسا
 همیشه بجان دشمن من بدی
 دل از مهر من باز برداختی
 بن خشم و با خشم من یار باش
 بدر باشوم بای من بسته نیست
 جهانی بدندان گزان پشت و

کز این پس با عیش و نشاط خوش کند
 نبفرین جهانی زبان باز کرد
 وزیر آن شنید و نمی گفت هیچ
 همی گفت اگر رفت وی کو برو
 بنشایش کنون غدر خواه آورم
 نباشد بر مرد خسته دبند
 بدشمن فرستاد کز جای خیز
 بیابا بیابی زشت و سنگاه
 شنید این سخن مرد بگشته تر
 چو آمد به بندش اندر قفا د
 زمانه سراسر همه کفر است
 چو هر چه آن کنی پشت آید جان
 بکار آنچه توان از او بر خوری
 سخن کوتاه آن دیو چون شد بیند
 بفرمان شد باز در پا خدای
 بشاه آگهی آمد از شکرش
 بهسم بر شد و ایمان رانجواند
 جبین سود بر خاک سالارینو
 من ابن نرم را خود به بندم کم
 بهمه برم لشکر آرای را
 بد ایشان یکی ترک نماز آورم

همه آب دریا پر آش کند
 درو کرم و لب پز آواز کرد
 طفر خواهی از رخ رود در پیج
 من و مهر دریا خداوند تو
 سرش از بلندی باه آورم
 یکی خوش دل و عالمی و درو
 که دریا خدا جست راه گیر
 و گر گونه منصب و گر گونه جابه
 روان گشت و از مرگ خویش
 بجای می که خود کند با سر قفا د
 کس از کفر کرده خود دست
 بد بسته بر خود میا و زیان
 نه خنفل نشانی و خسته ماری
 ابا دهن از دستیاران اند
 ز دریا بد بار شسته جت جای
 و ز آن در سر اندیشه آفرینش
 سخن باومی از کار او باز راند
 بگفت اربو درای گیسوان خود
 بفرجه انداز سپهر و زرگر
 بهر دازم از سر کشان طلی را
 بر شاه شان خسته باز آورم

بفر تو زین خمبسه آنگون
بپذیرفت شاه و بشد نامدار
سر لشکر آرای و خواب بود
بگفتا برادر دگر از خواب سر
بفرمود بر رخس بستن زین
ز آوای اسپان و بانگ کون
یلان و بدآماده کارزار
بیار است پیکر مسلمان جنگ
بیامد بنزد سپهد رسید
چرا گفت زینگونه رنجور تن
کس ای پلتن گر چه مرد ثویت
من امروز جای تو جنگ آورم
زمین بوسه زو لشکر آرای کرد
من اینجا وزین تو بر پشت رخس
که من باشم و این تن نامور
بدو ای یلانی گفت لرزم برین
ز پست که آمد به پشت کربک
تو برین چرخان من بهتری
تنی که چه بجان نیارست پست
کم خوابی از خویش خشنود کرد
بسوزند گفتش یل شیر گیر

بدریا فرستم کی یل محول
همه شب شد آماده کارزار
گر احمی تنش در تب تاب بود
کنند بر تخته آن سپهر نامور
نداد آگهی جنگ جورا ازین
بر آمد ز خواب آن سر پهلوان
سپهر رسید و شد آکه از کارزار
روان شد پی ایلیان بیدنگ
بر آشت چون ایلیانش بدید
بر زم آمدی ای گوسفند سخن
چنین روز روز نبرد ثویت
جهان بر بداندیش تنگ آورم
که نام مرا تنگ باید بشم و
خدا یا تو این جرم بر من بخش
کندر و هنگامه بر خطه
که لرزد و همنوز این تن ناوین
کجا جست رنجور مسلمان جنگ
کجا چشم کز جان من بهتری
مرا هست از جان کجبار ثویت
بسر منزل خیمه شستن باز کرد
که از من نیاز من اندر پذیر

مراجان جزاین می نیاید بکار	که سازم براه برادرش
بکین جوئی شیخ بهت بود	که مارا بجای برادر بود
بدین گفته بسید خسار او	که برین بستی ره گفت کو
برفتند از نیم شب تا برود	سحر چون برافروخت گیتی فرو
بسی ره سپردند گردنشان	بخشند زانوه دشمنشان
چو شیرازی طعمه و جیست جوئی	به نگاه ایشان نهادند روی
چو غمتی براندند ز آفسوسمند	ز پس ناگهان گشت غوغا بلند
چو دیدند خصم از پس پشت بود	در مهامی کم کرده وشت بود
چنان بد که آن لشکری شمار	همه شب ستاده پیاپی حصار
همه برامیدی که سالارشان	از ایشان سحر باز جوید نشان
سحر که بیغامی ایشان ز شهر	سوار و پیاده برفته و دهر
بهمراه برده بسامان جنگ	همه خنجر و تیغ و توپ و تفنگ
چو دیده که انقوم شوریده نخت	سوی نیکه خود گشایندخت
بجای غنیمت در آن سوزان	غنیمت شمرده تن بی زبان
هم آنان که رو کرده سوئی بار	بره بر خنده ایخان را دوچار
سپید چو نزدیک ایشان رسید	یکی باره از تیرش پولاد دید
پشت از روی هر یک آتش نشان	پس پشت خود کرده بگردان
نوگفتی ز دریا و دلاور نهنگ	به دل بسته و کرده آهنگ جنگ
گلوله فشان چون بهار آن گز	و یاد خزان شلخ ریزنده بر
سپید می خواست رفتن بنگ	ز روشکر آرا غناش بنگ
مرد گفت نرفته جانم ز تن	و گرنه زخم و شند بر خشتن

<p> جهانی چکوبید بمن خود و بگو کلوله نشا نغذ چون نگرگ محاسن جستن بر اینان ظفر نبرد می لبان دیران کنم بایشان همه کار و هرسم شود دینغ است بیهوده جان با نر در آفریند هم چو آذر کشپ که حیران بماند در آن کارزار بان پهلوانی دروین تنی بچندین کلوله نیر و اخت سین چنان چون بلا بار و از آسمان ببال کرنگ و بفرودسین از و دست بدخواه کوتاه بود تیغ سرافشان بر آورد دست تو گفتی ز دریا بر آورد گرد که شد آب دریا همه لعل گون شده دامن تیغ او پر گهر تو گوئی صد فهای بی گوهر است روانی نجم کندش بپست ر با کرد خاص از برای خدا که خرسند باد غنی رنجت جوان </p>	<p> من اینجا شود ایلمان زرم جو و دیگر که این دستیاران برک نخستین تو را کوشش کرد و فر من ایدری کی زرم شیران کنم چون سرب و بار و نشان کنم چو شد بایه شان کم برم تاقتن بگفت و بچولان در آور و آب کجا بود روین تن سفید یار که یک چوبه از سر بر دوش منی جوان گرچه بودش تن نازنین بایشان همی شد کلوله نشان بر او بر بیاد و تیر از کمین چو با ایندی شتره همراه بود چو از تیر باران دشمن برست بچستی بایشان یکی حمله کرد چنان راند الماس سیلاخچن ز پس گشته خواص بحس ظفر در آن خاک بس پیروان بیکرست هر آنکس که از پیشش نفش بچست از ایشان تنی چند بی دست و پا بر او کرد بس آفرین ایلمان </p>
---	---

زهی از تو بر آسمان خفت من
دل از رخ گیسوی اثر زنت مباد
بیامد بر شاه فیروز مند
زن و مرد شهر اندر آمد زجا
که امی زخم تو چاره و رد ما
مریزاد آن بازوی کفینه توز
خم اندر مباد ارباب لاسی تو
چو شامش بیدان پروبال و
همش بوسه زویخ و در بر گرفت
بگفت ای ز فرقت قوی نشین
سپاس جهاندار فیروز کر
ازین زرم کمیت اگر کم شدی
مباد اتوان این بدو غفلت
بشکری که دیدار او دید شاد
همه مرز دشمن خداوند داد
همه بد سگالان بزنجیر کرد
لقب و او شش از خوشنایاب
بشکر آن کش خدین پایه داد
که از راستی او هر کس دهد
ز رخت خور و مال و آب و غیر
جهانی نمود از جهاندار شاد

نار و نوبت

نار و نوبت

ز رخ تو سر سبزی نخت من
رخشم ستاره کز زنت مباد
سر بد سگالانش اندر کند
بسی پر شاد و دلی پر دعا
غبار سمندت ره آورد ما
مهر خواه پرور بد اندیش
دو بالا کند این دو آلامی تو
بدو آفرینهای شایگان گفت
بگویند و خلقی همه در شگفت
کلید در فتح و رشت من
که رفتی و باز آمدی بی خطر
چو موت مرا زور در رحم شدی
بدین سفت و یال ایمن گویا
در محراب روشن و خواننده داد
گرفت و بدریا خداوند داد
رها کرد ز زنجیر و دست مرد
سرش سود بر طاق آفتاب
بپذرفت شیخ از جهاندار داد
ز خلق آنچه بردند و پس دهد
بسی داد و اکنون بکار شد
که او را جهان آفرین یار داد

کنون حال گونیده باید شنود
 که با اهل آن شهر و مساز بود
 در اندم که چون دهم از سر کو
 ز اهل وطن شد یکی انجمن
 که از آفریننده معصوم ماه
 همه کار تو در خور آرزوست
 بغیرت چرا بایست ساختن
 ز شاه و ز دستور و ز شورش
 ز والی و الا همین پور شاه
 هر انکسین جان و مسازد
 ازین گفتا ششم گشت تیز
 که ایشان هر آنرا که من دیدم
 بویره خداوند تیغ و قلم
 که از اندم که آمد بایران
 همه هر که را پایه نیکو شناخت
 و گر آن خردمند فرغ نهاد
 که از ایران مرا خواستاری نمود
 از آنم بهندوستان کشید
 به بندر چو قسم پس یکدیگر
 ندیدم کسی را که بایست دید
 نیکویش کو هر روز نه بود

بغیرت شمر و بحیرت فرود
 بان رخ و اندوه انبار بود
 بهشتی چو شید از اردل شبت
 همه دل پر از حسرت و نغمین
 هم از فرو آرای دیمیم و گاه
 که روزت خوش و روزگار گشت
 دل از آشنایان می رفتن
 همه از اینان هم ز سر نشکرش
 ز دیگر بزرگان با آرزو و جاه
 ز هندوستان رستم باز داشت
 که میل و لم بود با انگیزه
 ز خوی فردانش پسندیده ام
 گوی ز این مبین ما تکم
 ز ایران نیندخت جز آفرین
 باز از مایه شان پایه ساخت
 بشیوار و مردانه جبر و لیس
 شنیدم که راد و جواهر بود
 که بوی و قاف و قوت شنید
 بدیدن شدن در بر مایه
 نه رباست زین پیش گفت شنید
 ولیکن هر مندر پرور نه بود

میرس از من احوال آن کشته
سه هشتان ندیدم بخوبی نفس
نخود گفتم ای دل ازینها مخرج
اگر رفت خواهی بهندوستان
وفاگر چه در عهد مایکیاست
ز شیراز چون شه بهوشهر شد
چه نسخ وزیر و چه را دایمان
هم از شاه کرمان نوشته سید
زوالی و الانشش پور بود
تنهای یاران هندوستان
ولی مانند نم شدیوشهر دیر
قضا را یکی گشتی از آن روز
فرستاد زنی من که گشتی روا
از و همتی خواستم چند روز
ازیرا که زادم در آن خیدگاه
نوشته فرستاد مار و گر
سه ماهه زریان تو بر آنکسیر
سه اسر نوشته بخواندم همی
نخود گفتم ایدل ازین ره بگذر
فرستادش پیش کاشی بوالوفا
نمی رسیدت این خروشن نفیر

این را از دود و طعنه مراد و کساست

این را از دود و طعنه مراد و کساست

از آن پس که بسر و دم از همت
مرامیهانی همین بود و بس
سینج است بندرتو مرد سپنج
بخوا پنجه می جوی از دوستان
جفا جو کسی کش زیگانه خواست
و گر ره بمن بر سر مهر شد
بمنعم کش دند هر یک زبان
زهر گران بشارت زهر گون فود
هم از بجهان یکی آمد رزاه
ببرید پیوندم از دوستان
که بودم گرفت رآن دار گویم
هندوستان می شد از بالینور
روان شوگرت رای هندوستان
که کارم نبود بیسان هنوز
ز غوغای بندر همه شد تباه
که بر مازیانی و بر خود ضرر
نیار و بدست تو بر یک پشیز
بلب نام نیردان بر اندم همی
بکیستی مجومر و و میباش فرد
ز مردی نباشد به مردم جفا
اگر م داده یکد رم ده گیر

این را از دود و طعنه مراد و کساست

<p> برانگو خور و نان بازوی خور که نان کسی را خورم رایگان تو گر لب به بندی ازین گفت که در ملک از ایشان بشناسان نهان کنج بخش معیان بخور که نام نگو خواستند از جهان همین نام شان بود آنهم برفت چه عقان نهان آدم را دمی بودیرانه خوشتن ساقتم نسجیده چند سنجیده گیر بایران سخن کوی و شکوفان قناعت کن و بر شهبان مارن که برهند از ان ناز و ادبم همه دست برنج مهرمند ازو که آن آفتابست و این مشتری بنایم بکاخ فریدون و جم بر یوسف از مصر فرخ دوست </p>	<p> مزن چنین بجا برابر وی خور من اینجا نمودم چه بیایگان نه من مفت خوارم نه کشن مفت کجا ملک بخشان منت کشان کجا نامداران با نسته و جا کجا آن بهرشد پرور همان بفرستند و مودی ز عالم برفت مع انقصه چون دیدم آن مرد ز بند وستان دل به پر ختم دلا ملک هند وستان بدید مجو همچو طوطی ز رشک درشان ز بو شهر آسنگ شیراز کن بده ساقی آن دست پرور دم شیرازی بیامی خسته و بند ازو مدیره نداری بده خستری بده تا کنم رو بملک عجم که کفان اگر چه حسد پرور است </p>
<p> شکوه کردن از دست زبانه خدای و بی راهه رفتن این با نیجا و نام مساعده و وابسته می کار ازین روزگار بد کردار </p>	<p> سپهر سایست کردان خون منه دل گزشت هیچ راجی است او پیش </p>

درین انجمن گریه و گنج کس
 همی خامه گیرم ز بهر سخن
 قلم گیرم و سرکشی میکند
 چرا خامه از نامه بیزار شد
 نمی بینم این خامه هم نشسته
 چرا شیر طبع چمن کشتی است
 مگر طبع افسرده سرکش فتاد
 چرا طبع را رای گفتار نیست
 کجا طبع بانده چون نوبهار
 چرا با خرد مغن بیکانه شد
 مرا با خرد آشنائی و سپید
 اگر دل فگارست باز اچو بود
 اگر در دل من به تنهائی است
 چمن را چار و بشیر مرده گلی است
 چرا لاله پیمانه از کف نهاد
 چرا باغ خرم چمن گشت زرد
 چرا باغ یار چکاوک شد است
 چرا رفت از چهره گل صفا
 چرا رفت آن خرمیها از باغ
 چرا سرو بانده از یاشت
 چرا عییل از باغ دل برگرفت

سخن نای این انجمن نپس
 در آتش افتد ز ستر مین
 منش خاکی او آتش میکند
 دلم در سخن بید و گارش
 قلم سازم گشت درشت خویش
 مگر در فی خامه ام آتش است
 که کار در رویم باش فتاد
 چرا خامه را پای رفتار نیست
 که گل خواهم و او دگر بار
 چه افتاد دل را که دیوانه شد
 چرا غم ما روشتائی و سپید
 و گر من ملو لم جهان را چو بود
 فسرده چرا خاطر عالمی است
 برغان باغ از چه افسردگی است
 چرا ز گس از جام قرقع نهاد
 بجهت بقیه شست از چه کرد
 چرا غنچه در دیده ناوک شد است
 چرا دم فرو بست مرغ از نوا
 چرا نوبت از عییل آمد به باغ
 تدر و غزل خوان را آتش
 چرا سترن چادر از سر گرفت

که از روی چوپیران جوانی پید	مگر باغ مرگ جوانان شنید
که در خطه و بر خط آورد کرد	مگر سبزه از نوختان شست و در
غزای سپه دار دارد و چون	مگر دماغ سوار دارد و چون
از دم چه بشکفت بر باد رفت	کش آرایش و ریش از پا رفت
مجلو نه خزان ره کند و هشت	چه میگوی ابدل فرن لاق و شبت
همان به که دم در نیار می می	سخنهای آشفته داری می می
نمان کن که آتش زنی و جان	خبرهای بنیبت در نهان
دل ما و ز خسار خود کم خراش	دروغی شنیدی مکن راز فاش
که می بینمت با عم و دور و جفت	مگر سوگ سوار داری نهفت
کت اندر سخن سوزشی و بگرا	مگر کان شنیده تور با و رست
ز پامی اندر آورد شیر دلیر	اگر گفت خواهی که هنوز تیر
ز پامی اندر افکند سوار و چون	اگر گفت خواهی که برق جهان
سر آمد می روز جنگی پلنگ	اگر گفت خواهی ز تیر تفنگ
بزد کوه البسه ز را بر شافت	اگر گفت خواهی که بر تی بیت
ازین گفته خواهم گریان دید	مگر کز تو اینها نخواهم شنید
که باز آید و دیده روشن کنند	همه دیده بر راه و روزگار کنند
تبه خیره کوئی نکوفال باش	ندارد شکون این سخن لال باش
ز میان ناورد کوه البزر را	اجل هر چه سنگین کند گزرا
همه از روی او در نهان	نبرده همان به خوشی از جهان
زرقار او سر و لسان محل	ز شمشاد بالا چه سر و چغل
زمانه چنین کینه هرگز نکرده	تو گوئی تبه شد بدشت نبرد

دلیری برآورده چرخش با بر
تبن چون یکی باره آهین
ز تیغ و سانش باوردگاه
سپه بکنند هر کار کند
به پیهوده ناچیز گرد تپاه
یلی دروغا همچو شیر زیان
دلیری تنادر که درشت کین
کوی جنگ کاند راوردگاه
زرقه به تیغ سرافشاقت
زراذه ز شمشیر سیلان
مکر نه سه رخ برادرش پشت
مگر خنجر ایمن در نیام
مگر تیغ اسپیدی در غلاف
مکران گوگینه جو بد خواب
مکر باره تهمتن گند رو
چه شد زور بازوی کند او را
مگر سکر اشکن نبودن جنگ
چه افیون زمانه بجایش نمود
بکران زمین از چه رواند
در یغ آن بزو بر جنگی سوار
در یغ آن کران مایه بر نهر

از ویشته پر دخته جنگی نهر
بلائی یلان در کشا و کین
هم سبب مایی هم از ننگ
جهان ریش از پشتی او کند
نیاید بکوش کس این گفته راه
که شیرش ز پیکار دیدی زیان
بهر دختی از سر کشان پشت
ز خون غازه بستی خسار راه
بکنند هشیان جنگی شست
تن او بخون غرقه افتاد چون
فلک با که امین دل او بکشت
که خصم بد اختر شود شاد کام
که دشمن چنین سر بر آرد
که سیل آمد و بند را بر آب
که شیران تبوران بماند کرد
که دست زمانه ربود افسس
که آن سنگرش جام بشکست
که خوابی چنین جاد وانه نمود
که کرمان خوزدش چون حریر
یل و گرد و گردن کشان نادر
سوار سرافراز فتح محمد

درین آن برو بازوی پهلوی
 درین آنخون رفته نادیده کام
 کجا آن سرشمن انگند نقش
 کجا آن دل مهر پرور و او
 کجا آن گرامی دل با وفاش
 مرا اشک سرخ است و خسار ز
 بلی آسمان است و اینها کند
 چگونه نشاید که باور کنیم
 مگر نه سرفراز سهراب کرد
 مگر نه سیاوش خشنده هوش
 مگر نه یل اسفند یار جوان
 مگر نه سیامک بچنگال دیو
 زمین و خمه شوم ناخوش هوا
 یلی روسد و خمه بارکش
 زمانه یکی سیل ویران گراست
 که اندر ره سیل بینان نهاد
 چو خواهی و رفقا دگر کش بمبار
 بر آن کاین جهان بر سر کیمیا
 چو ایوان نگاری در یورگنی
 نوبه بوده بر نقش ایوان کوش
 جهان نوعی است زیبا و شک

جهان کمن را ز فرش نوس
 فرد مرد تنگ و برآورده نام
 ز زین آن هاور و بر کندش
 بنازک ولی سخت نادر و اهر
 کجا ناز پرور تن بی بهاش
 ندانم بیاران و دیگر چه کرد
 چنان کینه جوی چنین با کند
 که باور بسی زین فراق نزنیم
 به بیخ پیر جان شیرین سپرد
 تهوران برآور و دنیا را می‌گرد
 به تیر می‌گزین و دور و فتن و دل
 تبه گشت و بر خاست پیرانی
 که یکسان کن بادشاه و کد است
 که فراق از کد نیست تا با و شا
 رسیل بلا بر کران بهتر است
 که رخت و تن و سر بطوفان نهاد
 چو آخر شوی خاک آتش بمبار
 ز راند و ده کلاه گلنت گوا
 بر ایوانها چند سکر کنی
 که خشت کاخ تو خیم است و کو
 فرشته دلهای بوی و برنگ

اگر با تو خود چند روز نمی شست تو ای ایقان بهتر نامور نکوفی که شد گشته آن جنگوی بیاد آور از کربلای حسین اگر بستی قصه پیش را	فروزش خوشی که شوهرش است همان به که رنج نباشی و دگر نش زنده کردم بنام کوی همان در و درخ و بلای حسین فروزش کنی گشته خوش را
--	--

لوامی شهادت در میدان لا افراسین و ابتلائی بلای
کربلای مصیبت و اقامت امام همام حسین علیه السلام کاش

یکی دستانم بیاد آمد است روان کاه و غم پرور و جان کراد ز آهن بود جان رو نه با آهن وردی این تاب من از بنی این قصه پر و ختم نوند که این تشن افروخته است سمند شود گوش با من سپار اگر چه جهان در جور رانش است اگر چه بود ماه اردوی هست اگر چه چمن چون بستی خوش است جهان اقتضای طرب میکند اگر چه کنون شاد بایست ولیکن بجای سبزه و سرود دل دیده مینا و ساغر است	کز آن اشکم در نهاد آمد همه انده جان همه رنج دل بکوشن و این داستان بایکوی که این داستان است آن نیست ز غم روزگار است بگدا ختم که گویند ویریت تا سوخته است که هست تشن این گفته ابدار بهار است و هنگام آرامش است که پیافره از باغ برد می هست که هم و لفر و دست هم بکوش است می ورد و در مش طلب میکند ز هر انده از لوباید شست بیاد دل راه افغان کشود خروش غزالان نو اگر است
---	--

ز لعلت جگر گرد باید کباب
 بل چمن بود آرزوی چمن
 ره که بلارابدل بسپریم
 چه گلهای سیراب را بنسیم
 چه باید شدن سرو شمشاد جو
 چه آسانی از سایه بیدن
 بین جامه اطللس شلخار
 خرامی پنجه زرش و سبای باغ
 شفاق چه جوی به بزم چمن
 مگولاله را شمع افروخته
 عجب ترکه بی شمع شهاب تاب
 عروسان باغ ارچه پیش خوش است
 بنفشه ست یا بر لب جویمار
 اگر چه بسی دلفروز است باغ
 چو یاد از جوانان حیدر کنم
 تو نیز از سپاری بمن گوشه خوش
 ز دفتر کی باغ دلکش کنم
 گلش لاله و سوری و انغوان
 بجای گل و برگ ریحان در او
 صنوبر قد آن سرو دشمنشاد او
 نمنا نهان او سکه چکا و ک در او

ز خون درون خور و باید شراب
 هوای گل و از غوان و سمن
 جوانان حیدر بیاد آوریم
 با فسرده باغ نبی رو کنیم
 خیابان زهر آب پرسیم تو
 از آن سوخته خیمه یاد کن
 بر نه تنان را بیاد اندر آر
 اسیران بی فرشتگان کن باغ
 از آن نو سلطان کوئی گلگون کفن
 بکو جوق پروانه سوخته
 ولی روزها سوخته ز آفتاب
 عروسان برخت و زیور کجاست
 دریده کی گوشش کی گوشوار
 ماسنبره پنجره بود لاله داغ
 ز مرگان ابرو دین نشتر کنم
 کشایم ره حشمت از راه گوش
 بجان تماشائی آتش زخم
 که شد خون دل آب آن بویتان
 تن چاک چاکست پیکان در او
 ولی خسته بر خاک از باد او
 سنان نبره و پنجه ناوک در او

شده گلشنش سحر چاکچاک	هزاران در او ناله و درواک
اگر گشت این تقربستان کنی	کجا یاد گلگشت رضوان کنی
فسرده داین باغ خرم در	که ره سوی رضوان نماید ترا
خبرهای تازی بلفظ دری	بس آسان نباشد سخن بروی
سراینده و معان تازی تراود	چنین برزند آتش اندر نهاد
که چون شد خلافت بکام نبرد	بدل داشت پروای شاه شهید
پیشرب فرستاد آن با قبول	که بیعت ستاندر سبط رسول
به چید سربور شیر خدا	که بیان مرا نیست بانامها
پدر پیشوا حدیچ میر مرا	کجا سزسم کور و دسروا
هم از کوفه پیکه بان شه سید	ابانامها پر امید و نوید
که شاهان زمین و زمان تازه است	ز فر تو گیتی بر آوازه است
بیشرب چه مانی که یاریست	در آن بوم و بر عکساریست
عراق ارسین این زمانه گشت	حجاز از نبی با مخالفت روست
همه کمر بایم و تور منما	قدم رنجه کن خلق راه نما
چو آن نامها خواند سالارین	بدل کرد آهنگ آن سزین
ولی گفت باید فرستادیش	یکلی پاکدین راز خویشان پیش
که تا از موشان زهره کند	چو داند مرا نیز آگه کند
بپو عقیل این سخن رست	تضاخده زو کا نچه میخواست
پس آن مسلم پاکدین را بجو است	سخناباد و گفت بی کم و گاست
بدو گفت باید شدن تا عراق	همه آزمون وفاق و نفاق
پیشینی که انقوم برپیتند	پرستار کیشند یا ستند

نامی که در این دیوانه است

چو تیرانکه او یکزناست مرست
 چو تیغ از دُر و رُبینی و گزناست
 مرا که از راز ایشان کنی
 که با بزمین سایه و اورم
 تو باید که دین راحت کنی
 من ایدر بر راه توام و دین باز
 همی گویم و رای سنان کنم
 بوسید مسلم زمین پیش شاه
 شگون نامی بدگرچه در راه دید
 ز تیرب به پیوند تا کوفه راه
 بکوفه درون وقت پنهان گشت
 گروهی نه بر راه آزر م و دید
 چو آمد شد مردم انبوه شد
 همین بود و پیمان زهر کس گرفت
 خبر شد ز بان در زبان نادشوق
 چو آمد بکوشش نرید پلید
 که یا بیعت با بکر از حسین
 و راوسر تا بد بشامش مرست
 و زانسو بگفتا به پور زیاده
 و بدیم و اید بر نافرین
 حسین را بکوفه پیمان ازو

بدانی که سیل کوش سومی است
 نه نر راه کیش است و آینه بود
 بکوشی و از خود ولی نشانی
 همه یادگار پیام آوریم
 ره داد و دانش رعایت کنی
 همه کوش و هشتم به پیغام راز
 که تا هر چه کوئی بکن آن نظم
 شمش کرد پدر و دو آید بر
 ز مردی بهریم گفته ایست
 بیای خود آمد بفرجام گاه
 کجا مهر پنهان شود زیر پشت
 درون تخت بیرون بخود نرم دید
 دل پاک مسلم بی اندوه شد
 ز انبوه مردم شده در شکفت
 که مرفه را با حسین است عشق
 یکی نامه نبوشت نر و لید
 که این کار روی کنی فرض عین
 نمیز که انتقامش فرست
 که تا کوفه بود بکر و ارباد
 که اسیر میچید کند و سنگیر
 ستاند و کر نه سرو جان ازو

بیت شمسین جوانی در میان از تو نیست برست
 و در میان از تو نیست برست

بیت شمسین

بیت شمسین

وگر در ره هست آن شد من پناه
 بنیز نگ بروی کند کارنگ
 همی رانند ناپاک پور زیبا و
 بکوفه درونش نهانی شب
 و راندم که خورشید نهفته بود
 یکی طلیسان بر سر خود کشید
 بیامد بار الامارت ز راه
 بیجا و درو آمد از هر کش
 ز غرت فرو پیچ بگذاشتند
 کشش باز شناختن جایست
 بنزل شد و کرد در با فراز
 همه شب نجفت و در اندیشه بود
 سحر که برآورد و راز از نهفت
 چنان کرد که جسد و دود نه
 ز آفسونش خلقی ز ره در شدند
 ندیدند و نیاد و اوند دین
 گرفتند او را و بر وند زار
 برید سر زان تن نامور
 تن پاک مسلم ابر و دار کرد
 نهفت آن مهر و شش زینج
 جانا بخوایان بدی کشش تست

این را از استاد بزرگوار

ای صفت محمد صفتی که شکرش از صفتی

در خیر است

بر انگیزد از کوفه بپرس پناه
 گر از آشتی ره نیاید بجنگ
 دلی پز ز آتش سری پز باد
 چنان چون بود رسم و راه عرب
 فلک ز فقه در طلیسان کبود
 که کس چهر بهمیرا و رانندید
 نموده بر دم که این است شاه
 همی رفت و خلقی روان آتش
 که سب بطمیرش پند آشتند
 دلی آند غای هر کسی را شناخت
 در کرد و اندیشه را کرد باز
 تو گفستی یکی دیو در شیشه بود
 بر دم ز هر گونه اندر ز گفت
 دل ساده مردان تخی شد همه
 ز مسلم بگشتند و کافر شدند
 نیاید ز ناپاک مردم خبر این
 نمی چون کند چاره صد هزار
 که و کیفر بد شد و او گر
 بسلم کجا کافر این کار کرد
 از و جزا در لغی نماند ای دروغ
 همه بیدار و در کشش تست

بزم پیران

بود زیر هر مهر تو کفر سے
 جانا چه بے مهر و خو خواره
 نگویم که باکر دشت کام نیست
 یکی مهر بسند ز تو گاه جنگ
 که این جفای تو را بشمرم
 همان به که این گفتا بگذریم
 به شرب چو از پروان پرید
 بنا چار از ان بوم دل بر گرفت
 بهانه حرم کرد و احرام بست
 بل گفت مانم در ان بوم و بر
 مرا چون نه بیند در پیش خویش
 زن کوک و دخت و خواهر
 چه بیشتریدی که شد پیش ازین
 حسین از دین سوئی کعبه خست
 نیاز ازینا دیده جوری که دید
 ره کعبه قرب در پیش دشت
 همی رفت و در راه فرخ سر و شر
 که قربانیت گرچه در خود هست
 یکی طوف این خانه مردانه کن
 که این سزمین گرچه کوئی سن
 که این خانه رخت از آب گل است

فردی که در آن خانه نشین است
 نامش را در آن خانه نشین است
 نامش را در آن خانه نشین است
 نامش را در آن خانه نشین است

کلاهی نه بخشی که فردی سر
 چه فرزندش نامش پیاره
 ولی مهر و کنیت بهنگام نیست
 یکی جای شهد از تو نوشته تنگ
 که آتش دل نخواست سرم
 مگر گفته خود بپایان بریم
 جهان تنگ شد برام شهید
 تبرک و یار پیب گرفت
 چو صید حرم کشت از ان داجم بست
 که از سلم و کوفه آمد خبر
 بخواند بیوده در کش خویش
 برادرش و پور برادرش را
 سوی شرب از کعبه بخت گزن
 چو دشمن با و در و جلیت خست
 بنسره جفای بنسره کشید
 همه فکر قربانی خویش دشت
 نمانی فرد گفت هر دم بکوش
 نه اینجا است فریا بگفت کرکات
 چو قربان کنی رو در آن خانه کن
 ولی سوی آتخانه روی من است
 مرا آن خانه رخت جان دل است

در این خانه فریاد ز جوی کند
 درین خانه شور آید فرم خوش است
 در این خانه از جامه عریان شوند
 مرابطان یار بازار است
 سخن کوتاه آمد بشام آکھے
 حسین از مدینه به بلخ شافت
 پرانده شد خشم ناپاک بلخی
 تنی چند را سیم وز رو داد گفت
 بهانه بود حج و احسان
 زد دشمن خبر بیشتر شد بشاه
 بهمراسی او نزدیک و خوش
 گردوی زاعراب اویشت
 همه بر یکی بنده آرزو
 بلی آرمودن تا نشد جلوه گر
 کرد او خوشی یار بسیار بود
 پیاده یکی پیش آمد بر او
 برون نامدم گفت از کوفه من
 بگفت از بدی هر چه آمد بدو
 بگفتا پس منی ست ملک جهان
 اگر یکسر افروزد اگر جلعه کاست
 سر ما چو کوی بست و چو کان زد

ناله میسر است که درین خانه از بد آمدند

در آن خانه قربان ز انسان کنند
 در آن خانه چشمان پر غم خوش است
 در آن خانه از جامه جان شوند
 چکارت شیرب ترا کار است
 که شیرب ز آل بنی شد تنی
 که از این چاره کار بهتر نیافت
 یکی کیمیا ساخت بار بنهای
 که تا مکه باید نخورد و نخت
 ولی قتل صید حرم کاشان
 حریم از حرم برود آمد بر او
 بدی از نو دم زشتا و پیش
 نه از راه پیش بر او گردشت
 بسیم و بز چشم شان باز بود
 زنده رویه ماده بر شیر نر
 بکوزد بد بایدش آرزو
 ز مسلم بهر سید و از کوفه شاه
 مکر دیدم از خون خویش کفن
 شه از دیده سرد او سیل بر
 حیز از پاک و او زمانه دران
 مراد همه آنچه او خواست خواست
 پذیرفتن از ما و فرمان از او

همی فرست بر لب زردان پس
 وگر روز کاین تازی نیره باز
 هر آنکس تماشا همی خواست کرد
 ز لشکر که آن شه ارجمند
 همی هر یکی داد شه را نوید
 شه از گفت ایشان شکفتی نمود
 چه بکپاش ازین گفتگو در گذشت
 بدست لشکر که خرمستان
 که خستد ریاحی است سترنگ شن
 بلی نامدار است و خجسته گداز
 پیاده شد از اسب و آدم و باد
 شمشید و پرش نمود و نوا
 بفرمود بهر چه کار آمد
 بلی آدم گفت پر خاشخو
 برای نیرید از تو پیمان برم
 شمش گفت من نادم خوشین
 نوشتم تا آدم از حجاز
 گذارد تا سوی بطحاروم
 بدو گفت حرکاری شه موتمن
 سپیدم گفته که جانی خویش
 بگو که تو پیمان ستانم بمن

بلی این بود مروید و ان کشاکش
 بر این تو سن ابلق همی شد و فرا
 بینیده اش نیره راست کرد
 شد آواز است اگر بلند
 که از کوفه خرمستان شد پدید
 که خرمستانی درین ره نبود
 زابو و شکر سبک گشت و گشت
 سواران بود بر کشیده سنان
 پی کارزار است آهنگ شان
 سواران بگوش و باره هزار
 بیای خداوند سر بر بنیاد
 یکی پایه اش و خورایه خست
 زرنار یا کارزار آمد
 که نگذاشت پاتمی پیشتر
 چو سرتابی از تو سر و جان برم
 همه نامهانان بود پیش من
 کنون نیز آن ره نه بسته است باز
 همانجا که بودم هم آنجا روم
 کنون نیست این کار و زمین
 خامم تو را تانمی پای پیش
 جز این رای رانی خامم نمی

شبهش گفت مادر بگریه تو با من
شناسی که نوباوه چیدم
خلافت نه زان نزدیک است
تو نیز ای جوان نیت آذوده
اگر پدر پاک پیغمبر
یکانه خداوند داد افرو
کسی کو بآیین من بگرود
بمن گریست زنده بنید بهشت
من آسوده بودم مرا خوانستند
جهان گشت و خشم من باش کو
نگهدار من کرد کار من ست
کز این نیت برگرد و از تیغ زن
اگر جان تنم و گر جان دهم
نیارده ام تیغ بیرون زلا
چو کافر کشد تیغ کفر کشم
بیاران بهشتی شوم و لفرور
زمین را بپوشش بوسیدم
گفت اگر کسی جز تو سر و مرا
من و او یکی ز آیینان کشته بود
منت نام مادر چگونه برم
نویم جهان راه آزر م را

مادر او را در میان آیینان کشته بود

ازین گونه گفتار کم کن تو یاد
سرور دل پاک پیغمبر
نگین از سلیمان نه زان بهر است
که راه خطا آمدی باز نکرد
چرا دشمن دوده چید ری
مرا آزمون بد و نیک کرد
چو بگشت از اینجا بنفوس رود
در یغ ست مشاط و روی نیت
کنون کدام حیل را استند
کجا بچشم از یک جهان خشم
حصار من این ذوالفقار من است
فروده ست بر طعمه تیغ من
بقیان دارای گیهان دهم
نه از عجز کردستم نه ز غلاف
کشم کفر اما ز کافر کشم
ولی دوزخ چون شوم کینه تو
دل و چشمی از خون زار شک بر
بردی چنین نام مادر مرا
ز خون یکی خاک آغشته بود
مگر نه بود دخت پیغمبر
بشوم چگونه ز رخ شرم را

مگر مول دونه فراش کنم
 اگر سرکشی و اگر بکر دمی
 ولی با تو این سزین و نمند
 که اینجا بمانی شوی و تلگیر
 بگفت و بان شاه سو کند
 بیکزیده باب و بپستوده مام
 که باین ستم پیشگان کم تیز
 وطم بر تو لرزه که کردی تباه
 شش گفت که رنگ ترساییم
 مراد جهان میی از مرگ نیست
 اگر بد نوشته ست بزوان من
 نه هر جنگ را در برگ است بار
 بسا زخم کش عمر ما بذر پس
 چو دم را شمار است چون زخم
 چو باید سر آور دوزیر رنگ
 به از جامی در کام شیران کنم
 به کافرخا سر در آید مرا
 بگفت و با سپ اندر آور دپای
 که نقش عمان گفت مرد دلیر
 دمی باش کاید سپه دار ما
 که نام که او را دل و جان بخت

بدست خود اندر خود استنم
 ستم بنده فرمان بهر چاروی
 بکشند با خوی اهرمن اند
 شوند این کرده و غابر توجیر
 بزوان که بنیاد کیستی نهاد
 بجان نیا آن شه نیک نام
 مزن خویش را بر دم تیغ تیز
 بنه خشم و بر خوشتن بدخواه
 ازیرا که چون خوشتن دایم
 بکیستی که دیدی که جاود است
 نبسته نکر دایم از خوشتن
 نه هر آشتی رست عمر دراز
 بسا لقمه کو بست راه نفس
 ز پیش و کم آن به که دم کم زخم
 که افزون کنی در زمانه درنگ
 که با ناخدا ترس چنان کنم
 بهل تا زمانه سر آید مرا
 که اینجا که آمد شو و باز جامی
 که نکر نیز از جنگ رو با شیر
 به بنده عیان یا تو باز اراما
 مگر بر تو این کار گردد دست

و دیگر که برمانه گیر و گناه
 بمباد شود کار پیش امیر
 چو بشنید گفتار او را زبیر
 بشه گفت این قوم تا اندک اند
 بترسم که چون لشکر افزون شود
 بفرمای تا یغ کین بر شیم
 چو این خابرن شد تا و خدشت
 نشد شه باین گفته همدستان
 من اول نکو شتم بکین سخن
 دل روشن من نشد کخ دیو
 مرا امتحان همان کرده اند
 مرا باید اینان شناسند باز
 مباد اجاز دین کرانه کنند
 که بیگانه بود در کیش ما
 ز بیگانه اش باز شناسیم
 چو فرس و از هر سو شوند نهم
 میان دو صف بایدیم ایستاد
 که رازم بر ایشان نماند نهان
 اگر من شوم گشته بر بی گناه
 و گر من از ایشان گشتم پاک نیست
 بیاران همی رفت و میگفت راز

این دوازده بیت از دیوانه بنیم همال است

که چو نش بدید و دادید را
 زن و کودک مانشود و ستیک
 نیامد از آن گفته اش بویخی
 توان رخ نورسته از جامی کند
 مباد که اختر و گرگون شود
 که ایشان چو خارند و ما آتشیم
 بناچار بر ما شود کار سخت
 بگفت این نباشد ره رشتان
 مگر آنکه دشمن کند خستن
 که باشد نظر گاه گیهان خدیو
 جهان مرا امتحان کرده اند
 نماند بر ایشان نهان هم راز
 بر داد که این بهانه کشند
 رو ابو دیبکار او پیش ما
 بنخوشند آهسته پیر و آتشیم
 همه دشمنه آهسته بر خون من
 همی نام خود گفت و آواز داد
 مرا آن زمان نیست پروایجان
 بنخو نم بود پاک یزدان کواه
 چو بنیم از ایشان یکی پاک نیست
 ز هر سو زمین نام محبت باز

بدشتی رسیدند از آب دور
 زیاران بر سپیدگانجا کیست
 چو از کربلا نام شنید شاه
 برودان مازین پس سودن
 چو سرخشم آسوده باشم ز رخ
 پیاده شد و گفت کاید فرود
 بگفتا سر پرده بر پا کن سپید
 همه روی مامون سر پرده
 پس بار که خیمه های حرم
 بدو حرم جامی خویشان همه
 بکرد سر پرده خندق بکنند
 چو شد کنده باخارا نداشتند
 چو زین طشت پیروزه زین رخ
 طلایه برون شد ز هر دو سپاه
 همی تاسو پاسب هم داشتند
 همه شب ز بیمهری روزگار
 ز بچی گهی گفت و مظلومیش
 ز مردان که جام بلامی کشند
 بدیشرب یکی نامه نبشت نفز
 کزین خاکدان دل سپرد ختم
 ز گیتی مجتسم چو تیر از گمان

بگر می موش چو سوزان بود
 یکی گفت کاین سوز زمین کربلاست
 بگفتا سر آمد بار رخ راه
 ز نان را که رخ و فرسودن است
 که بخیده ام زین سر می پند
 لغو باش از یاوران هر که بود
 سر خیمه را تا اثر یا کن سپید
 سپهر برین سایه پرورده شد
 بر افراخت یک یک سپاه می هم
 همه دو دو خویشتان سپاه و سر
 چنان چون گفتند از در شهر بند
 بدشمن بخود راه نگذاشتند
 نهان گشت آسوده تشار رخ
 چه از خیل دشمن چه از خیل شاه
 یکی را نیز و یک نگذاشتند
 سخن گفت آن سرور کامکار
 ز عیسی گهی خواند و مهر و شش
 زغبان که زهر قناری چشید
 بر آورده یکبار و دایه پست
 وطن کاوی از لامکان سام
 سپردم جهان را بابل جهان

در این کتاب
 در این کتاب

در این کتاب
 در این کتاب

در این کتاب
 در این کتاب

جهان را ز سر بیچ بنداشتیم
بر ارم که گیتی نبود از سخت
چو آن نامه انجام پذیرفت شاه
نیاسود از بندگی نیکزبان
چو ششم زمانه برآمد ز خواب
دولشکر سراز خواب پرستند
برآمد چو یک نیزه گیتی فزوز
زمین را سپه شد چو دریای قیر
شمار سپه چار پاره هزار
پس شبت او شش هزار دگر
سپهدار شان شیش بیعت
وزان پس بیامد سپاهی بزرگ
همه رو به آسا و لے دستین
بکین خواهی دین کشاده مکان
سمران سپه پوز ناپاک سعد
فزون گشت آن لشکر از صد هزار
چو آمد صف آراست از بهر بنک
به پیش صف استاد و آواز داد
که از بسط پاک نبی نگذریم
تو نیز ای یگان نه بزرگ حجاز
اگر دست بیعت و یاری برآرد

این بیت از کتاب صفا ص ۱۱۰۰

ره ملک جاوید برداشتیم
نه زمین هیچ شاخی چون سیرت
و فو کرد و آمد با رام گاه
چنین تا برآمد سپیده دما
بر آمنت کافور با مشک ناب
پرستش گرمی را بپا خاستند
پدیدار شد لشکری کینه توز
سپهدار لشکر حصین فیه
همه گرد و خنجر کش نیزه دار
رسید اندر آندشت پر شور و شمر
که در دل همه همه بیدار گشت
که از آن همه چون دم آتش گرگ
بشیر خدا کرده جنگال تینه
خداوند دین را نموده نشان
که در زرم بودی خمی و نشان چرخ
چه جنگی بیاده چه تازی سوار
نه اندیشه دین نه پروای تنگ
که سالار ما گفته پوز زیاد
مگر زیر حکم پزیدش بریم
مکن کار بر ما و بر خود دراز
و گر نه نیه بای و کار زان

اگر خبک جوئی من آماده ام
ولی بهتر آن دامن ای خوشبخت
بخیر سپردن ترا چاره است
شش گفت کای مکره تیره را
میارا از خود پیمیش را
تو بر من ازینان شناساری
ما ایم ز هر پادرجید رست
نه بهوده زین دوده خراورم
تو زوان نمی زار من کو نیم
جانا که از کیش برگشته
دشمن پور سعد از سر کینه گفت
جهان را همه بایز بدست روی
همه دستهاشان بدست یزید
جهانی بدین کار هم داستان
بر شفت و گفت آن خسته ستیز
بپذیرفته مردم ار سود بود
نه آخر پذیرفته بودند لات
بیزدان بستی چه بودی نیاز
چه بودی همسر و ستایش
بست گریانش رو بودی
اگر سبوح و خور و کوساله بود

خطاب حضرت فاطمه زهرا علیها السلام

وگر آشتی نیز استاده ام
کز این سیل دور افکنی خست چو
براه بلاتا توانی مایست
بخیر و سینه مکن با خدا می
مهرزان زانده من عشق را
چه این گفتا و در میان آوری
نیز ادا گرامی پیغمبر است
که پورش بر پور صحرایوم
دلت چون دیکان سخن گویم
چه خوروی که آسمیه سرشته
که این گفتگو با خرد نیست
تو تنها چه خواهی شدن کو کبوی
چرا نچ خود را کنی بر فرید
تو نیز آنچنان شو که باشد جا
که ای بهر دنیا زلفت داده دین
نخود رانی ای سبوح بهبود بود
بیل رانایش کنان بابت
بر پاک داور که بروی نماز
جهان را بخوش آگهی وانش
کجا بت شکستن سزا بودی
چه آن بگویش بدیناله بود

خطاب حضرت فاطمه زهرا علیها السلام

ذابل بسا خواستند آفتاب
 چو با پذیرفتن آن کرده
 نه هرج آدمی کرد و بر خو پسند
 چو در ره بود دیو و رهنر نبی
 از نیما همه بگذرای مرد کار
 شمار مرا خواستند اینمه
 چرا سچ تان خرم و از رزمیت
 یکی شرم را پیش چشم آوردید
 تو ای پور سعادتین همه بخواه
 مکن دوری با خداوند خویش
 من اینها که گویم ز خوشبخت نیست
 دلم بر تو لرزد که کافر شو
 و گر نه مرا روان در تن است
 علی را همانا تو با ذوالفقار
 مرادید خواهی درین زرگاه
 غریوان برون آیم از پیش صف
 چو فدا شود کار زار حسین
 درین شست با کوشش حیدری
 بخندق نیرهای فسخ پدر
 بلالی بدیدارم از ذوالفقار
 کز اینها که گفتسم ندازی بیاد

هم آن کبر آتش هم آن سبزه
 در آب در آتش نماندی شکوه
 پسند و براو زیرک بپوشند
 به تنها شاید شدن هر کس
 نه من مر شمارا شدم خواستار
 کنون کدام صیت این و دیگر
 ز من تان جیا و ز خدا شرم نیست
 مبادا خدا را بخشم آوردید
 بخود بر مکن هر دو گیتی سیاه
 بنشای بر خویش پیوند خویش
 که خرمگ کس را بهی پیش نیست
 گرا ز کینه با من برابر شو
 زیزوان نه پروای ابرین است
 بسا دیده باشی تو در کار زار
 بکف تیغ رختان پیش سیاه
 علی بنی و ذوالفقارش بکف
 بچشم آردت کار زار حسین
 کتم تازه بهنگامه خستیدی
 همی دید خواهی ز فسخ پسر
 تا یم چو خورشید بدر آتشکار
 چرا زرم صفین نیاری بیاد

کای و کای و کای

کای و کای و کای

کای و کای و کای

ز هر کس به پرسی بیاوارد
 که من در رکاب گرامی پدر
 همه دشت پر شکر شام بود
 ز مردان باشنگی بر دتاب
 ز لشکر برون خاتم تک نه
 بسا شط که از خون دانه ختم
 پدر بوسه ز و بر رخسار من
 با فوس چندی من بگریست
 که می بینمت کاندین سرزمین
 تنی و ستیکه هزار اثر و هسا
 شود بوسه جایی نبی جایی تیغ
 تنوشی جز از چشمه تیغ آب
 صبا برنت پرده داری کند
 چو لاله جوانان شکنجه می
 پیمبر نژادان بطما مقام
 بر آن خرد سالان بی نام و نام
 گرفتار کردند آزادگان
 تو را ایندو آن روزیاری بود
 که آن روز دل باید استوار
 چه نازی بن چون دلاور است
 بد گفت و گفتش همه بود را

بی کوک حسد و بشمار دوت
 چاکر دم از کوشش و کوفه
 که در زرم شان و زخم غام بود
 کز انیسو بدانش ز انیسو بداب
 پس پشت کردم سپاه و بنه
 که این شرط از ایشان سپرد ختم
 چو دید آنگنان گرم باز من
 همی خورد و فوس بر من گریست
 چو شیر و گرگانت اندکی کن
 نشان غدنک این تن پر بها
 بر روز تو کریان شود ماه و سیغ
 پوشی کفن جز بر عقاب
 هوا بر سر استکباری کند
 ز خون کرد رگشته ز سوی بود
 گرانید بی پرده چون خورشام
 زمین حمد کرد و چراغ آفتاب
 قریشی ز زمان با شمی ادا کان
 بداد دولت استواری دحد
 نه هر جا بود نیروی تن بکار
 که اول بکر زود دلاور کسی است
 سنجی جهان جادو اندک است

چهارم کابزد جهان خواسته است
لفظ دامن دست و میدان کین

که افزوده بر آنچه او گشته است
بر آن تاج خواهد جهان آفرین

مالوسی نام نوی الکرام مکاری
امامی که بر از هم نام شریک ندانم

یا و علیہ السلام و
و اما آن که بر از هم نام شریک ندانم

چو خورشید بدارین شهر خیز گشت
ز باران یکے انجمن کرد غفر

بیاد بجز گاه از آن پهن دست
نمان کرد و پیدا چو رپوست مغز

همی گفت بسخ از نیا و پدر
از ایشان را خورده هست رشت

بجز رشت نشنیده ام هر سهر
که فردا ز عمر آخرین روز هست

من و هر که همراه دارم ز مرد
بجز پاک فسر ز ندیمار من

بجز هم جان باخت در این نبرد
کز او در جهان ماند آثار من

ز بون بستم در ز بون بستم
بکبستی اگر شاه اگر نبند بود

منم نبد ایند او نیستم
بجز پاک یزدان که پانیده بود

درین ره کسی کو به همراه هست
ز ما هر کرا و دین باشد بزر

هو خواه خود یا هو خواه هست
ز راز دشمن هست کو پیشتر

وگر با خداوند کار هست ز خوش
که مرد و دل وی آن شه نیست

من اینجا و اینجا بود آرزو ش
کجا روی شه کرد این ره نیست

حریف دو دل کو یکی را محفل
چو یکدل شدی سوی جان کرا

نگنج یکمی آرزو درد و دل
ز سیرا سه دل سوی جان کرا

چو این پاک لفظ از لب شاه جفت
هر آنکو خسریدار و پنا براند

مگر هر یکی بهر راهی به لبست
هر آنکو طلب کار موی به ماند

زرقه چه پر سی که تنگ آورم
ازین دوستان دل تنگ آورم

ازین دوستان دل تنگ آورم
ازین دوستان دل تنگ آورم

سازمان

بجز پاک فسر ز ندیمار من

نیم وصال

گر از صد هزاران یکی در میان
یکی از هزاران رگفتارها
چو برگشت چون نیت خود سر
برقند آنان که جستند سود
قضا بین که جستند راه نجات
چه مرگی که او مرگ خوشتر بود
چو آن نیکبختان آزاده دل
برایشان درمی بازگشت آفت
سکافات هر خوبی و هر بدی
چو از نور دل چشم خان باز شد
کسانی که کشتن بند بهر نشان
یکی خور و شمشیر بران کشای
در آسن مگر دوست شد ملوک
چو شد که تو ای شاه کشت بخت
زمانه چو انگ بر ما گرفت
حرم گر ببال بخت تنگ بود

بماند هنوز شش تو بلبه دل
بر برکم افتد مگر دارها
زیار آن بر شاه ماند اندک
ولی چون جستند خیزی بنود
سوی مرگ رفتند ز باجیات
ببرنجش مرگ شکر بود
ستادند بر مرگ شکر ده دل
که دیدند انجام هر خوب و شیت
گذشته از آن داده ایرودی
همی هر یک از شوق جان بافتند
اسیری گوارا شد از دهر نشان
یکی بر دوزخ گیر گردن گزای
که عشاق پیشش نهادند سر
زیار آن بدیدند بر دخت جای
گرستند بر جان ناکام خویش
نشتند مگر کسان و بر و
و با قوت ز نیکو نه گوشتان
سپه رفته خود مانده تنها دار
چو آتخته را بر گزیدی تیغ
که اختر ز مار و ز خوش و اگر گرفت
بنایستان در صف جنگ بود

چنان برای کسی که از آن نام دارد ۱۳۴۴

است این بیت در کتابت و کتب دیگر و کتب دیگر و کتب دیگر

درین بی پناهی بیا یا گو
 بنی کو بیانو بهارت بهین
 علی کو بیانو رعینت بگر
 بگو بر زمین آبی روح الامین
 چه کرده است عیسی که داری کشند
 گناهش چه یوسف که چاشنی شود
 سحرانی که زهره بر بام داشت
 چرا دل نگرود ز غم چاک چاک
 همانا نه این مرقع پیغمبری است
 کسی را که خود بر شکم سنگ بست
 بیکبار مابت پیغمبر شکافت
 حسن را که دیدی جگر خواره اش
 یکی پیش ازین دوده نهادم
 بمان آن همه لاله جزوغ نیست
 فروش شبستان چو بر شد باده
 بیام همه خواهران را بخوانند
 چنین گفت بامهربان خواهر
 که ای در جهان یا و گار ببول
 مگر نه تو تو با و خیمه دری
 مگر نه ببول است مادر آتورا
 همی بود و منتخی کشش و یگام

بزم وصال
 درین بی پناهی بیا یا گو
 بنی کو بیانو بهارت بهین
 علی کو بیانو رعینت بگر
 بگو بر زمین آبی روح الامین
 چه کرده است عیسی که داری کشند
 گناهش چه یوسف که چاشنی شود
 سحرانی که زهره بر بام داشت
 چرا دل نگرود ز غم چاک چاک
 همانا نه این مرقع پیغمبری است
 کسی را که خود بر شکم سنگ بست
 بیکبار مابت پیغمبر شکافت
 حسن را که دیدی جگر خواره اش
 یکی پیش ازین دوده نهادم
 بمان آن همه لاله جزوغ نیست
 فروش شبستان چو بر شد باده
 بیام همه خواهران را بخوانند
 چنین گفت بامهربان خواهر
 که ای در جهان یا و گار ببول
 مگر نه تو تو با و خیمه دری
 مگر نه ببول است مادر آتورا
 همی بود و منتخی کشش و یگام

درین بی پناهی بیا یا گو
 بنی کو بیانو بهارت بهین
 علی کو بیانو رعینت بگر
 بگو بر زمین آبی روح الامین
 چه کرده است عیسی که داری کشند
 گناهش چه یوسف که چاشنی شود
 سحرانی که زهره بر بام داشت
 چرا دل نگرود ز غم چاک چاک
 همانا نه این مرقع پیغمبری است
 کسی را که خود بر شکم سنگ بست
 بیکبار مابت پیغمبر شکافت
 حسن را که دیدی جگر خواره اش
 یکی پیش ازین دوده نهادم
 بمان آن همه لاله جزوغ نیست
 فروش شبستان چو بر شد باده
 بیام همه خواهران را بخوانند
 چنین گفت بامهربان خواهر
 که ای در جهان یا و گار ببول
 مگر نه تو تو با و خیمه دری
 مگر نه ببول است مادر آتورا
 همی بود و منتخی کشش و یگام

مباحه کجارت و الفار کو
 بیا عرش کو گوشوارت بهین
 یکی چشم بکشا حینت بگر
 پرانده اوراق مصحف بهین
 چه گفته است بی که زارش کشند
 چه بد کردیونس که ماهی بود
 در او که جز بهانی آرام داشت
 که شد زهره بر چرخ و زهره انجک
 بجان تو کاین کفر کافری است
 زنگش نه زیباست و نه ان
 دوباره علی از تو کفر یافت
 جگر کردی از زهره صد باره اش
 که اکنون بکار و س افتاده
 که چون بکشد و بکشد
 بیاید بکشد و بکشد
 جگر پارگان را بکشد
 زهره را بکشد و بکشد
 زود و زمانه مبادی طول
 مگر نه گل باغ پیغمبری
 مگر نه حسن شد برادر آتورا
 ماند و دل بچو کوه استوا

بزم وصال
 درین بی پناهی بیا یا گو
 بنی کو بیانو بهارت بهین
 علی کو بیانو رعینت بگر
 بگو بر زمین آبی روح الامین
 چه کرده است عیسی که داری کشند
 گناهش چه یوسف که چاشنی شود
 سحرانی که زهره بر بام داشت
 چرا دل نگرود ز غم چاک چاک
 همانا نه این مرقع پیغمبری است
 کسی را که خود بر شکم سنگ بست
 بیکبار مابت پیغمبر شکافت
 حسن را که دیدی جگر خواره اش
 یکی پیش ازین دوده نهادم
 بمان آن همه لاله جزوغ نیست
 فروش شبستان چو بر شد باده
 بیام همه خواهران را بخوانند
 چنین گفت بامهربان خواهر
 که ای در جهان یا و گار ببول
 مگر نه تو تو با و خیمه دری
 مگر نه ببول است مادر آتورا
 همی بود و منتخی کشش و یگام

همه زهر نوشان محنت گمان
همه دُر و نوشان مینامی رد
کی از رخ و سختی پریشان شدند
چو بودندن بکسله جان من
که با پی پدر مادران و رفقه
مرا کشته داند کو دوکان را
تو امی خواهر آماده شام باش
مزن سنگ بر سینه خراش رو
پیمیان دل از اندوه روزگار
زبانده بخردنه لرز و بی
مرا کشته چون پیش خیمه آور
سرمه چو با خواهر از گفتگوی
بسی گفت اندر زولین شد
که از دهنم چون بداید دست
رو نیست بر کردن موی
ولی گریه بسیار بر من کن
بلگفت این و در شد بخود
بمالید رخسار بر تیره خاک
بتالید کاهی پاک پروردگار
همه مایه هست و بودم قست
بدیدی ز ازل سعادت مرا

سر اسر ز جام بلا سر خوشان
ندادند دور ول مگر جامی درد
تو نیز انجمنان باش کایشان شدند
همین است و بس با تو پیمان من
گهی مام باشی و گاهی پی پدر
علی را بزنجیر خود و دستگیر
بگر خوار و خون دل آشام باش
ولی موی را هر چه خواهی بکن
که از ناشکیبان شوی در شما
که گیتی بانده نیز زده
میر خشم کاینه و خشم آوری
بدل جوئی دیگران کو روی
هر یک جدا گانه سوگند داد
بدانان صبر اندر آید دست
نه از خشم خراشیدن روی را
که بر آتش سینه آبی زبید
نیایش کنان پیش بکتاب خدا
همه غمبه آلود شد خاک پاک
تو دانی که نبودم اجز تو یار
عدم بودم اول وجودم هست
بدلای توید شهادت مرا

اینک که از این کلام در این کلام

ناله جان من که درون این کلمات با ناله نیست ناله از کلمات نامعلوم است

از آن دم که مادر مرا زاده است
 ز پنج ساله من سال پیچیده ام
 چنان می نماید ز سامان کار
 من این خرد سالان نویسد
 غریبان از منزل آوارگان
 یکی راز خاری بفرسوده پاک
 چگونه سپارم بدست بلا
 چون خود را نه بیفند به پهلوی من
 چنان هر یکی را رود دل تپان
 تنی را که تنها پرستنده بود
 بنام آنکه میجو و راهی سوار
 همه نورس و ناز پرور نه
 ز پنج قومی و ناچون روند
 خدا یا گم دار ایشان تو باش
 تو آگاسی از جان غم پرورم
 مرا هر چه گفتم تو بر سر نوشت
 بگفت و نجواب اندر آورد
 بجد و برادر بباد در پدرش
 یکی شاخ ریحان بر آفرید و بول
 پیچیده راه دور و دراز
 اگر ت غرق مام و پانچ

نیمین صفت اهل بیت است

نیا از تو این شمرده ام داده است
 همه سیر و راز و بوده ام
 که فردا سر آید بین روزگار
 غریبان نازسته از آب و گل
 همه بی نصیبان بی چارگان
 نبوده جز آغوشش و آغوش چاک
 بعد از آنکه و رخ و غم مبتلا
 سرخوشین را بر انوی من
 چگونه رود چشم هر یک بجو
 به تنها تواند چنان نبیند بود
 چگونه رود پا بر نه به خار
 نژاد اگر اسب میباید همه
 سوی شام از کر بلا چون رود
 اگر من شدم بار ایشان تو باش
 تو ای که از پاسک و سر
 نه خود را بر سر و پا
 بر او گشت و سر و پا
 همی و سر و پا
 که ای که سر و پا
 سوی منو از زمین چاک
 نه بسته است ره خیز و اند

نیمین صفت اهل بیت است

<p>پدر بانیای چشم در راه است بدور تو ز ابنوه دشمن حشر ز تیار لیلین خرد سالان بخش که ایزد بهر بد بود یارشان که خود را رسانی باین سخن تورا روز کار صبور ی رسید</p>	<p>را در مینو هوا خواه است چو پانی درین خاک پر شور و شر همانا براه تو سد است پیش میندیش از رخ و شمارشان بکوش امشب ای گوهر کج من گمانم که هنگام دوری رسید</p>
---	---

نخواهی دگر دید روی مرا
 میسنوبری آرزوی مرا



تمام شد



